# مختصر حالاتِ مُلّا نظیری نیشاپوری

چونکہ دیوان نظیری جسقدر طبع ہو چکی ہے۔ اکثر کاتبوں کی کم توجہی سے غلط چھپی ہے جسکی وجہ سے طلاب کو از حد تکلیف کا سامنا ہوتا ہے لہذا شیخ الہ بخش صاحب نے اس ہیچمدان سے خواہش ظاہر کی۔ کہ میں ایک نسخہ کو غور سے تصحیح کروں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خواہش کی۔ کہ کچھ حالات مصنف دیوان ہذا بطور اختصار دیباچہ کے رنگ میں لکھ دیئے جاویں۔ تاکہ دیوان کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو سکے۔ کہ یہ بزرگوار اپنے عصر میں کس وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور آیندہ نسلوں کیلئے زباندانی کے کیا کیا دل آویز نکات فراہم کر گیا ہے۔ اور اپنے کمال فن سے زبان پر کیا کیا احسان کئے۔ لہذا بتعمیل ارشاد مختصراً کچھ حالات قلمبند کرتا ہوں۔ اور امیدوار ہوں۔ کہ اگر کسی قسم کا سہو یا خطا مجھ سے سرزد ہوا ہو۔ بنظر اصلاح اس سے اغماض فرماویں +

نظیری کا نام محمد حسین تخلص نظیری نیشاپور وطن تھا۔ ابتدائے عمر سے آپکو شاعری کا شوق تھا۔ اور اسی زمانہ میں آپ مشہور ہو گئے تھے۔ اہل خراسان نے جب آپکی شاعری کو تسلیم کر لیا تو آپ کاشان میں آئے۔ یہاں پر اس فن کے استادوں کا جمگھٹا رہتا تھا جن میں سے حاتم مقصود خوردہ رضائی شجاع۔ فہمی مانے ہوئے استاد تھے۔ ان کے مشاعروں میں نظیری بھی ہر طرح کی طبع آزمائی کرتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک پرانی غزل طرح ہوئی جس میں جاشے کا قافیہ استادوں نے اس طریق سے باندھا جس کا جواب مشکل تھا۔ مگر نظیری نے اسی قافیہ کو ایسے دلکش رنگ میں باندھا جسے ہر ایک نے بنگاہ تحسین دیکھا۔ اور استادان فن اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے ؎

نیازارم زخود ہرگز دلے را  کہ مے ترسم دراں جائے تو باشد

اسی زمانہ میں عبدالرحیم خانخاناں کی فیاضیوں اور قدردانیوں کا شہرہ دور و نزدیک پھیل چکا تھا۔ نظیری بھی اس دربار میں پہنچنے کی غرض سے اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہکر عازم ہند ہوا۔ اور سنہ ۹۹۲ھ کو بمقام آگرہ خانخاناں سے ملا۔ اور ایک قصیدہ نذر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خانخاناں کی ہی مہربانی سے دربار اکبری تک رسائی ہوئی۔ پہلے پہل جب دربار شاہی میں پہنچا۔ تو حسن اتفاق سے شاہزادہ جہانگیر کے بیٹے پیدا ہونیکا جشن تھا۔ اگرچہ اس نے اکبر کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے جو مقبول بھی ہوئے۔ مگر دربار میں خاص امتیاز حاصل نہ کر سکا۔ مستقل تعلق خانخاناں کے دربار ہی سے رکھا۔ اور احمدآباد گجرات میں ہی مقیم رہا۔ چند سال رہکر حج کا ارادہ کیا۔ اور بذریعہ قصیدہ خانخاناں سے زاد راہ کا طالب ہوا۔ خانخاناں نے سفر کا سامان مہیا کر دیا۔ سورت کے بندر سے جہاز میں سوار ہو کر مکہ معظمہ کو راہی ہوا اگرچہ راستہ میں قطاع الطریقوں نے لوٹ لیا۔ مگر حج اور زیارت دونوں سے شرفیاب ہوا۔ اور سنہ ۱۰۰۲ھ میں نواب محمد عزیز اعظم خاں کوکہ کی امداد سے زاد راہ بہم پہنچا کر واپس گجرات میں آیا۔ شاہزادہ مراد حسب الفرمان اکبر دکن کی مہم پر جاتا تھا نظیری

چلتا پھرتا اس طرف جانکلا۔ شاہزادہ کے دربار میں جانیکا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک قدردان سخن سے ملاقی ہوا۔ اسنے دیکھکر خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کیسے اچھے موقع پر تمہارا آنا ہوا ہے۔ کہ جشن نوروزی ہے قصیدہ کہکر پیش کیجئے۔ اور خود جاکر شاہزادہ سے تقریب کی۔ اور بذریعہ چوبدار دربار میں بلاوا ہوا۔ دربار میں سجدہ بجا لانیکا قاعدہ تھا۔ مگر دربار کی شان وشوکت دیکھ کر آپکے حواس باختہ ہوئے۔ کہ تمام آداب وآئین دربار بھول گئے سبب باز پرس کی گئی۔ تو آپنے جواباً عرض کیا۔ کہ میئنے اس شان کا دربار آجتک دیکھا نہ تھا۔ آج پہلا موقعہ تھا جس سے میرے حواس مختل ہو گئے چنانچہ یہ تمام واقعات مدحیہ قصیدہ میں خود لکھے ہیں۔ جن میں سے موقع کی ضرورت کیمطابق بعض اشعار نقل کرتے ہیں :-

دراں بساط کہ برخودم اشعور نہ بود — زدور دیدۂ دانا و لے بمن افتاد
بمہر گفت کہ اے زیب بخش مجمع انس — بیا بیا کہ بوقت آمدی مبارک باد
بساط مجلس وآئین جشن فروردی است — تو نیز جلوۂ آئین نظم خواہی داد
ہمیں دو دیدہ بگفت وہنوز پیدا بود — کہ شد غریو کزیں قطرہ کرد دریا یاد
چناں بپایہ دولت شدم شتاب زدہ — کہ چند بار بسرم درمقامم پا افتاد
زبسکہ تیز بہ آں بارگاہ در رفتم — ادب زپایۂ خود پائے بر فرا زنہاد
زدلفریبی وآئین و فر سلطانی — نگاہ تہنیتم رسم سجدہ رفت زیاد
چو خوب رسم ادب را بجا نیاوردم — ندا رسید کہ اے روستائے مادرزاد
بساط عرش وتکبر تراچہ پیش آمد — حریم کعبہ وغفلت تراچہ حال افتاد

جواب دادم وگفتم بجرم معذورم
کہ تا منم بہ چنیں دولتے نگشتم شاد

لیکن یہ امر سخت تعجب انگیز ہے۔ کہ اس سے پیشتر نظیری بوساطت خانخاناں دربار اکبری میں رسائی حاصل کئے ہوئے تھا۔ اور دربار شاہی کے ضوابط وقواعد سے آگاہ تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال حج وزیارت نبویہ سے شرفیاب ہوکر لوٹا تھا۔ اس کی طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ کہ معبود حقیقی کے مقابلہ میں ایک فانی وجود کے آگے سجدہ کیلئے جھکائے۔ لہذا اپنے آپ کو اسطرح عتاب شاہی سے بچایا۔ الغرض شاہزادہ مراد کے دربار میں اسے خاص رسائی حاصل ہوئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہزادہ مراد سے اس کو دلی محبت تھی۔ شہزادہ موصوف کا جو مرثیہ لکھا ہے۔ اس کے ہر شعر سے اس کے دلی جذبات دکھائی دیتے ہیں :-

اے بزم تیرہ گرخ چوں ارغواں کجاست — وے رزم در ہے شہ گیتی ستاں کجاست
شوق سجود وحرمت تعظیم کمتر است — آں ناز صدر وسرکشئ آستاں کجاست
برگ وشگوفہ ریخت ثمر از کجا خورم — بشکست شاخ برگ سرا آشیاں کجاست

کس را سرود در خور ایں تعزیت نبود　　　پیدا کنید کا قوال ایں داستاں کجاست
خلقے بہ شیون اند و نگویند حال چیست　　　صبر سخن شنیدن و تاب بیاں کجاست
آفاق در مصیبت او ممتحن شدہ
ایں مرگ باعثِ الم مرد و زن شدہ

۱۰۱۴ھ میں اکبر نے وفات پائی۔ اور جہانگیر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت صاحب ذوق و سخن شناس تھا۔ نظیری کا شہرہ سنکر دربار میں بلوایا چنانچہ ۱۰۱۹ھ میں نظیری دربار میں حاضر ہوا۔ اور انوری کے قصیدہ پر قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ جس کے عوض بادشاہ نے ایکہزار روپیہ نقد اور خلعت و اسپ صلہ میں عطا فرمایا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب نظیری تارک الدنیا ہو چکا تھا۔ مگر اُف رے طماعی و غلامی کی عادت جو طبیعت پر راسخ ہو چکی تھی۔ اس کا اقتضا یہی تھا کہ مدتوں خاک چھانتا پھرے۔ اور فرمان شاہی کو قرآن کریم سے تشبیہ دے۔ جو چاہے وہ اس قصیدہ کو تزک جہانگیری اور کلیات نظیری میں دیکھے۔ ایک دفعہ حسب الخواہش شاہی ایک عمارت کے کنایہ کی فرمایش میں نظیری نے یہ غزل لکھ کر پیش کی۔

اے خاک درت صندل سر گشتہ سراں را　　　با دامنہ جاروب رہت تاجوراں را

جس کے صلہ میں بادشاہ نے تین ہزار بگہ زمین عطا کی۔ نظیری نے مرنے سے بارہ برس پہلے ترک دنیا کر کے گوشۂ انزوا اختیار کیا تھا۔ مگر اس زمانہ میں بھی امرا کی مداحی جاری و ساری رہی۔ آخر عمر میں اسے تحصیل علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا۔ ۱۰۰۸ھ میں جبکہ عبدالرحیم خانخاناں کی ہمرکابی میں دکن جا رہا تھا۔ راستہ میں مندو سے گذرا۔ یہاں شیخ غوثی مندوی سے ملاقی ہوا۔ اور شعرا بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ یہاں شیخ موصوف سے پہلے عربیت تحصیل کی۔ پھر مولانا حسین جوہری سے تفسیر اور حدیث پڑھی۔ ۱۰۱۲ھ میں گجرات سے آگرہ میں آیا۔ اپنا دیوان خانخاناں کو سونپ کر واپس گجرات چلا گیا۔

۱۰۲۳ھ میں بمقام احمد آباد گجرات فوت ہوا۔ مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی۔ اسی میں دفن ہوا۔ نظیری کے عام حالات و اخلاق و عادات عجیبہ تھے۔ آپ نے اگرچہ بہت سے درباروں میں ناصیہ فرسائی کی۔ مگر آپکا اصلی تعلق خانخاناں کے دربار سے ہی وابستہ رہا۔ خانخاناں کے دربار میں جتنے شعرا تھے۔ یعنے عرفی، شکیبی، انیسی وغیرہ سب سے معرکے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ نظیری نے خانخاناں سے کہا۔ کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ کا ڈھیر لگا ہوا کبھی نہیں دیکھا۔ کہ وہ کس قدر ہوتا ہے۔ خانخاناں نے لاکھ روپیہ منگوا کر سامنے رکھوا دیا۔ نظیری نے کہا خدا کا شکر ہے۔ کہ آپ کی بدولت لاکھ روپیہ کا ڈھیر دیکھنے میں آیا۔ خانخاناں نے وہ روپیہ اسی کے گھر بھجوا دیا۔

نظیری زرگری کے فن میں کمال رکھتا تھا۔ علاوہ بریں تجارت بھی کرتا۔ شاعری کے فتوحات

---

[1] سرو آزاد و ید بیضا ۱۲

علاوہ ہوتے تھے۔ اسلئے ہمیشہ امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتا۔ اور امرا میں شمار ہوتا۔ لیکن باوجود اس کے طبیعت میں آن بان نہ تھی۔ مرتے مرتے بھی مداحی وثنا گستری کا شغل ہاتھ سے نہ دیا +

بخلاف اور شعراء کے مذہب کا بڑا پابند تھا۔ دربار اکبری میں جن آزاد خیالات کا چرچا رہتا تھا۔ اُن سے بہت جلا کرتا۔ چنانچہ ایک قصیدہ میں جو شہزادہ مراد کی مدح میں کہا ہے۔ اس کا خاص طریقہ سے ذکر کیا ہے۔ اور ابوالفضل ومبارک کا کنایتہً نام لیا ہے +

طبیعت ہمہ ابنائے دہر ملحد شد — ولے ز فطرتِ تو بر طرف فتاد الحاد

اگرچہ فضلۂ از فاضلانِ حاملِ دہر — بہ طمعِ جاہ وغنا کردند ہیے ایجاد

پس از حصولِ مراداتِ حال آں فاسد — مثل چو باغ بگشتشت و حسرت شداد

اس زمانہ میں نظیری نام ایک شاعر تھا۔ اُسے دس ہزار روپیہ نقد دیکر اس کا تخلص بدلوایا۔ تاکہ دونوں تخلصوں میں اشتباہ نہ ہو۔ شعراء جن سے خاص معرکے رہتے۔ وہ عرفی۔ ظہوری اور ملک قمی تھے۔ عرفی نے تو نظیری کو قابلِ خطاب ہی نہ سمجھا۔ لیکن نظیری نے اُس کے مرنے کے بعد قصیدہ میں اسے گالیاں سُنا کر اپنا نامۂ اعمال خوب سیاہ کیا۔ اوحدی کا بیان ہے کہ ظہوری وقمی نے سنہ ۱۰۲۰ھ میں اپنے اپنے دیوان نظیری کے پاس بھیجے۔ اور نظیری نے ایک ایک غزل کا جواب لکھا۔ مگر اس میں نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نظیری اس زمانہ سے دو تین برس بعد ہی فوت ہو گیا۔ اس لئے اس قدر قلیل زمانہ میں ظہوری اور قمی کی ہزاروں غزلوں کا جواب کیونکر لکھا جا سکتا تھا۔ العہدہ برگردنِ راوی۔

الغرض نظیری روزمرّہ اور محاورات کے برتنے میں بڑا مشاق تھا۔ جن سے زبان دانی میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس کے ساتھ محاورات ایسے استعمال کرتا ہے۔ کہ جس مدعا اور مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ بغیر اس محاورہ کے وہ اس خوبی سے ادا نہیں ہو سکتا۔ مثالوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے کلام میں سینکڑوں روزمرّے اور محاورے مل سکتے ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں +

خادم الشعراء
**شاہزادہ سلطان علی درّانی المتخلّص بہ سلطان**

نوٹ۔ اس دوسرے ایڈیشن کی تصحیح جناب مرزا خلیل بیگ صاحب سہارنپوری نے بکمال کوشش وسعی فرمائی ہے۔ جس کے لئے میں اس کا تہ دل سے مشکور ہوں + اللہ بخش مالک کتب خانہ

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ردیف الالف

اذا ما شئت ان تحیی حیوة حلوة المحیا
برسوائی برآ و رسر ز مستوری برون نه پا

حدیث حسن و مشتاقی درون پرده پنهان بود
برآمد شوق از خلوت نهاد این راز بر صحرا

ز خط و خال رخسارش قضا شکلے نمود اوّل
قلم برداشت هر ذرّه ورق برگشت از انشا

دران گلشن هوا بودم که مستی زاد از نرگس
دران مجلس صفا بودم که عشق از حسن شد پیدا

بزحمت اتصال افتد چو پیوندے بریدا زهم
بفرصت قطره دریا می شود چون قطره شد دریا

کجا ناز و نیاز عاشق و معشوق کم گردد
ز حاجت حسن مستغنی و ما محتاج استغنا

شراب و شاهد و میخانه و ساقی همه دلکش
باین خمار بے پروا سرے داریم و صد سودا

تقاضا بر تقاضا میرسد ز افسونے دل هر دم
زمانے نیستم خالی فغان زین شوق کار افزا

اگر نالم ز حرمان رخ مگردان حسبتہً للّٰہ
قیاس وصل و محرومی گلستانست و ابنا

درون بیت احزان پیر نابینا چه مے داند
که شهرے بر سر سودائے یوسف مے کند غوغا

نظیری گر طمع داری که مقبول مغان باشی
فلا تحسد ولا تبخل ولا تحرص علے الدّنیا

اے از کرم تو ریخته خون سبیل را
وز لطف عید کرده عزائے خلیل را

در ملک مصر یوسف کنعان بیاد تو
دریائے نیل ساخته چشم کحیل را

گوئی بغیر واسطه در گوش خاکیے
رازے کزان خبر نبود جبرئیل را

داده برنج فقر نشان جنت النعیم
کرده سبیل هشت گدا سلسبیل را

پل بسته حرز مهر تو بر معبر کلیم
دل کرده باد قهر تو خون رود نیل را

هر فرد گشته حاکم این ملک غیر تو — نا کرده گرم جا بزده کوس رحیل را

درویش و بادشاه بوجود تو قائم اند — خورسند کردهٔ تو عزیز و ذلیل را

نفزوده بر رسوم مقدر بحسن سعی — وز معصیت نه کاسته رزق کفیل را

هیچیم گر تو باز ستانی متاع خویش — وارد دو عالم از تو کثیر و قلیل را

قائل بعجز گشت ثنائے تو هر که گفت — در هستیٔ تو راه نبود قال و قیل را

در تو باجتهاد نظر کے تواں رسید — صد شبهه در رهست قیاس و دلیل را

توحید حق بیان نظیری بلند ساخت — برتر نهید پایهٔ عرش جلیل را

صفا از عقدهٔ دلهاست آں زلف معقد را — بحمد الله که ربطے هست با مطلق مقید را

کشادے روح را با جسم الفت گر نگردیدے — محمد کاروان سالار راه ارواح مجرد را

بآں حسن و شمائل طرح عشق افگنده شد ورنه — نمی دادند نقش هستی این لوح زبرجد را

بمکتب خانهٔ کن مصحف از بر داشت آں روزے — که عقل کل نمی کرد از الف بے فرق ابجد را

حدیث دلفروزش بسکه شد مجموعهٔ حکمت — حکیمان جزو مے سازند اوراق مجلد را

وجود مرکز پرکار عالم کے شدے ثابت — احد خود قاب قوسین ار نبودے میم احمد را

بمسکن بستر از پهلوئے گرمش سرد ناگشته — کند طے بر براق معرفت اقصائے مقصد را

گرامی میهمانے در ره امشب میزبان دارد — ملائک صف بصف بربست عرش آراست مسند را

نظیری نشاء ذوقے ز جام هوشمندان کش — مے و مطرب پریشان مے کند مستان سرمد را

ساقی بشو دو رنگیٔ امید و بیم را — بنما بما حقیقت رنگ قدیم را

حرف فریب آدم و ابلیس تا بچند — چندے بگو ترانهٔ نقل و ندیم را

از ساغر درست خودم بخش جرعهٔ — برطاق نه حکایت جام دونیم را

بوئے نبیذ خلوت تنها شنیده ام — پنهان مکن که نیک شناسم شمیم را

آنجا که لب ز رشحهٔ مے پاک کرده اند — گل گل مشکبوئے کرده ردائے نسیم را

گو مفلسان کعبه بگریند کآب چشم — بر عرش برده از در مسجد یتیم را

زیباست گرچه خلعت محمود بر ایاز — سور آں زماں کند که بپوشد گلیم را

مطرب بیک دو نغمه غنی کن دل فقیر — ساقی بیک دو جرعه سخی کن لئیم را

جنسے که در خزینهٔ لطف تو نیست نیست — جز احتیاج تحفه ندیدم کریم را

روز یکہ جُرمنامہ نظیری بر آورد
از آبِ عفو شوی کتابِ سقیم را

دارد ز غمزہ حجتِ قاطع حبیبِ ما
بیعت بذوالفقار ستاند خطیبِ ما

یک بانگِ ذوقِ گرمیٔ ما را کفایت است
حاجت بتازیانہ ندارد ادیبِ ما

روزے کہ رُخ نمود بما کار داشت عشق
ز اوّل حوالہ دگراں شد نصیبِ ما

ما را تو و قبولِ نیازے و خلوتے
مال و منالِ ہر دو جہاں از رقیبِ ما

از نکہتِ گلست ضرر دل رمیدہ را
در بر رُخِ صبا نکشاید طبیبِ ما

عاشق ز کُوئے دوست بتکلیف آمدہ
با صبر و راحت اُنس نگیرد غریبِ ما

بہتر کہ از حکایتِ ما در کشی نفس
دل خوں شود ز غصّۂ کارِ رہیبِ ما

گُل را قصور نیست ترا گر زکام ہست
در یارِ کاروانِ ہمہ ہست طیبِ ما

بر پائے بند کونِ نظیری زدیم پا
آویخت عشق از سرِ گردوں صلیبِ ما

بغیر از رنگ و بوئے نیست ایں عشقِ مجازی را
عطا کُن لذتِ طعمِ حقیقت عشقبازی را

عزیزاں جاں فدا کردم سر و ساماں ہبا کردم
نیرزم گوشۂ چشمے بنازم بے نیازی را

عبادت کوتہ و دلتنگ و خاصانِ ملک زیبا
چہ داند مرد صحرائی طریقِ کارسازی را

کسے تفسیرِ رمزِ عاشق و معشوق کم داند
بجز ملّی نے داند لغت ہائے حجازی را

ہمہ سرمایۂ اقرار و ایماں بود خسارت
فغاں از خالِ ہندویت کہ کافر کرد غازی را

گرسنہ باز شاہنشاہ و ما صیّاد بے طالع
و لیکن نثار آریم خوئے شاہبازی را

صبوح و رُوح برہم خورد چوں بانگِ صلوٰۃ آمد
بزیر آرید از طاقِ ایں کہن دلقِ نمازی را

گر از یک رہ نماید رُوئے از صد رہ دروں آید
نظیری چارہ چوں سازد فریبِ ترکتازی را

طاعتِ ما نیست غیر از ورزشِ پندارِ ما
ہست استغفارِ ما محتاجِ استغفارِ ما

ہر کشادی کز سوئے ما شد گرہ بر کار زد
قطعہا کردیم اما شد ہمہ زنّارِ ما

از نخستیں جلوۂ قدِ دلبرے افراشت حُسن
از نگاہِ اوّل افتاد ایں گرہ در کارِ ما

شوقِ صد منصور گشت و عشقِ صد یوسف فروخت
بوالعجب ہنگامہا گرم است در بازارِ ما

از شمیمِ گُل دماغِ ما پریشاں مے شود
بر سنگے تابد دمِ عیسیٰ دلِ بیمارِ ما

خانۂ ما خاکساراں بر سرِ راہِ صباست — شب نمے سوزد چراغ از پستیٔ دیوارِ ما
وقتِ مے خوارانِ شبیخونِ قضا برہم نزد — تا چراغِ بزمِ مستاں شد دلِ ہشیارِ ما
باغباں در موسمِ گل گو در بستاں بہ بند — دفترِ شعرِ ترِ ما بس بود گلزارِ ما

نغمۂ مستانہ مے ریزد نظیری را ز لب
از نوا خالی مبادا خانۂ خمّارِ ما

بر رُخ شکستم از خطارِ نگ امید و بیم را — بیند منجم طالعم از ہم درد تقویم را
علمِ ارادت گر کند ذوقے نصیبِ جانِ من — مستوفیٔ امرِ قضا باطل کند تقسیم را
عشق از برائے داغِ من آتش بجاناں میزند — افغاں کہ کردم دوزخے گلزارِ ابراہیم را
تقدیکہ دوراں بردہ است از کیسۂ عمرم بروں — جاوید مستغنی شوم از صد و ہد گر نیم را
رفتم کہ مستاں بگذرم در خدمتِ پیرِ مغاں — گلبانگ آزادی کشم دو شے زنم تسلیم را
نقشے بباطن دیدہ ام خواہم بحسنِ کو د کے — آرائشِ مسند کنم زینت دہم دیہیم را
یوسف کہ کردے سلطنت پیشش زتعظیم پدر — گر شانِ حسنش بنگرد واجب کند تعظیم را
برآسمانِ سروری خورشید اگر طالع شود — جویند ذرّاتِ جہاں بر یکدگر تقدیم را

امروز صاحب وقت دل غیر از نظیری نیست کس
بشکست بر کاخِ گدا سلطانِ ہفت اقلیم را

چند از مؤذّن بشنوم توحیدِ شرک آمیز را — کو عشق تا یکسو نہم شرعِ خلافت انگیز را
ذکرِ شب و وِردِ سحر نے حال بخشد نے اثر — خواہم بزنّارے دہم تسبیحِ دست آویز را
ترکِ شراب و شاہدم بیمار کرد است اے طبیب — صحت نخواہم یافتن تا نشکنم پرہیز را
خاکم بباد آمیختہ گردے ز جا انگیختہ — آبے بمژگاں میزنم خاکِ غبار انگیز را
نے عشق افزاید بریں نے مہر زیبد بیش ازیں — کے ماندہ ظرفِ قطرۂ پیمانۂ لبریز را
پیوستہ ابرو در کشش ہموارہ مژگاں در زدن — تا کے کسے بر دل خورد ایں دشنہائے تیز را

سیرِ نظیری زیں چمن کز کہنگی گشتی خشن
در باغِ ترمی بیں بہم خار و گلِ نوخیز را

از کف نمیدہد دل آساں ربودہ را — دیدیم زور بازوئے ناآزمودہ را
من در پئے رہائی و او ہر دم از فریب — بر سر گرہ زند گرہِ ناکشودہ را
دل را امید مرہم و ایں آہوانِ مست — ریزند بر جراحتِ ما مُشکِ سودہ را

هرگز دلم حلاوت آسودگی نیافت
تلخست خواب دیدهٔ در خون غنوده را

آشفته داشت خارش آسودگی دماغ
دادیم بر هوا سر سودا فزوده را

نتوان چشید قند مکرر زان لبان
نتوان شنود تلخ مکرر شنوده را

بگره خو تبسم بخندهٔ دندان نمانکرد
تا کے نماید آن گهر نانموده را

ساغر کجاست تا گله از دل برون بریم
روشن کنیم خاطر کلفت زدوده را

تا منفعل ز رنجش بیجا نه بینمش
مے آرم اعتراف گناهِ نبوده را

نادیده جورِ او ز وفا لافها زدم
نتوان نمود ترک ستائش ستوده را

منظور یار گشت نظیری کلام ما
بیهوده صرف شکر نکردیم دوده را

تا بکے بر خرقه بندم جسم غم فرسوده را
سر بطوفان میدهم این مشت خاک آلوده را

در درون همچون عنب شد خوشهٔ اشکم گره
پس فرو خوردم بدل خونهائے ناپالوده را

گوشها کر گشت و یارب یارب هم کارے نکرد
نیست گویا روزنے این سقف قیراندوده را

خضر صد منزل به پیشم آمد و نشناختم
باز مے باید ز سر گیرم رهِ پیموده را

وه که یک قاصد که باشد محرم این راز نیست
چند بر کاغذ نویسم حال و شویم دوده را

از شراب سودمندم بخت بد پرهیز داد
مے که مے خوردم نمیخوردم غم بیهوده را

گل ز بهر اشک لولوئے و رنگ کاهیم
در بلورین حقه دارد کهربائے سوده را

از کنایت گاهِ مستی منع آن لب چون کنم
می چکد بیخود حلاوت قند آب آلوده را

با نظیری چون نشستی گوش بر حرفش مکن
در پریشانی میفگن خاطر آسوده را

در خور اگر نه ایم مے لعل فام را
اے کاش تر کنند ببوئے مشام را

بر قدر زخم مرهم لائق نمے دهند
زان مے که طعم نوش کنند مغز و کام را

بر بام ما دریغ نتابید هفته
ماهے که او تمام کند ناتمام را

کس جذبه بکار دل ما نمے کند
تا چند سر بحلقهٔ در آریم دام را

خارج ز پرده دخل غلط تا بکے کنیم
مطرب بما نداده نشانِ مقام را

قسمت چنیں فتاد که ترکان مستِ او
در دور ما بطاق نهادند جام را

کم لذتم که روئے ندیدم ز آفتاب
در خانه پخته ام این ثمر نیم خام را

گر جام صبح بے صفت فقر پر کنند
خورشید سرنگون نکند کاس شام را

رخت از حرم کشیم نظیری بسوی منات
حرمت نمانده حاجی بیت الحرام را

بزیر هر بنِ موی چشم روشنے است مرا    بروشنائی هر ذره روزنے ست مرا
شهودِ بت ز پراگندگیم باز آورد    دلیلِ راهِ حقیقت برهمنی ست مرا
چو سایه از همه سو در کمین خورشیدم    بهر کجا بنِ خاریست مسکنے ست مرا
بهر سراچهٔ گلستاں فرو نے آیم    بروں ز عالمِ خاکی نشیمنے ست مرا
بدوستی که زبس محوِ لذتِ عشقم    بکائنات ندانم که دشمنیست مرا
هزار ناله شهر و دو در دمے شنوم    ز سیلِ گریه چو کهسار دامنیست مرا
ز خوشهائے سرشکم لبالب آغوش ست    ز حاصلے که ترا نیست خرمنیست مرا
اگر بمعرکه در خوں فتاده ام چه عجب    همیشه رزم بخود چوں تهمتنیست مرا
دریغ رخش فرو ماند و روز بیگه شد    دریں سفر که بهر گام رهزنیست مرا
کدام مے که پس از مستیم خمار نداد    چو شیشه در تهِ هر خنده شیونیست مرا
بیا ز محنتِ جاں کندنم خلاصی ده    که دم زدن ز فراقِ تو مردنیست مرا

گداخت چشم نظیری ز دقتِ نظرم
که دیده تنگ تر از چشمِ سوزنی ست مرا

پروانه ایم و شعله بود آشیانِ ما    آب از شرارِ سنگ خورد گلستانِ ما
موریم و بر گذارِ شکر او فتاده ایم    در راهِ پایمال شود کاروانِ ما
تا بانصیب ساخته ایم از حلاوتے    همچوں رطب شگافته اند استخوانِ ما
زه در گلوئے ما کند از کینه روزگار    بیند اگر درست قد چوں کمانِ ما
خورشیدِ عمر بر سرِ دیوار و خفته ایم    فریاد از درازیِ خوابِ گرانِ ما
صد موج را ز رفتنِ خود مضطرب کند    موجے که بر کنار رود از میانِ ما
بس درد ماغ هم نفساں مغز سوختیم    در دیده خواب تلخ کند داستانِ ما
در پیری از هزار جواں زنده دل تریم    صد نو بهار رشک برد بر خزانِ ما
ذوقے که جا بوادیِ مجنوں گرفته بود    امروز معتکف شده بر آستانِ ما
در حیرتم که غنچه به بلبل چگونه گفت    رازے که باد هم نشنید از زبانِ ما

بنیادِ ما خرابیِ ما استوار کرد
گوئی که سودِ ماست نظیری زیانِ ما

زیستم بسکه بتدبیر خود از خامیها — رفت نام و نشستم در سرِ خودکامیها
ورعِ شیب زبونِ غمِ ایامم کرد — یادِ دورانِ جوانی دمے آشامیها
طائری نیست که تارے زمنش برپا نیست — صید یک مرغ نه کردم ز کهن دامیها
روزِ عشرت بصداعِ سرِ مخمور گذشت — تر نگردید دماغم ز تنک جامیها
دل بلهو و لعبِ عمر منه کیں مرغان — تکیه بر باد کنند از سبک آرامیها
خلعتِ سرو باندامِ صنوبر نبرند — جامه زیبنده نماید ز خوش اندامیها
فکر پیرے که هوا و هوس از جوش نشاند — چوں مئے کهنه بروں آمدم از خامیها
پیش از مرگ خود از آفتِ هستی رستم — با جل باز نماندم ز سبک گامیها
در خرابات سرِ ناموراں گردیدیم — بس که اندیشه نه کردیم ز بدنامیها
لوث تقصیر چو از آب کرم شسته شود — دلق درویش برآید ز سیه فامیها

ساز و برگ و مئے و مطرب به نظیری بجست
بوئے خیر آیدش از نیک سرانجامیها

بصافِ صبح نگه کن سر سبو بکشا — دهانِ چشمه کشادند راهِ جو بکشا
دل از مطالعهٔ صبح در حجاب مدار — بزیرِ هر بنِ مو دیده بر رو بکشا
شگافِ خرقه بدقت چه میکنی پیوند — لباسِ فقر و فنا پاره به رفو بکشا
یکے بکوزهٔ پرهیز خویش سنگے زن — چو شیشه رشتهٔ زنارش از گلو بکشا
چو موئے جاه جهاں نقص دیدهٔ بیناست — اگر زرسته ترا در دو دیده مو بکشا
چو شیر گاهِ قناعت دهانِ آز ببند — چو باز وقتِ هنر بالِ جستجو بکشا
دراز دامِ غم و غصه وقت گم کردی — ترا که گفت سرِ کیسه در غلو بکشا
حجاب مانعِ قربست شرم حائلِ لطف — به نزدِ او رهِ اظهارِ آرزو بکشا
چو رنگ چند شوی ملتفت بروئے سخن — بمغز راه کن و پرده همچو بو بکشا
ببزمِ بے بصراں پرده بر معانی کش — و گر بدیده ورے برخوری برو بکشا

ببزمِ اهلِ خرد عقده بر سخن مگذار
چو غیر نیست نظیری کسے بگو بکشا

برفلک تا بد مسیحا رشتهٔ زنارِ ما — بر زمیں منصور افتد از ستونِ دارِ ما
از معاصی توبه می کردیم پیش از عاشقی — ایں زماں عصیاں شود از کفر استغفارِ ما
از شبانِ وادیِ ایمن نفس سوزاں تریم — موسیٰ اندر طور می رقصد ز موسیقارِ ما

گر بطبعِ زاہداں تلخ است طعمِ ما چہ غم
روشن از خسارِ میخواراں شود معیارِ ما

خضرِ وقتے کو کہ تعمیرِ خرابِ ما کند
زانکہ گنجے ہست پنہاں در تہِ دیوارِ ما

ہر کجا عشق است مستولی طبیباں خستہ اند
از کجا ایں درد وا جوید دلِ بیمارِ ما

زیرکاں را دادہ و آبِ چمن خامش نکرد
عندلیبِ مست رمزے داند از اسرارِ ما

چوں مگس بر قند میجوشیم بر مطلوبِ خویش
گرمیِ سودائے یوسف نشکند بازارِ ما

خسرو و نظمی نظیری نقشِ شیریں طرح کن
چرخ بارِ ما کشد چوں عشق باشد کارِ ما

با شہپرِ عنقا چہ تو آبالِ مگس را
ہم نغمۂ داؤد کہ دہد دست جرس را

در معرضِ خورشید سُہا را چہ نمایش
با نورِ تجلّی چہ ضیا نارِ قبس را

بس غنچۂ نشگفتہ بتاراجِ خزاں رفت
سہمیست کہ رہزن نزند قافلہ پس را

پرّاندنِ ناداں گہِ نطقم بچہ ماند
با آنکہ بہ دُرِ چشم نہی بر مژہ خس را

در کوئے حقیقت چہ کند مردِ مجازی
در بیشۂ شیراں چہ ہنر گرگِ ہوس را

جز حاجتِ اخواں نسزد تحفۂ یوسف
اینجا نرسد عرضِ تجمّل ہمہ کس را

ہر چند ز تریاق بود زہر گراں تر
زیں جنس بصد من ندہم نیم عدس را

کس ہمرہِ ما نیست کزاں سوئے بتازیم
از معرکہ بردیم بروں گردِ فرس را

تا ہمدمِ ما بیہدہ پرواز نہ گردد
در سینہ شکستیم پر و بالِ نفس را

در آرزوئے یک تہِ جنبش کہ عنقاست
از بسکہ طپیدیم شکستیم قفس را

ہیچ از دمِ خود ترنظیری بہراس است
از ناوکِ شبخیز بود بیم عسس را

نشستہ در ظلمم با قمر چہ کارِ مرا
چراغِ تیرہ شبم با سحر چہ کارِ مرا

مسیح وار کند سیر بر فلک روحم
بایں طلسم فروبستہ در چہ کارِ مرا

چو ذرّہ محرمِ جاوید آفتاب شدم
بآشنائیِ مُشتِ شرر چہ کارِ مرا

اگر قضا و قدر ز آسماں فرود آید
من و خیالِ تو با خیر و شر چہ کارِ مرا

جنوں بمغزِ دماغم فتیلہ مے سوزد
بہ پنبہ کاریِ داغِ جگر چہ کارِ مرا

زطاعتِ بریا کردہ اجر مے خواہم
چو بیدِ کاشتہ ام با ثمر چہ کارِ مرا

باشکِ دیدۂ آلودہ عفو چوں جویم
خزف فروختہ ام با گہر چہ کارِ مرا

ہزار گونہ شکایت بضمنِ خاموشیست
بنالہ کہ ندارد اثر چہ کارِ مرا

بقہر تا نگذاری بمہر نوازی | ہلاک تلخ توام باشکر چہ کار مرا
چو حسن تو بکسے در جہاں نمے مانم | غریب در وطنم با سفر چہ کار مرا
نہ رحم ماند نہ شفقت نہ دوستی نہ وفا
دریں دیار نظیری دگر چہ کار مرا

بانگ نے مے برد ز ہوش مرا | مید ہد مے ز راہ گوش مرا
نالہ نائے تا حریم وصال | مے برد در کنار دوش مرا
نخل نخلست نائے بیداری | مے چشاند بہ نیش نوش مرا
مطرب مے گسار در نظر ست | نیست حاجب بمے فروش مرا
ہیز غیبم درون پردہ راز | نغمہ مے آورد بجوش مرا
چوں سماعم نقاب بردارد | نشود شرم روئے پوش مرا
غزل مطربم بوجد آورد | جاں رود در ہیر خروش مرا
جوش زد در درون نظیری حرف
کاش بودے سخن نیوش مرا

گل خلعت نو داد دگر شاخ کہن را | بر سلطنت حسن سجل ساخت چمن را
شاخ گل خوشبو برہ باد سحرگاہ | بکشود سر نافہ غزالان ختن را
شد لالہ بخمیازہ بیاد مے لعلت | از بادہ لبالب چو قدح دید دہن را
افراخت صراحی سر و گردن بتوجہ | تا خوش بکف مست دہد چاہ ذقن را
سر تا بقدم نے بتماشا نگراں شد | تا خوب دہد چنگ بمطرب بر و تن را
در عہد مے و نغمہ زبس دید درستی | سنبل ز خم جعد بروں کردہ شکن را
گلبرگ بنا گوش ز رشت بود مناسب | گلدستہ شد و بست بر و زلف رسن را
حوران بہاری بہ نثار مے و مطرب | در بوسہ گرفتند سراپائے چمن را
برگوش خورد نعرۂ احسنت نظیری
پرسی اگر از مردۂ صد سالہ سخن را

نے عدم بود و نے وجود اینجا | صورت وہم مے نمود اینجا
عکس شخصے فتاد در مسکن | نیک جستیم کس نبود اینجا
حسن ما کرد جلوہ بر ما | عشق ما دل ز ما ربود اینجا
آنکہ بے نطق و سمع مے گوئید | ہست در گفت و در شنود اینجا

وانکه نادیدنیش مے دانند — هست در معرضِ شهود اینجا
بوالبشر را قوا ملائکه اند — جزو و کل هست در سجود اینجا
کرد انانیّت از سجود ابا — هست ابلیس هست و بود اینجا
نزدِ تو جبرئیل وحی آورد — عقل برقع ز رخ کشود اینجا
مردمِ چشمِ عالم انسان ست — شخصِ عالم بما نمود اینجا
دید حسن و جمال آنجا را — در بصر هر که کحل سود اینجا
نسیه ها نزدِ ما همه نقد ست — دیر ها جمله هست زود اینجا

جامِ گیتی نما نظیری یافت
زنگ از آئینه زدود اینجا

مانند سراب بند بر پا — بیهوده شدیم دشت پیما
بے بحر نموده شکل ساحل — بے آب نموده موج دریا
سر داده بباد بود و نابود — بگرفته ز خاک عرض و پهنا
بر اوج رسیده گه ز پستی — در پستی فتاده گه ز بالا
چون ظلمتِ نیستی در آمد — سئے ماند رخ و نماند سیما
در نائے دمید دم مغنی — لب بست فرو نشست غوغا
عاشق که و عشق چیست دانی — درمانده و درد بے مداوا
سرگشتهٔ مطلبِ محالیم — اے کاش نبودے این تقاضا
آخر بچه مایه قرب جوئیم — بال و پرِ مور و راهِ عنقا
آتش نشود بباد خاموش — از سر نرود بفکر سودا

چون حق بشود عیان نظیری
گوئیم که لا اله الا

چه منّت از مددِ روزگار بر سرِ ما — که حسنِ فطرتِ اصلی نمود جوهرِ ما
بشعر و شاهدم از کودکی نظر باز ست — که عشق خیز دان آب و هوائے کشورِ ما
ز ذوقِ ما نشود باخبر مذاقِ سقیم — درست ذائقه داند مذاقِ شکرِ ما
کمانِ لعب بزه کرده در کمین بودیم — که طائرے بنشیند ببام و منظرِ ما
متاعِ راحت و شادی بانتظارت داد — چه فتنه بود که ناگه در آمد از درِ ما
کدام عربده انگیز طرحِ جنگ انداخت — که سنگِ تفرقه آمد بجام و ساغرِ ما

کسے شگفتہ ز معجونِ آب و گِل نشود | سرشتہ اند بغم طینتِ مخمّرِ ما
غشِ وجود باکسیرِ عشق زائل کُن | کہ زر شود مست از کیمیائے احمرِ ما
ستارۂ دلِ عاشق نہاں کند خورشید | کزآفتاب فروزاں تراست اخترِ ما
گداختیم ز درد خمار نا یابی | بیک دو جرعہ کس آبے نزد با خگرِ ما

نوا برآر و دریں پردہ کُن نظیری رقص
کہ ہست دلبرِ ما از الست دلبرِ ما

تمکینِ خرد بُرد ز سر شور و شرم را | پیری برہاند از شبِ غفلت سحرم را
مانند ترنجم کہ خزانست بہار شکل | دم سردئے دی تازہ کند برگ و برم را
تا سدرہ بپرّم اگرم پر بکشایند | ہر چند کہ فرسودہ قفس بال و پرم را
کوتاہی عیشم پئے پند دگرانست | دہر از پئے تادیب برد شاخِ ترم را
در ہر قدمے صد خطرم بر سرِ راہ ست | وز بہر اقامت نہ مقامے سفرم را
رہ طے بکنم مرحلہ را کہ بہر گام | از ہولِ مصیبت بگداز جگرم را
شاید کہ چو تسلیم و رضا بدرقہ گردد | راہ امن شود وا دی خوف و خطرم را
سعی کنم و رخت بمنزل برسانم | تا کس نرسانیدہ برہزن خبرم را
از خانۂ چشمش نگذارم بدر آید | بر رُوئے تو گر راہ نباشد نظرم را
صد لابہ با متبدِ یک ابرام تو کردم | یک بار بتلخی نخریدی شکرم را

چوں توبہ کنم از غزل و قولِ نظیری؟
دوراں خرد از صد ہنر ایں یک ہُنرم را

## نعت صلعم

اے کردہ خراب خانہا را | برہم زدہ آستانہا را
صیّاد وشاں بدامِ زلفت | درباختہ صید خانہا را
کردہ بہ بتانِ دلربا شرط | بردہ بگرو نشانہا را
وز بہر تو صد ہزار صیّاد | آراستہ دام و دانہا را
شاہاں بفصاحتِ تو دادہ | مفتاحِ در خزانہا را
در عقدۂ جعدِ نیم ثابت | مشاطہ شکستہ شانہا را

تا کشتۂ غمزۂ تو گردم — پرساختہ ام بہانہا را
زآمد شد ہر مزار و معبد — فرسودہ ام آستانہا را
شیرازۂ نظم خویش بندم — منسوخ کنم فسانہا را
صوتے بنوائے نو برآرم — برباد دہم ترانہا را

گر دید ندیم غم نظیری
خواری نرسد یگانہا را

نیست زیں دہر آب و دانۂ ما — ملکوت است آشیانۂ ما
کبک کہسار و بلبل گلزار — گوش دارند بر ترانۂ ما
ہر طرف صوت تازۂ بندند — از غزلہائے عاشقانۂ ما
حرف شیریں شود فراموشش — خسرو ار بشنود فسانۂ ما
دیں فروشان خانہ بردوشیم — دلق و دستار ماست خانۂ ما
بسلم ملک و مال مے بازیم — دل خورسند بس خزانۂ ما
لمن الملک مے زنیم امروز — غیر ما کیست در زمانۂ ما
خور پس از استوا سجود کند — بس بلند است آستانۂ ما
حذر از ما کہ برق در ابریم — رعد مے نالد از زبانۂ ما
زخم قوس قضا بما نرسد — ہست تیر قدر نشانۂ ما

خرج یک روزۂ نظیری نیست
حاصل عمر جاودانۂ ما

ببریدن نرود ز تو اندیشۂ ما — سالہا پنجہ بہم دادہ رگ و ریشۂ ما
اصل ما آب ز سرچشمۂ تحقیق خورد — گل تسلیم و رضا آورد اندیشۂ ما
مے منصور کہ در جوش ز خامیہا بود — بعد دورے بقوام آمد در شیشۂ ما
در خس و خانۂ بینیم بجز جلوۂ دوست — شجر وادی ایمن بود از بیشۂ ما
عشق آوردہ خلیل اللہ از آزر چہ عجب — یا صمد گوئے شود گر صنم از تیشۂ ما
کوہکن از ہنر عشق ندارد نامے — کار ما ہست کہ عشق ست ہمیں پیشۂ ما

گل و برگ چمن عشق نظیری ماییم
نرود تا ابد از خاک رگ و ریشۂ ما

نظر بر روئے او دزدیدہ بکشا — ز خود گم گرد و بر روئے دیدہ بکشا

گل ژمردهٔ ما باغبان چید　　صبا گو غنچهٔ ناچیده بکشا
مبادا عالمے را جان برآید　　گره از زلف خود فهمیده بکشا
بگلشن بگذر و در طعنهٔ گل　　زبان بلبل شوریده بکشا
برافشان کاکل و شمشاد را گو　　شکنج طرهٔ ژولیده بکشا
گره بر چین ابرو از چه داری　　سر این نافهٔ پیچیده بکشا

زرمز عشق آگاهی نظیری
معماے ازل نشنیده بکشا

مستی ربوده از کف هستی زمام ما　　مطرب نمی دهد خبرے از مقام ما
تا گشته ایم غافل اند و دور مانده ایم　　پد رام مے شویم که وحشی ست رام ما
دانی که نور مردمک چشم عالمیم　　بینی اگر بدیدهٔ معنی حرام ما
خود را برهنه بر صف شمشیر مے زنیم　　کاندر فناے ماست بقاے دوام ما
بر کف کلید جنت و بر لب سلام حور　　رضوان ستاده در طلب بار عام ما
خرمن بباد رفت درین دشت پرفریب　　مرغے نسود گوشهٔ بالے بدام ما
پستان دایه در کف مشتاق شاهدست　　بے گریه قطرهٔ نچکاند بکام ما
تا اقتدا بحافظ شیراز کرده ایم　　گردیده مقتداے دو عالم کلام ما

باران گریه طبع نظیری بهار ساخت
کو باد تا برد بگلستان پیام ما

در پرده ره بدادند و قیمت سخن صبارا　　من نیک مے شناسم پیغام آشنارا
عیشم دیار غربت چون برق در گذارست　　نتوان بقید کردن ذوق گریز یارا
وجد و سماع صوفی خالی از ان مقام ست　　چیزے بیار ماند آن آهوِ خطا را
از خوردهٔ که دارد گل در قبا نگنجد　　جائیکه هست ذوقے میگردد آشکارا
با فقر و تنگدستی شوم ست عجب و مستی　　در کشور غیوران نخوت کشد گدا را
بر قدر قابلیت دادند هر چه دادند　　حق راست بر تو حجت تهمت مکن قضا را
از مزرع عقبی یا سبزه زار دنیا　　تا دانم از کجائی حرفے بگو خدا را
انصاف و مهربانی عهد از جهان برانداخت　　شد راستی خوشامد شد دوستی مدارا
با شاه عشقبازان آخر کسے بگوید　　بے آب و دانه کشتی مرغان خوش نوارا
از کاهش محبان بر قدر خود فزایند　　با این خسیس مردم یاری مگیر یارا

خوش فطرتی نظیری حلِ دقیقِ خود کن
حاصل ز کامِ مردم بانگ است آسیا را

ادب گرفته عنانِ خمارِ مستیِ ما — برابرست بلندیِ ما و پستیِ ما
بخود ز دوست نیاییم تا نمی‌مستیم — تمام دوست‌پرستی ست می‌پرستیِ ما
هزار ساغر بیدار شد تهی و هنوز — فزود حوصلهٔ ماست شوقِ و مستیِ ما
خمارِ شوق ندارد صبوحِ ما هرگز — بیک طلوع بود نشئهٔ الستیِ ما
مثالِ صورتِ موهوم بی‌نشان بودیم — بمنظرِ تو کشیدند نقشِ هستیِ ما
ز حقهٔ گهرت کار بر نمی‌آید — ز تنگیِ دهنِ تست تنگدستیِ ما

ز گوشهای نظیری طپانچه پوست بریخت
عذارِ دف نخورد ضربتِ دو دستیِ ما

ز شهرِ دوست می‌آیم پیامِ عشق بر لب‌ها — به تلقینی کنم آزاد طفلان را ز مکتب‌ها
بگو منصور را از زندان انا الحق گو برون آید — که دینِ عشق ظاهر گشت و باطل ساخت مذهب‌ها
چو من هر کس طبیبی دارد از زحمت چه غم دارد — که آهی برکشم بر کوه و صحرا افکنم تب‌ها
سحرگه خسته و رنجور از خلوت برون آیم — چو پروانه که از صحبت برآید آخرِ شب‌ها
ز دستِ او جراحتهای زهرآلوده بنمایم — بزخمم ناصحان سوزن زنند از نیشِ عقرب‌ها
دلِ شب داشت دردی از کدورتهای حرمانم — بسوی آسمان دیدم فرو بارید کوکب‌ها
بمحضِ التفاتی زنده دارد آفرینش را — اگر نازی کند از هم فرو ریزند قالب‌ها
ز بیدادی که بر دل شد نکردم ضبطِ خود اوّل — کنون کاتش همی بارد پشیمانم ز یاربها

نظیری پر کشا تا دیدهٔ دل در کشایندت
که از تنگیِ عالم تنگ می‌گردند مشربها

گر بسخن درآورم عشقِ سخن‌سرای را — بر بر و دوش سر دهی گریهٔ های‌های را
گل بخزان شگفته شد دل بسته وا نشد — در بنِ ناخنست نی سخت گره‌کشای را
نی ز رهی خبر دهم تن بدلی اثر کنم — صوتِ کجم ز کاروان زمزمهٔ درای را
هر المی که صعب‌تر روزیِ عاشقان شود — طعمه ز استخوان سزد حوصلهٔ همای را
درسِ ادیب اگر بود زمزمهٔ محبتی — جمعه بمکتب آورد طفلِ گریزپای را
خاتمِ جم شکسته تن هیکلِ عشق ساخته — منظرِ دوست کرده دل جامِ جهان‌نمای را
پیش نظیری از فلک درد دلی برم که هست — بر درِ شه اثر بلی نالهٔ آن گدای را

بگذر از عشق که نه خطوه نه گام است اینجا
دل بحسرت نه و بس کار تمام ست اینجا

خط آزادگی سرو بمرغان ندهند
باز گردید که سیمرغ بدام ست اینجا

فکر طوبی و جنان در ورع عشق خطاست
هرچه در شرع مباح ست حرام ست اینجا

جرعه از شبهٔ خاطر ز گلو بر گردد
هان بهش باش که جام و لب بام ست اینجا

خود بخود بانگ زنم خود بخود آوا شنوم
خبرم نیست که گویم چه مقام ست اینجا

همه مے نوشی و مستی و نشاط و طرب ست
کس چه داند که شب و روز کدام ست اینجا

زابر ساغر مه رخسارهٔ ساقی بنمود
شکر لله که تجلی بدوام است اینجا

غائب از دیدهٔ بازم نشود یک ساعت
آنکه رم خورده از و هم همه رام ست اینجا

فیض آب خضر از نظم نظیری ریزد
که صفائے سحری تا دم شام ست اینجا

از چاهِ غبغبش بدر آورده ماه را
بر راه عقرب سیهش بسته راه را

عابد که بیندش بدر آید ز خانقاه
سلطان که بایدش بگذارد سپاه را

گر روز حشر پرده ز رویش بر افگند
ایزد برو ئے بنده نیارد گناه را

آن کج کله چو با صف عشاق بگذرد
شاهان ز سر نهند هوائے کلاه را

از هیبت تجلی دیدار سوختیم
برق آورد بشارت باران گیاه را

عاجز شده است دیده ز ادراک حسن او
در حوصله جمال نگنجد نگاه را

بارے چو در بغل همه خرمن نمے رود
بیجاده در کنار کشد برگ کاه را

امید هست کز سر آن بام بگذرد
یا در میان کوئے کشو دیم آه را

خاکش بفرق کن که بجانان نمے رسد
عاشق گر التفات کند مال و جاه را

گر این عطش بخلد نظیری ز جان رود
جویم ز سلسبیل بآتش پناه را

برائے خشت خم خو بیم گو آن پیر ترسا را
کزین بازیچهٔ طفلان خرد مشت گل ما را

جهان را نیست آن معنی که باید فکر آن کردن
الف با خوان هر مکتب شنگا فدای معما را

بجو دا ز بهر حسرت داد را هم ورنه معلوم ست
ز دریا چند در آغوش گنجد موج دریا را

همین بس شاهد بے اختیار بهائے مشتاقان
که عذر از جانب یوسف بود جرمے زلیخا را

خموشی نزل عشق آرم که بر درگاه سلطانان
کمان برزه نمے آرند بازوئے توانا را

همین مقدار [illegible] اثر رخ پرده برداری
که بشناسیم قدر بینش نادان و دانا را

نظیری خاطرے از داغ دل آزردہ تر دارد
قدم ہشیار نہ اینجا کہ در خوں مے نہی پا را

تو اگر ز کعبہ راندی وگر از کنشت ما را
غم بندہ پرورِ تو بہ برد؟ بہشت ما را

چو حدیث راست گویاں ہمہ مذاق تلخیم
بسفینۂ عزیزاں نتواں نوشت ما را

گُل و برگ خانۂ ما ہمہ بلبلانِ مستند
کہ بعاشقی بر آمد ہمہ کار و کشت ما را

کہ نشست نیم ساعت بر ما زلال طبعاں
کہ ز پردہ بر نیامد ہمہ خوب و زشت ما را

ز عتاب تلخ ساقی دلِ ما غبار دارد
بحلاوتِ حریفاں نتواں سرشت ما را

ہمہ روز دست حسرت چو مگس ندو ربیسیم
کہ سر آستیں جہاں بشکر نہشت ما را

نہ صنم بجائے یابی نہ گلے بآب و رونق
ز خطا بہم بر آمد ہمہ خاک و خشت ما را

تواضع جم و کے سرِ ما فرو نیاید
کہ حدیث عشق و سودا شدہ سرنوشت ما را

بصداع غم نظیری ز خمار بادہ رستیم
نکند دماغ خوشبوئے گلِ صد بہشت ما را

جز نام صنم نقش مکن لوح جبیں را
تا چپ نکنی راست نخوانند نگیں را

از شوق شہیدان حریم سر کویش
چوں دانہ در آغوش نگنجند زمیں را

پیداست رہائی من از ضعفِ امیدم
رہ زد و بسر میرسد آواز حزیں را

من دام بہ نخچیر گہ انداختہ بودم
شیر آمد و بگرفت ز من دام و کمیں را

آب رخ اشک آبلہ گفتم برسانم
وادی بر ہم ریخت تف آبلہ چیں را

با تیغ بتسلیمم و با خصم بشفقت
با مہر بدل ساختم از عشق تو کیں را

بیروں نہم از خویش اگر پائے نظیری
یک پایہ فروتر نہم عرشِ بریں را

دل شکستہ بود تحفۂ خزینۂ ما
نگین ملک تواں ساخت ز آبگینۂ ما

تو کارِ غیب چہ دانی کہ چیست طعنہ مزن
کہ جز بمصلحتے نشکنند سفینۂ ما

مکن بکشتن ما مشورت کہ نابودہ ست
بفالِ دوست مبارک نہ بود کینۂ ما

ہزار کار درست از شکستِ ما گردد
طلسم ما شکن و برخور از دفینۂ ما

یگانہ ایم بہ بیقدری ارچہ بر در دوست
بقدر ذرّہ تواں یافتن قرینۂ ما

چراغ صومعہا زندہ مے تواں کردن
بدوستیٔ تو یعنی بسوز سینۂ ما

ز بعد کعبہ نظیری زیارتِ ما کن
کہ دلبر نمکین است در مدینۂ ما

زباں پیامِ ہوس داشت بستم انشارا    درونِ سینہ بریدم سرِ تمنا را
چہ گونہ عرضِ تمنا کنم کہ حسنِ غیور    نہ دادہ راہ دریں پردہ رمزِ ایما را
دراں نظارہ کہ برتیغ و کف شعور نبود    ز رشک سوختہ بود آگہی زلیخا را
ذخیرۂ ز جنونِ بہار نہادیم    کم ست شورِ تنک مایگانِ سودا را
نوازشے ز کرم مے کند محبت نیست    تواں شناختن از دوستی مدارا را
گراز ورع بگدازد اہداں قدح ندہند    چہ مالعت حریفانِ بادہ پیما را
گذشت شوق ز اندازہ گوشۂ نظرے    کہ مے خموش کند مستِ بے محابا را
بکینۂ دلِ بے رحمِ کافرت نازم    کہ کردہ است بمن دوستی گبر و ترسا را

بدیہہ سنج نظیری اگر تو خواہی بود
شکر فروش کند طوطیٔ شکر خارا

ہرگہ رقم کنم بتو عذرِ گناہ را    ریزم چو خامہ از مژہ خونِ سیاہ را
شاید کہ شرمِ ذلت ما را اگراں خرند    آنجا کہ ارجمندیست بہا برگِ کاہ را
مطربِ رہِ سماع باہنگ مے زند    صوفیِ خانقاہ غلط کردہ راہ را
آں عارفاں کہ در رمضاں بادہ میخورند    بینند در زلالِ قدح عکسِ ماہ را
معراجِ ما نہایتِ افتادگی بود    در عشق قربِ صدرہ بود قعرِ چاہ را
آنجا کہ بے تفاوتیٔ وسعِ رحمت ست    بدخواہ انفعال دہد نیک خواہ را
گر خونِ یک قبیلہ ازاں رخ طلب کنند    سلطاں ز دادخواہ نخواہد گواہ را
گر غیرِ عشقبازی و مستی شود حساب    فردِ گناہ برد بشفاعت گناہ را
عشق آمد و بجرقۂ پشمیں فروختیم    تشریفِ شاہ اکبر و عباس شاہ را
کردیم خاکِ مسکنت و نیستی بسر    تعظیمِ صدرِ منزلت و بارگاہ را

سرگشتہ اند خلق نظیری بیا کہ ما
روشن کنیم زمزمۂ خانقاہ را

نگاہ گم شدہ بر راہِ کوئے یار مرا    گسستہ عقدِ گہر گریہ در کنار مرا
خود از محبتِ جاناں بجز حسد دارم    ز رشکِ غیر کنوں برگذشتہ کار مرا
زہے یقیں کہ شود صاف سینہ صاف ترم    غبارِ دل نشوم گر کنی غبار مرا
بہ بے بری مزنم طعنہ کز ہزار چمن    قضا گذاشتہ اینجا بیادگار مرا
ز روزگار چہ منت کہ برسرِ من نیست    بروزگارِ تو افگندہ روزگار مرا

خدا ز آفتِ پژمردگی نگهدارد
شگفته است دل و طبع زین بهار مرا

مزاج دوست خموشی خرد ولے چه کنم
گل محبتم این ناله هست خار مرا

تعلق تو نظیری به پشتیم دارد
توجہے که کند دوست و اگذار مرا

امشب خوش آشناست بر و یش نگاهِ ما
گویا حجاب سوخته از برقِ آهِ ما

از بسکه مے شدیم بحسرت جُدا از و
خوں می چکید روز وداع از نگاهِ ما

شغل محبت ست که مانع ز طاعت ست
روز جزا بس ست همیں عذر خواهِ ما

دوزخ اگر بچاشنئ آتش دل ست
اهل بهشت رشک برند از گناهِ ما

دل بے غمت مباد کزیں فیض گشته است
رحمت طفیلئ نفس صبح گاهِ ما

صد سیل وصل آمد و صد تشنه تازه شد
هرگز نبود نشو و نما در گیاهِ ما

ما نخل ماتمیم نظیری نه ما حذر
غمگیں شود کسے که بود در پناهِ ما

ازیں ویرانه تر مے خواستم ویرانهٔ خود را
ازیں ویرانه بیروں می برم دیوانهٔ خود را

حریفاں نشئه مهر و محبت را نمے دانند
بدست دشمن خود مے دهم پیمانهٔ خود را

نه مورش خواهد از سختی نه مرغش چیند از تلخی
نمے بینم ز جنس هیچ خرمن دانهٔ خود را

ز بیم آنکه طبل رحلتے ناگاه بنوازند
همیشه رخت بر درگاه دارم خانهٔ خود را

عزیزاں دیده از خاکسترم سازند نورانی
تو شمع بزم خلوت مے کنی پروانهٔ خود را

بآیاتِ زبور و نغمهٔ داؤد نفر و شم
بیانِ دردناک و نعرهٔ مستانهٔ خود را

نظیری قصهٔ فرهاد و خسرو داستانے شد
کنوں من هم کتابے میکنم افسانهٔ خود را

آنکه بر ما رقمِ کیں زده از کینهٔ ما
نقش آئینهٔ خود دیده در آئینهٔ ما

عید و نوروز بود مکتب ما را هر روز
بحث گذرد شنبه و آدینهٔ ما

محضرِ سلطنتِ عشق اگر بر خوانند
خاتم و سکّه بر آرند ز گنجینهٔ ما

خورده دل زخمے ازاں غمزه که نتوانی دوخت
تو که صد بار فزوں دوخته سینهٔ ما

زاں نگاهے که بدنبالهٔ چشمت نرسید
خوں فرو مے چکد از خرقهٔ پشمینهٔ ما

آزمودیم نرو مے امسال نبود
قدحے داشت خم از بادهٔ پارینهٔ ما

طرفے نشود سحر از سینهٔ نظیری برخاست
ساخت کار همه را گریهٔ دوشینهٔ ما

غبار از دل بمژگان روبم و بینم نشانش را | بآب دیده شویم خاک و جویم آستانش را
ز مستیهائے شوق آن بلبل شوریده احوالم | که نشناسد اگر صد بار بیند آشیانش را
اثر مے کرد گاہے نالہ ام از بسکہ نالیدم | کنون از نالہ من خواب آید پاسبانش را
همه در عشق او از رشک با من دشمن جانند | که با من مهربان سازد دل نامهربانش را
مرا زین عشق شور انگیز در رشک خواهد کشت | که هر کس بر سر هر کوئے خواند داستانش را
سوال بوسه کردم از آن رخ لب گزید از قهر | ضیافت کرد ابرامش بشیرینی لبانش را

نظیری قاتلے دارد که آمرزیده مے گردد
سگان از کوئے او گر بگذرانند استخوانش را

هر روز جویم آب رخ روز رفته را | گویم بغنچه تنگ ز مردم نهفته را
لب بستم از سخن که درین مجمع نفاق | بہ یافتم ز گفته حدیث نگفته را
هرگز شب امید بدوران من ندید | جام مئے دو ساله و ماه دو هفته را
خفاش بخت من چو نه بیند چه فایده | گر سرمه ز آفتاب کشد چشم خفته را
در خون همیشه نشتر مژگان شکسته ام | ناسفته کرده ام همه درهائے سفته را
فراش کوئے دوست شو اے نالہ سحر | در چشم بخت کن خس و خاشاک رفته را

زهر است آب دیده نظیری نه اشک تلخ
در دیده آب مے کنم الماس تفته را

دلا گداز که آئینه کرده سنگ ترا | کدام صیقل ابر و زدوده زنگ ترا
تو کعبه در دل ما کافران چرا جوئی | گر آذری نه تراشیده است سنگ ترا
کسے شکاری عشق ترا چه میداند | نشانه دیگر و زخمے دگر خدنگ ترا
ز خار خار محبت دل ترا چه خبر | که گل بجیب نگنجد قبائے تنگ ترا
بهر کسے نظر از شیوهٔ دگر داری | کسے درست نفهمیده ریو و رنگ ترا
بنغمهٔ دگرم زنده ساز اے مطرب | چه معجز است که در پرده نیست چنگ ترا
تو حرف تلخ فروشی و من شکر نوشم | که چاشنی هزار آشتی است جنگ ترا

تو از نسیم نظیری بشور مے آئی
چو گل نهان نتوان کرد بو و رنگ ترا

کردم ز شکوه منع دل زار خویش را | انداختم بروز جزا کار خویش را
وقت نظارهٔ بت پرهیزگار خویش | شویم بگریه دیده خونبار خویش را

جرمم من است پیش تو گر قدر من کم است
خود کرده ام پسند خریدار خویش را

صد مشتری ست جنس دلم را چو آفتاب
من گرم می کنم بتو بازار خویش را

ترسم که رفته رفته به بیداد خو کنی
بر کین مدار طبع ستمگار خویش را

ای دل مجو نجات که صیاد پیشگان
در دام می کشند گرفتار خویش را

عمرت بود که دوش نظیری بیاد تو
آسان نمود مردن دشوار خویش را

فراق دوستان بسیار پیش آمد دل ما را
غم بیرون گرفت از ما هوای منزل ما را

گل افشان بود با تو هر سر خار و بن سنگی
تو چون رفتی ازینجا آتش زد حاصل ما را

عفاک الله بقید عشقم از هستی بر آوردی
بیک مشکل نمودی حل هزاران مشکل ما را

اگر مقبول اگر مردود حرف ما اثر دارد
توان تعویذ بازو کرد سحر باطل ما را

سرشت ما خواص مهر و طبع دوستی دارد
برهمن بت نمی سازد دگر مشت گل ما را

همه افسانهٔ گیسو و رخسار تو می گوییم
شب ما نور می بخشد چراغ محفل ما را

بشارت در گذر داریم و شاهد در نظر دائم
بدیدار تو چشم افتاده بخت مقبل ما را

درین صحرا نظیری نیست لاغرتر ز ما صیدی
که بر فتراک می بندد شکار بسمل ما را

ز حرمانم غمی در خاطر یاران شود پیدا
چو بیماری که مرگش بر پرستاران شود پیدا

چو پیدا گه دم از راهی چنان یاران مند از من
که بد مستی میان جمع هشیاران شود پیدا

کسی ننگ یزدان ما گر ازین تقوی برون آییم
طرب کز ما مدد در کوی میخواران شود پیدا

بتی از حلقهٔ پرهیزگاران بر نمی خیزد
که بر هر دم مسلمانی ز دینداران شود پیدا

پشیمانی کشی از بیع من کاین سهل قیمت را
تو چون صاحب شناسی ذوق خریداران شود پیدا

زلیخا گو میارا بزم و فرش دلبری مفگن
که آن یوسف بزندان گرفتاران شود پیدا

چراغ زنده میخواهی در شب زنده داران زن
که بیداری بخت از بخت بیداران شود پیدا

نظیری کاش بنمایی که در ساغر چه بیداری
که پیش زاهدان قدر گنهکاران شود پیدا

از پی آشوب ما در زلفت دارد شانه را
شورش زنجیر در شور آورد دیوانه را

حسن بنیاد محبت بر پریشانی نهاد
تا نشورد خاک دهقان نریزد دانه را

حور و جنت جلوه بر زاهد در راه دوست
اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

عشق کامل نیست تا در بند مال و مسکنی　　آزمایش آتش علم گردد که سوزد خانه را
هر چه زد خود را بر آتش محو آتش گشت و رفت　　در حقیقت شعله بال و پر بود پروانه را
جای یک ناخن درستی در سراپایم نماند　　هر زمان دیوانه ویران تر کنند ویرانه را
گر دو د عشق از مزاج پیر لذت کم رود　　بوی می باقی بود گر بشکنی پیمانه را
عقدهٔ دل در شکنج طره نگشاید بعقل　　یک گره زان زلف در هم بشکند صد شانه را

سرگذشت عهد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفته تر می گوید این افسانه را

ز عاشق میشود معشوق را نام و نشان پیدا　　ثمر نیکو نیاید تا نگردد باغبان پیدا
خود بها محو گردد گر تو از رخ پرده برداری　　گمان پوشیده گردد هر کجا گردد عیان پیدا
من آن روز که بر رخ فتنه میشد زلف میگفتم　　که روزی خوش نخواهد گشت هرگز در جهان پیدا
در آن صحرای بی پرسش که رهبر راهزن باشد　　دل مجروح گردد کاروان در کاروان پیدا
تبی گر عارض جسمم شود آن را دوا سازم　　چه سازم سوز عشقی را که شد در استخوان پیدا
تماشایش چو گردد گرد خاطر مضطرب گردم　　چه محتاجی که گردد در سرایش میهمان پیدا
بغل از نامهٔ احباب پر گردد و نمی خواند　　که می ترسد شود مکتوب من هم در میان پیدا
نمیدانم زمن در جهان بسیار بها چه نقصان شد　　که اکثر می شود در بدگمانی امتحان پیدا

نظیری سوی او کم رو که امروز است یا فردا
که از خاکستر هم نیست در کویش نشان پیدا

ز بس بود دل خود کام ناسپاس مرا　　ز [illegible] هم رسد اندوه بی قیاس مرا
بلا مقام مرا بیش ازین نمیدانست　　غم تو کرد درین شهر روشناس مرا
چه روز بود که تشریف عشق پوشیدم　　که خوش شد [illegible] نشناسد درین لباس مرا
ز رشک دشمن چنین در هم که نتوان برد　　بنزم وصل تو امشب بالتماس مرا
رخی که داشت ملک میلش از توجه غیر　　چنان شود [illegible] مرا

ازان [illegible] نظیری [illegible] داری
کزین فسرده دلان کرده قیاس مرا

خرم می آید ز قاصد طفل مجوب مرا　　بوسه را [illegible] مکتوب مرا
دست پرورد تو ام ای عشق پاس من بدار　　هر که میبیند ازو [illegible] خوب مرا
فرصتت بادا که می باید ستمگاری چنین　　این [illegible] طاقت و این صبر ایوب مرا

نازپروردهٔ مهالم گوش بر حرفم مکن  آرزو بسیار باشد طبع محجوب مرا
بے سوالے خون خود در حشر مے بخشیم باو  زانکه دانم از طلب عارست مطلوب مرا
شوخ طبعی زاحتیاط شیر نعمت چون کشم  بیش ازین نتوان شنیدن حرف دلکوب مرا
امشب از یوسف رخے چشم نظیری روشن است
باز نورے هست در کاشانهٔ یعقوب مرا

دیدنش در دل نهفتم آه پر تاثیر را  در کمان از بسکه وزدیدم شکستم تیر را
پائے رفتن نیست زین بزمم که در بیرون در  بخت دارد در کمین هجر گریبان گیر را
خوشدل از غیرم که در بزم وصال او نیافت  ذوق درد اضطراب و لذت تغییر را
از کمند عشق جستن مے شود ترک ادب  ورنه طغیان جنون از هم کند زنجیر را
بے سبب دادی گنه آزار هم خجل از من مباش  کرده ام خاطر نشان خویش صد تقصیر را
گشته دل پامال حسرت عشوه در کارش مکن  قلب را اندود ما ضائع کند اکسیر را
از نگاهے شد نظیری صید من در انفعال
زانکه این وحشی بنے ارزد بهائے تیر را

کجا بودی که امشب سوختی آزرده جانے را  بقدر روز محشر طول دادی هر زمانے را
سوالے کن ترا من امور تا غوغا بشهر افتد  که هیچ از ناله نے گرد گویا بے زبانے را
بهر نرخے که می گیرند اخلاص و وفا خوب ست  پس از عمرے گذار افتاد بر ما کاروانے را
کتاب هفت ملت گر بخواند آدمی عامیست  نخوانده تا بهم و آشنائی داستانے را
بافسون و دم آهن کردن آسان تر از آن باشد  که از کین بر سر مهر آوری نامهربانے را
بعشاق اشک گرم و رنگ زرد از بهر آن دادند  که استغنا فرود آرند مستغنی جوانے را
اگر از خار خار بوفائی های گل نبود  سحرگه عندلیبے بر نه خیزد گلستانے را
دلا سیلاب خون را از شگاف سینه بیرون کن  که امشب سوده ام بر دیده خاک آستانے را
نمیدانم نظیری کیست چون مے آیدم زان کو
بحال مرگ دیدم بر سر ره ناتوانے را

طعم هلاهل می دهد زهر فراقت آب را  تا تلخ کردی عیش من شیرین ندیدم خواب را
زرها مے رحمت بر زحم تا شام محرومان و اکنند  گر چشم از رویت کند یک صبح فتح الباب را
از دولت گم گشته ام شاید نشانے وا دهند  بالے بدریائے امید افگنده ام قلاب را
زاهل درون پاهش ترند آنان که بیرون در رند  اکثر بخاصان میدهد سلطان شراب ناب را

طوفاں بہر جانب برو یکتا معلم بادہاں
لنگر نمی دارد کسے دریائے بے پایاب را

وعظ طبیب بے ہنر من بر جاں گوارا گشتہ اند
من سخت تر سازم مرض او تلخ تر جلاب را

با نایت بے طاقتی از عشق تو انم گریخت
گوئی کہ آتش بستہ رہ از ہر طرف سیماب را

در انتظار رحمت لب تشنگاں افتادہ اند
ساقی بگو تر زن قدح دریاب زود احباب را

کار نظیری در رضا غم خوردن و خوش بودنست
دارم مے مرد آزما خوش باد شیخ و شاب را

# ردیفُ الباء

خانہ در کوئے مغاں کردم خراب
عاقبت ہم طبع گشتم شراب

دہر پیرم کردہ اما ذوق عشق
گرم تر دارد مزاجم از شباب

از جوانی ہست ذوقے در سرم
از نمک ماند نست شورے در کباب

ہر چہ خواندم از ورق از اشک و آہ
عشقم افتاد دست بر درس کتاب

زندہ دارد مرد را آشنا مرد
نام گل باقیست چوں گرد د گلاب

گوش بر تشریف فرمانم کہ ہست
جان مشتاقم سوالش را جواب

بر امید او بعجز بستہ ام
باد در ابر خاک و آتش را آب

چارہ نا سو تسلیم ست و بس
خلق مرہم مے نہند از اضطراب

بستہ پوشم چشم ازیں دل خفتگاں
روئے بیداراں نمی بینم بخواب

چشمۂ حیواں نظیری ہیچ نیست
عالمے تاریک و قحط آفتاب

میہم در جام و ماہم تا سحر بر روزنست امشب
دو دستم تا بو قت صبح طوق گردنست امشب

دو چشمم حجلہ آئیں بستہ اند از گریۂ شادی
در و بام از چراغان سر شکم روشنست امشب

شماری تا سحر دستم بزلف در ہمے دارد
گریبانم گریبانست و دامن دامنست امشب

ہمہ شب بر لب و رخسار و گیسو میزنم بوسہ
گل و نسرین و سنبل را صبا در خرمنست امشب

مغنی میگساری می کند ساقی نوا سازی
ازیں شادی کہ در بزمم سوداں شیوہ زنست امشب

بدل طرح وصال جاودانی نقش مے بندم
گرم خود دوست می آید بخلوت تا و شمنست امشب

باقبال محبت شاہدوے در نظر دارم
نہ من با بخت خود تنہم نہ نظیری با منست امشب

سحر منادی بلبل بگلستان دریاب
صلای صحبت گل میزند زمان دریاب

هرآن دقیقه که دریافتی ز عمر از تست
که میشود نفس رفته را ضمان دریاب

ترا فریضه بود رفتنی بجانب دوست
درون اگر نگذارند آستان دریاب

هزار واقعه بار وزگار هم افتاده است
بیک کرشمهٔ لطفم اگر توان دریاب

نظارهٔ گل زهر از وداع یاد دهد
ببین بهار دی و معنی خزان دریاب

هنوز بوی دلم بر مشام می آید
دمی که آتشم افتد بجانمان دریاب

تو پیاله چو بر لب تشنگان ریزی
مرا که سوخته ام مغز استخوان دریاب

مباد زخم تو جز من بدیگری آید
گهی که تیر جفا میکشی نشان دریاب

کشد ملال نظیری که جسم و جان کاهست
زلال جام کش و عمر جاودان دریاب

سبزهٔ عیش ز بوم و بر هجران مطلب
نیشکر حاصل مصر است ز کنعان مطلب

رسن زلف پی حیله در آویخته اند
جز دل تشنه ازان چاه زنخدان مطلب

در دیاری که سجود خم ابرو رسمیست
غیر محراب کش و قبلهٔ ویران مطلب

فرض و سنت بتماشای تو از یادم رفت
پرده بر روی فگن یا ز من ایمان مطلب

بعد ازان کز چه نسیان بدرم آوردی
بیش گر گم فگن و قیمتم ارزان مطلب

مهر کس را نیست که هر جا طلبی یافت شود
آنچه هرگز نپذیرند بدوران مطلب

لخت دل قوت کن و شکر احباب مخواه
دود دل سرمه کن و کحل صفاهان مطلب

آب حیوان ز کف دردکشان میجوشد
گو خضر دشت مپیما و بیابان مطلب

همه از کاهش اسباب بجوشش افزایند
قیمت یاری ازین خویش فروشان مطلب

جلوه از حوصله بیش است نظیری هشدار
کشتی نوح تو نشکسته ز طوفان مطلب

آنکه شب داد تو پیمانه شراب
آتشیم باز دید مست و خراب

لب ساغر چنان زدم بوسه
که در آورد حریف را از خواب

جرعه گر بر رخ آتشین گیرم
خاک را در دهان بگردد آب

عضو عضوم بپست از مستی
کاهلی ها همه شوند شتاب

ظرف لبریز گردم از باده
همچو ماه دو هفته از مهتاب

راه مستی گرفته جانب دوست
میروم تا بر آرمش ز حجاب

محو ترمے شوم زخود ہر دم        رنجم از دست مطرب با در رباب
قوتم نیست پست کن پردہ        طاقتم نیست گوش چنگ متاب

برنظیری مگر بہ بخشایند
بجز ع ذائنے شود ایں باب

چوں غنچہ دل مبند و چو بو بر ہوا متاب        برگل سوار باش و عناں از صبا متاب
آمیزش از صلاح دو یک دل بہم رسد        جائے کہ تار میل نباشد دو تا متاب
شوقے اگر نجات زخود بینیت دہد        بگر بزور رخ ز آئینہ ہم برقفا متاب
بر سفرہ ہائے ہیچ نیست سوال از بروں چرا        قفل کشودہ بر در گنج عطا متاب
شغل توام زگوشۂ خاطر نمی رود        گوشم چو طفل از پئے ہر مدعا متاب
بر صفحہ نقشہا ہمہ زیبا کشیدہ اند        بر قع بدست کوتہ چون و چرا متاب
ہرگز خضر بہ تشنہ زلال بقا نداد        مس بر امید واریٔ ایں کیمیا متاب
آہے زدیم و پیرہن پارہ سوختیم        گو ہمنشیں فتیلۂ بے داغ ما متاب
چشم از امیدواریٔ دیدار روشن ست        گو روشنیٔ مہر و مہم بر سرا متاب
معشوق ساقیست مزن بر پیالہ دست        یوسف نمودہ رخ بصر از توتیا متاب

افسون لب بکار نظیری کفایت ست
نعلش در آتش از پئے مہر و وفا متاب

مے باش و از مزاج حریفاں نشاں طلب        با طبع ہر کہ راست نیاید کراں طلب
چوں رہ بری بصحبت نیکاں گراں مباش        جایت اگر بصدر دہند آستاں طلب
مہمان کنج باش و قناعت بخاک کن        ہمسایۂ ہمائے شو و استخواں طلب
مجموعہ ایست عالم از و انتخاب کن        مغلوبہ ایست دہر در و مہرباں طلب
در طبع دوستاں ز حسد راستی نماند        انصاف اگر طلب کنی از دشمناں طلب
از حلقہائے زلف طلسمے بچنگ آر        وز شغل آں ز وسوسۂ دل اماں طلب
دست کسے بدامن محمل نمے رسد        کورانہ بر صدائے جرس کارواں طلب
ہرگاہ یوسفے ز تو در راہ ماندہ است        شیون کن و ز گم شدہ خود نشاں طلب

ننگ ست در طریق کریماں معاملت
جاں از نظیری ار طلبی رائیگاں طلب

عشق دہد با دل شوریدہ تاب        پرورش ذرہ کند آفتاب

کم نشود سوز دل از سیل اشک — آتش سودا نه نشیند بآب
آه که عاشق کشد از خامی ست — دود کند دل چو نباشد کباب
با سخن تلخ تبسم خوش ست — نشه دهد شهد چو گردد شراب
دیر رود جاں که توئی در دلم — شعله کند بر سر شمع اضطراب
در شب ہجراں نبود روشنی — گرچه بود تا بسحر ماہتاب
دیدہ نظیری نشناسد زخش
بسکه گذارد نگهم از حجاب

## ردیف التاء

ابرے بنظر آمد و برقے زمیاں جست — صد فتنه بهر مرحله از خواب گراں جست
انگیخت ازاں ظلمت و پرتو دل و جانے — وز پردہ بروں آمد و در خانۂ جاں جست
آسودہ ز آفات بهم ساختہ بودیم — ناگاہ خطائے شد و تیرے ز کماں جست
نشنید کس از کس سخن مهر و محبت — شوقے بضمیر آمد و حرفے ز زباں جست
در مدعیاں غلغله افتاد ازیں رشک — منصف بمیاں آمد و منکر بکراں جست
ربطست باو سر بسر اجزائے جهاں را — زیں سلسله حاصل که بجائے نتواں جست
زیں بیش حکایت نتواں کرد نظیری
افروخت ورق در کف و آتش ز بیاں جست

گه تجلی مانعست و گاه ہجراں حائلست — حیرت اندر حیرتست و مشکل اندر مشکل است
بے نهایت از بر ما بود تا مقصد مقام — منزل کونین طے کردیم و اول منزل است
زخم ما پیدا و پنهاں دست و تیغ — بخت مقبولے که چشمش بر جمال قاتل است
از نم فیضے که با این مشت خاک آمیختند — حاملان عرش را بار امانت در گل است
عقدۂ ما از رسول و نامه نتوان کشود — بعد ما هر بیں بچشم دوری ما در دل است
بام و در پر جلوۂ حسن است اهل حال را — هر که صورت دوست باشد از معنی غافل است
سینه را بحر آتش و در دے ز دانه اشک فشاں — اینکه شوری خاک و ریزی تخم را بیجا حاصل است
از حدیث سود و سودائے رمم دیوانه وار — حرف لیلی گوی تا دانی که مجنوں عاقل است
از کرم شاید درے بر روئے مسکیں وا کنند
بیشتر شبها دریں درگه نظیری سائل است

غیر من در پس ایں پردہ سخن سازے ہست
راز در دل نتواں داشت کہ غمازے ہست

زخم کاریست صراحی و قدح بر چینند
نیم بسمل شدۂ بر سر پروازے ہست

بلبلاں گل ز گلستاں بشبستاں آرید
کہ دریں کنج قفس زمزمہ پردازے ہست

گو کہ ایں صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند
کہ دریں قافلہ گاہے قدر اندازے ہست

تو مپندار کہ ایں قصہ بخود مے گویم
گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست

عشقبازیم بمعشوق مزاجی انداخت
کز نیازیم کہ با اوست بخود نازے ہست

دی نظیری نرسید است کہ امروز رود
صحبتے را بود انجام کہ آغازے ہست

رہ حریف گرفتم کہ شیشہ یارِ من است
خرد پیادہ شد از من کہ مے سوارِ من است

جراحتم ہمہ راحت شد از سعادتِ عشق
گلے کہ در رہِ من بشگفد ز خارِ من است

اگر درستی در کارِ جام و مینا ہست
شکستہ بستۂ از عہد استوارِ من است

صبا بطرفِ چمن خواند ابر بر لبِ کشت
بہر دو گام حریفے در انتظارِ من است

شراب و حور میسر نگشت و توبہ گریست
شفیع جرمِ خوشیہائے روزگارِ من است

شبے کہ با تو قدح نوشم و لبے بگزم
کند فرشتہ سجودم کہ کار کارِ من است

گلم بآتشِ دل آب مے خورد ہمہ عمر
شگفتہ روئی جاوید با بہارِ من است

بسوز و ساز حریفم بآہ و نالہ حریص
غمست دار و ئے دردے کہ سازگارِ من است

باضطراب دلا جاں سپار و حال مپرس
کہ اختیارِ نظیری ہم اختیارِ من است

ذوقے بکمال است و وصالے بدوام است
امروز بما منزلتِ عشق تمام است

بر صوفی بے وجد وبال است عبادت
بر شیشہ کہ خالیست ز می سجدہ حرام است

دادیم بمعشوقہ و مے دنیا و دیں را
بدنام شدن در دو جہاں غایت نام است

احیائے شبِ ما و صبوحے حریفاں
مہتاب ہمہ روزن و صبح ہمہ بام است

جمعے کہ گرفتاری ایام شناسند
چوں شپرہ از نور گریزند کہ دام است

میگریم و از گریہ چو طفلم خبرے نیست
در دل ہوسے ہست ندانم کہ کدام است

ساقی غمِ دوراں مخور و رطل گراں دہ
شادست جہاں تا مئے حسن تو بجام است

گر شید بزاہد سبحہ عصمت نفروشد
بوئے مئے دوشینہ ہنوزم بمشام است

رنجورِ الم دیدۂ پیری است نظیری
جام سحری چوں نخورد ماہ صیام است

هوا بدیهه رسانست و باغ موزون است
بهر ترنّم مرغی هزار مضمون است

زبان بلبل شوخ از سخن نمی افتد
اگرچه خورده گل همچو دُرِّ مکنون است

بهوش زی که تو گر از برون نمی بینی
درونِ پرده به بینند هرچه بیرون است

اگر بلذّت لطفِ نهان رسی دانی
که اندکی تو ز شفقت چگونه افزون است

بشور وادی و فریاد سیل خوش داریم
کز اهل سلسلهٔ ماست هر که مجنون است

ز روی دوست هویدا بود سعادتِ دوست
نوشته اند بعنوان که خاتمت چون است

اگر کنار بیابانِ عشق دریابی
زخونِ کشته به بینی هزار جیحون است

نشانِ ذوقِ حقیقت بنازکان ندهند
چه شد که فاخته خوشگوی و سرو موزون است

بهیچ کاسهٔ چشم گدائی پر نشود
مگر ز کاسهٔ آزادگان که وارون است

چو نام توبه گرفتم قدح بیاد آمد
بنوش باده نظیری که فال میمون است

بے عشق عقل راهبرے در دماغ نیست
بد سوزد آن فتیله که از شعله داغ نیست

هرگز فرشته از سر بامش نمی رود
آنرا که مرغ نامه پے سراغ نیست

طعنم به بیخودی چه زنی محتسب برو
ما را فراغتست ترا اگر فراغ نیست

ما حالِ خویش بر پرِ عنقا نوشته ایم
در بالِ هدهد و سرِ منقارِ زاغ نیست

چون جغد بر خرابی خود فال میزنیم
کین نغمه از ترانهٔ مرغان باغ نیست

از خنده هاست تلخ صراحی بکارِ ما
جز خونِ دل بگردشِ چشمِ ایاغ نیست

تلخ است بے تو عمر نظیری چه زندگیست
بیمار را که بر سرِ بالیں چراغ نیست

صافی شوم از کون در و دُرد و صفا نیست
بر عرش زنم جوش که در خمکده جا نیست

رویم همه چون سایه که در خدمت خورشید
صد گونه سجودست که در طاعت ما نیست

لطفِ نظر سوختگان تابش برق است
اینجا پرِ پروانه طلب بال هما نیست

چندانکه در آن جبهه خدنگست نصیب است
در همتِ ما جستن و در شست خطا نیست

بخرام بگلشن که پے سیر صبوحی
پیغامِ گلے نیست که با بادِ صبا نیست

توفیقِ نکوکاری ما و تو عطائیست
اخلاص بدینار و مروت ببها نیست

صد گونه دوا در سر هر شاخِ گیا هست
اما چو ترا درد ندادند دوا نیست

گر کفر و ضلالت بود ار دین و هدایت
خوش باش که کارِ ازلی جز بعطا نیست

با حکم قضا ساز که در دیر نظیری
مقبول مغان نیست نمازے که قضا نیست

اختر شناس در روش بخت من گم است　　مشکل فتاده کار نه در دست انجم است
دوران صلائے تفرقه داد و شراب نیست　　یک پاره در صراحی و یک پاره در خم است
ساقی چو فیض اوست همه صرف او کنم　　این جرعه که در ته جام تکلم است
شیرین نکرده خندهٔ شادی مذاق کس　　گل نیز تلخ گشته ز بهر تبسم است
باشد بنا امیدے خویشم محبتے　　کو آشنائے گوشهٔ چشم ترحم است
آسودمی اگر بخودم کس گذاشتے　　از جور او کشنده ترم رحم مردم است
ناخن همیشه در جگر خاره مے زنم　　پیر نیست سعی رخش مرا سنگ در سم است
کے سر ز کار بسته بر آرم که چرخ را　　دوران نماند و رشتهٔ امید من کم است

گفتار بے نتیجهٔ نظیری نمے خرند
عودیکه سوزد و ندهد بوئے هیزم است

لخت دل بر جیب و چشمم بر کنار افتاده است　　دست و دل گم گشته تا با زم چه کار افتاده است
ساز و برگ شادمانی را که می داند کجاست　　درهم اندوه و نشاط روزگار افتاده است
خسته دل تر می شود تا تلخ تر نوشم دوا　　پند مردم در مذاقم خوشگوار افتاده است
از کدورت بر نیایم گر صفا و ستم دهد　　تیره روزم بخت با من سازگار افتاده است
غصه مرد و غم بماتم سوخت اکنون هجر را　　صد چراغ مرده بر گرد مزار افتاده است
ظرف این هنگامه پیدا کن چرا آلست این　　گرد هر ویرانه صد منصور و دار افتاده است

کے نظیری خوار ماند عشق را نسبت تو نیست
یک دو روزے غائبش از اعتبار افتاده است

عشق تو قید علائق ز رهِ ما برداشت　　هر که مجنون تو شد سلسله از پا برداشت
جنس ار زنده وار باب بصارت مشتاق　　نتوان دست ز بیعانهٔ سودا برداشت
چون توان گشت کنون ساکن خلوتگه باغ　　مجلس آراست گل و مرغ تقاضا برداشت
دست در گردن معشوق حمائل کردم　　نتوان کفن پے ما عرض تمنا برداشت
عارفان گوشهٔ چشمے بدو عالم ندهند　　هر کجا باد نقاب از رخ زیبا برداشت
محض زندگی از مرتبهٔ من بیش است　　این نشان را دل مفلس ز کجا تا برداشت
پرده می بایدم آویخت که هر کس نگریست　　شرح سودائے ترا نسخه ز سیما برداشت

بسکه بازک دلم از عشق حدیثی تا رفت　　اشکم از پرده برون آمد و غوغا برداشت

طفل در گریه نظیری چو تو کافر خو نیست
پدرت تا زگدایی در ترسا برداشت

بوی از آن دو سلسله از خم بخم گذشت　　شیخ از حرم برآمد و گبر از صنم گذشت

خضر از سفال عشق زلال بقا نوشتش　　کین آب زندگی ز سر جام جم گذشت

نبود علاقه‌ای دو جهان گرد دامنش　　چون من مجردی که ز دیر و حرم گذشت

ناموس و ننگ در نظر من برابر است　　هر کس ز خود گذشت ز شادی و غم گذشت

جز رفت و آمد نفسی نیست در میان　　جاوید زیست هر که ازین یک دو دم گذشت

برق دل رمیدهٔ ما را طلب مکن　　کین پرتو از سواد وجود و عدم گذشت

چون عندلیب مست نظیری ترانه گوست
از خار و گل بریده شد از مدح و ذم گذشت

فرحتی نیست که در پهلوی آن صد غم نیست　　روز مولود جهان کم ز شب ماتم نیست

همه جا تیر کمان خانهٔ ابرو رفته است　　نیش هر جا طلبی هست ولی مرهم نیست

رنج از آن است که این فتنه برانگیخته اند　　ذلت ما ز نزاع ملک و آدم نیست

عارفان گوش که بر پردهٔ ساز ازل اند　　در پس پرده شناسند که نامحرم نیست

بدم عیسوی و معجز روح اللهی　　خلق دانند که از اهل خطا مریم نیست

رسم ناموس جهان زود ز سر برداریم　　کین علاقه به بر افسر ما محکم نیست

ترک دیگر نفزاییم که پشمینهٔ فقر　　جز باندازهٔ فرق سر ما دیهم نیست

علمی چند ز غیب دگران بردوزیم　　کاین قدر جامهٔ رسوائی ما معلم نیست

نتوان حکم خطا کرد نظیری بقضا
حکم بر صورت امری است که آن مبهم نیست

امروز آنچه تاج سر ماست دست ماست　　سرمایهٔ درستی ما در شکست ماست

نادان بر آبگینهٔ ما سنگ می‌زند　　گر هوشمندی یکی هست مست ماست

مهر ستگیم در سر پیمان خویشتن　　ایمان ما همان بلی الست ماست

اندیشه از فراز ثریا گذشته است　　کوتاهی که هست ز تقدیر پست ماست

بر پردهٔ حقیقت اگر ماند پرده‌ای　　جرم نگاه دیدهٔ صورت پرست ماست

شاهانه فرش مسند کرسی نهاده اند　　این طارم خراب چه جای نشست ماست

ننگ است اگر بجام جمشید بنگریم
پیچاک زلف یار نظیری بهشت است

چنان ز خانه برون رفتنم برای ننگ است
که آستانه بیابان و گام فرسنگ است

بجان ز تن مفلوج گشته ست مانم
که در برآمدنم رنج و بود و نم تنگ است

رگ و روان بگدازد چه گریه گرم شود
شراره در دل فولاد و قطره در سنگ است

بدامن دل پاک تو داغ من نرسد
ز بس گریسته ام خون دیده بیرنگ است

دلم ز صورت کارم غریق اندوه است
که عکس طلعت زنگی بر آئینه زنگ است

بگردش مه و خورشید طعنه ها داریم
به بخت خویش زیانکار بر سر جنگ است

غریب نقش خیالے برآب زد دیده
بجز خدائے که داند که اینچه نیرنگ است

نوا بگوش اگر مختلف رسد چه عجب
که یک ترانهٔ ما در هزار آهنگ است

سخن بذوق بود در مذاق بنشیند
بصفحه کلک نظیری چو زخمه بر چنگ است

حریف صافی و دردی نه خطا اینجاست
تمیز ناخوش و خوش میکنی بلا اینجاست

بغیر دل همه نقش و نگار بے معنی است
همین ورق که سیه گشته مدعا اینجاست

ز فرق تا قدمش هر کجا که مے نگرم
کرشمه دامن دل مے کشد که جا اینجاست

خطا بهر دم دیوانه کس نمے گیرد
جنون نداری و آشفته خطا اینجاست

بدل ز دل گذرے هست تا محبت هست
ره چمن نتوان بست تا صبا اینجاست

بدی و نیکی ما شکر بر تو پنهان نیست
هزار دشمن دیرینه آشنا اینجاست

سرشک دیدهٔ دل بے تو بسته نگشاید
اگرچه یک گره و صد گره گشا اینجاست

بهر کجا روم اخلاص را خریدار نیست
متاع کاسد و بازار ناروا اینجاست

ز کوے عجز نظیری سر نیاز مکش
ز هر رهے که در آیند انتها اینجاست

شب از فسانه ام ز جنون خانه پر شده است
وز گریه ام دیار ز ویرانه پر شده است

زان طره کے شکایت آشفتگی رسد
یارا که زلف او چو کف شانه پر شده است

افگنده پرده از رخ ساقی نسیم صبح
دیر و حرم ز نعرهٔ مستانه پر شده است

بازم بمجلسیست نه شمع و نه آفتاب
بام و درم ز ذره و پروانه پر شده است

ترسم بلاله و سمن او زیان رسد
طرف چمن ز سبزهٔ بیگانه پر شده است

تنگست جائے بر نفس امشب بخلوتم
یک آشنا نیامده و خانه پر شده است

هرگز عطائے ساقی ما را کرانه نیست
از تنگ ظرفیست که پیمانه پر شده است

آں شاخ گل بجو نتو نظیری نمے رسد
دار الشفائے شہر ز دیوانه پر شده است

بیتو دوشم ز درازی از شب یلدا گذشت
آفتاب امروز چوں برق از سرِ ما گذشت

نیش خارے نیست کز خون شکاری سرخ نیست
آفتے بود ایں شکار افگن کزیں صحرا گذشت

شوکت حسنش کسے را فرصت آہے نداد
گرچہ ہر سو داد خواہے بود او تنہا گذشت

جلوہ اش ننمود از بس محو رفتارش شدم
نالہ ام نشنید از بس گرم استغنا گذشت

خواستے آشفتگی دستار بردن از سرش
بسکہ سرمست و بنخوت مغرور بے پروا گذشت

با پریشاناں چہ گویم صولت ہجرش چہ کرد
بادیا سے آمد و بر دفتر دلہا گذشت

باز امشب با سگ کویش نظیری ہمرہست
شوکتے دیدم کہ پنداری جم و دارا گذشت

در شہر ما بدولت عشق احتیاج نیست
در ہیچ گوشہ نیست کہ صد تخت و تاج نیست

چشم ترے بچین جبیں مے تواں فروخت
کار وفا ہنوز چناں بے رواج نیست

خاطر بخندۂ گل و مل وا نمے شود
غیر از گریستن غم دل را علاج نیست

شہرے بشیشۂ دل ما سنگ مے زند
در ہیچ پائے نیشترے از زجاج نیست

کس زیر چرخ توسن آزادگی نتاخت
تاراج مے کنند براہے کہ تاج نیست

یا خط رسانده ایم بمہر مسلمی
آفت رسیده را غم باج و خراج نیست

از نوش روزگار نظیری گداختیم
ایں بادہ را موافقتے با مزاج نیست

شور چمن ز نغمۂ آزادی من است
روئے شگفتۂ سحر از شادی من است

میخانہ ام ببوئے بہار رم کشادہ اند
ہر جا خرابی است ز آبادی من است

بیہوشیم بجلوہ گہ گلستان برد
من بلبلم کہ نکہت گل ہادی من است

بے ذوق عشق کار بسامان نمے رسد
شاگرد عشق بودن از استادی من است

عشقم نوید زندگی جاوداں دہد
آں چشمہ کہ گم شدہ در وادی من است

گردوں بعشق زائچۂ طالعم نوشت
نیک اخترے نشانۂ ہمزادی من است

حسرت بدام ہمیشہ نظیری ز صیدگاہ
زیں خوئے رحم کافت صیادی من است

بحرفِ اہلِ غرض قرب و بعد مانند است — دلِ شکستۂ ما را ہزار پیوند است
ازاں دمم که بحسرت فگنده دیدن او — نگه بگوشۂ چشمم هنوز دربند است
نظر دلیر نشد تا مژه به پیش آمد — حجاب اگر پرِ کاهست کوهِ الوند است
دو چشم ساکنِ بیت الحزن بمن گرید — که من اسیرِ معشوقم او بفرزند است
درازدستیِ حسن که گل بجیبم ریخت — که تا بدامنم از جیب در شکرخند است
بکینه جوئیِ افلاک عشق مے بازیم — که هر که دشمنِ ما شد بدوست مانند است
نه عیب تست که بیگانه وار مے گذری — کسے که زود گسل نیست دیر پیوند است
بیا که از مئے پارینه تلخ کام تریم — اگر تو زهر چشانی بکامِ ما قند است
همه ترانۂ آفاق را ز بر دارم — بگوشم آنچه نمے گردد آشنا پند است

نظیری از تو بجان کندن است لب بکشا
بایں قدر که بگوئی "بمیر" خورسند است

دل که جمعیتِ غم از بے سر و سامانی نیست — فکرِ جمعیت اگر نیست پریشانی نیست
بیضه در چنگلِ شهباز نهد طائرِ ما — در فضائے که منم بال و پر افشانی نیست
گر کنم یاد ز بت خانه مرا عیب مکن — هر کرا مهرِ وطن نیست مسلمانی نیست
لاؤبالی شو و دریاب فراخیِ نشاط — چند در تنگیِ مشرب که فراوانی نیست
نیست لذت ز نظربازیِ بزمے که درو — خندۂ زیرِ لب و گریۂ پنهانی نیست
ترکِ ادبار بتاجِ سرِ جم دوخته اند — هیچ سر نیست کش این نیل به پیشانی نیست
بر درِ خلوتِ ما پرِ همائے بخشند — هدهدے را که بسر تاجِ سلیمانی نیست
طبلِ درویشیِ ما بر درِ جاوید زدند — بر لبِ بامِ سحر نوبتِ سلطانی نیست
صحبتِ آئینه طبعاں بدمے تیره شود — در چنیں بزم نگهے جائے گرانجانی نیست
تو بمعموریِ مصری و من مجنوں را — نبرد شوق بر آں کوچه که ویرانی نیست

از فسون دانیِ چشمان سیاهے که تراست
صد نظیری بنگه داشتن ارزانی نیست

محبتِ تو بهر دل نشست کیں ننشست — دمے بهر که نشستی دگر غمیں ننشست
بمحفلے که تو دامن برنجش افشاندی — مگس ز تلخیِ عیشم بر انگبیں ننشست
همیشه گرمیِ خوئیت در آتشم دارد — بخوں نشستم و آں خوئے آتشیں ننشست
حجابِ عشق غبارے میانِ ما انگیخت — که از فشاندنِ دامان و آستیں ننشست

گره بگوشهٔ ابرو نگه بجانب غیر    به پیش دشمن خود هیچکس چنین ننشست

تو میروی و من از اضطراب می میرم    کسی بحال چنین روز واپسین ننشست

چنان گرانی خویش از درت بسا کبردم    که از سجود توام گرد بر جبین ننشست

غمت ندیده رهِ خانهٔ نظیری را
که چوں بهانهٔ خو تیو در کمین ننشست

عقلیست که علم دو جهان مختصر اوست    مجموعهٔ احوال دو عالم خبر اوست

صد راز نهم در صفتِ اندیشه نشسته    حرزِ دل "آگاه نشین" از نظر اوست

بیگانگیش بار دهد اشکِ ندامت    این تخم همانست که طوفان ثمر اوست

یاد آوریش راه نماید بوصالش    این خانه همانست که اُمید در اوست

گر ناخوشیت از جا برد جای نگهدار    کان دل که ز ناوک نهد اسپر اوست

گر زمزمهٔ رندیت از پیِ آن رو    کان دل که ز جا رفت زهش برگذر اوست

گریان گلستان جهان رفت نظیری    هر لاله که از خاک دمد چشم تر اوست

نشاط عید گدا عجب بادشاه شکست    شد از معانقه چین بر رُخ قبا بشکست

چنان بیکدگر آمیختند شیخ و ندیم    که شیشه مست در آغوش پارسا بشکست

رئیس و مُفتی و قاضی برقص برجستند    نشاط نای و دهل شرم روستا بشکست

مباد از پیِ جان بود چشم قربانی    نگاه تا ترود زان بساط پا بشکست

دل شکسته در آن کوی می کنند درست    چنانکه خود نشناسی که از کُجا بشکست

بآب خضر سکندر نبرد ز آئینه راه    سفال میکده جامِ جهان نما بشکست

بفطر روزهٔ می داد پیر باده فروش    که هم گدا ز حسد کاسهٔ گدا بشکست

زمانه طفل طبیعت شد آنقدر که ادیب    کمر به بست پیِ شوخی و عصا بشکست

شکست توبهٔ هرکس بقدر حال امروز
نظیری از خم می صوفی از هوا بشکست

خمار می بلبم قفل زد ایاغ کجاست    کلید میکده گم کرده ام چراغ کجاست

نه عندلیب غزل خوان نه شاخِ گل خندان    درین بهار کسی را دل و دماغ کجاست

شگوفه را به نم ابر جامه در گرو است    برهنه را سر و سامان عیش باغ کجاست

یکی بگرد گلستان خویش سیری کن    ببین که یک گل بی صد هزار داغ کجاست

هزار جنس هوا دهم بوقت دگر گرو است    دمی که صاحب وقتی دهم سراغ کجاست

ز شغل کار خودم یک نفس رہائی نیست
محنتے که دہد از خودم فراغ کجاست

بخونِ دیده نظیری بساز و باده مخواه
براهِ زاغ مئے ہمچو چشم زاغ کجاست

گر شرر گر شعله ہر جا گشت پیدا آتش است
چارهٔ دل کن که با آتش مدارا آتش است

رشک مانع شوق غالب تو یا رب چوں کنم
راهِ عاشق بر میانِ ہفت دریا آتش است

چوں چراغ مرده از صحبت دلے آورده ام
از دمِ خلوت نشینانم تمنا آتش است

گر بظاہر کاہلم اما بباطن چابکم
تن اگر خاکست اما دل سراپا آتش است

گر بکفرستاں بری ایں روئے آتشناک را
برہمن در رقص می آید که حق با آتش است

از نسیم صبح مے سوزد حریفاں را جمال
نازکاں را بر سر آں کوئے سرما آتش است

در سلم بشکست ما را دین و دنیا باختن
ہر کرا در سر قماری ہست سودا آتش است

عاشقی و حسن را در پرده نتواں داشتن
شعله غمازی کند ناچار ہر جا آتش است

گریهٔ گرم نظیری ریگ در وادی گداخت
از سرشکش تا بزانو در تریا آتش است

نشست پہلوئے من و ز رقیب جام گرفت
گل تلافی من رنگ انتقام گرفت

بصد کمند نه استاد غم چو مست شدیم
در سرائے به پشتیم راهِ بام گرفت

قضا سمندِ نشاط کرام پیش آورد
قدر عنانِ مرا از کفِ لیام گرفت

معانداں بت پندار جمله بشکستند
که کارِ بت‌شکنی رونق تمام گرفت

نیافت صبح دم آغوش دوست از بر دوست
تتبعے که لب از ذکر ایں پیام گرفت

بجنگ و عربده راضی شدم ز شرم برآ
که تیغ غمزه دگر زنگ در نیام گرفت

نظیری و مئے و مطرب گدائے خواہد شد
فقیه شہر که او عادت کرام گرفت

آں دہد در گریه پندم که با ما دشمن است
ہر که می گیرد شناور را بدریا دشمن است

ہر کرا دل اندروں شاد است با بیروں چه کار
شمع را خلوت نگہبانست و صحرا دشمنست

خود مگر از در در آئی ورنه از ما تا به تو
صد بیابانست و در ہر گام صد جا دشمنست

دل از اں آزرده تر دارم که زارش کنند
خصمی خود میکند ہر کس که با ما دشمنست

خوں ز چشم کاروانے ریخت در بازار مصر
ہر که را یوسف بود کالا بود او دشمنست

تا غمم گردید مونس کم گفتم با کس نماند
دوست چوں ہمخوابه گردد مو بر اعضا دشمنست

های های گریه باید که دل خالی کند
ورنه چون در دل گره باشد او دشمنست

گر بهار آید نظیری ور خزان با من مگو
خاطر مشغول عاشق را تماشا دشمن است

جز محبت هر چه بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزی بر نداشت

هر عمل را اجر سنجیدند در میدان حشر
قیمت چشم پر آبم چشمهٔ کوثر نداشت

در دلم از عشق سوزی ماند و زجان شعله
هیزمی را کاتش ما سوخت خاکستر نداشت

در دل او درد ما از ناله تاثیری نکرد
برد مرغی نامهٔ ما را که بال و پر نداشت

شکر کز غم مردم و بیتی نگفتم شرمسار
حال خود هر چند میگفتم دلت باور نداشت

کاتب اعمال چون اجر فراقم را نوشت
جز رقم بر وصل دادن چارهٔ دیگر نداشت

از دل پر درد جانم را نظیری ریش کرد
کم دو چارم شد که چشمی تا بدامن تر نداشت

باز دل جای گل دیوانگی بو کرده است
دیده ام از گریه آبی تازه در جو کرده است

خاطری دارم چنان کز نو بهار دوستی
صد گلستان نم پدید از هر بن مو کرده است

ای توکل دمساز و حرف ماست چندین بپذیر
عشق را نازم که موم از آهنی رو کرده است

از چراغ وصل دل را نور ده کانجا نیست
ورنه با تاریکی هجران نظر خو کرده است

هر که جز خود دید با من آشنا بیگانه ساخت
عشق تو با دشمن و با دوست یکرو کرده است

دست و دل بشکن که اینجا عاجزی آید بکار
این کمان را چاشنی کی زور بازو کرده است

در مراد ما نظیری یار بیت کاری نکرد
برهمن به زین دعا در کار هندو کرده است

آنچه رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانچه نسیان آورد خاصیت یاد من است

ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
از تصرف های حرمان خداداد من است

حرف عاشق بی زبانی شکوهٔ دل عاجزیست
آنچه هرگز آشنا با لب نشد داد من است

نیست در عالم تمنایی که از قیدم نجست
هر کجا بینی هوای صید آزاد من است

مضطرب دارم چرا دل در رهٔ آوارگی
پشت توفیق و توکل خسته زاد من است

آن شکارم من که لائق هم بکشتن نیستم
شرم می آید مرا از انکه صیاد من است

خشم مرد و شکوه رفت اکنون ز شست عشق تو
آرزو غلطان بخون در محنت آباد من است

کار دشوار نظیری گریه می آرد که او
شاد از تدبیرهای سست بنیاد من است

شهر ویران شده گریهٔ مستانهٔ ماست
هر کجا هست غمی در بدر از خانهٔ ماست

از همه سورهٔ پیغولهٔ صحرا بستند
هر کرا می نگری در پی دیوانهٔ ماست

بال و پر سوخته هر یک بکنائی رفتند
آنکه نامد بدر از بزم تو پروانهٔ ماست

بتماشای جهان باز نمانیم از تو
آنچه دام دگران ساخته دانهٔ ماست

بسر باده فروشان که بمسجد نرویم
تا بمیخانه نمی در نه بپیمانهٔ ماست

ما که خورشید پرستیم بمحفل چه کنیم
آفتاب از همه جا روی بویرانهٔ ماست

خواب ما را بصد افسون و نگه می بندد
جاودان را همه جا گوش بر افسانهٔ ماست

تا که از موعظت خلوتیان می شنویم
هوش ما محو تماشاگه جانانهٔ ماست

صحن و دیوار و در و بام نظیری امشب
همه در وجد و سماع اند که در خانهٔ ماست

پیش مشتاق تو ویرانه و آباد یکیست
هر طرف راه فتد کوفه و بغداد یکیست

بحریم دل شیرین نبود صفت نعال
عشق چون بار دهد خسرو و فرهاد یکیست

ما که تسلیم به شمشیر ارادت شده ایم
پیش ما بیمددی کردن و امداد یکیست

در بر اغیار مبندید که در گلشن ما
شانهٔ باد و سر طره و شمشاد یکیست

پا بگل مانده اگر گلبن اگر خاربن است
باغ را سرو خرامنده و شمشاد یکیست

بتو زاری و توانائی ما در نگرفت
موم در پنجهٔ عشق تو و فولاد یکیست

نیم بسمل شده ماندیم نظیری افسوس
صید بر یکدگر افتاده و صیاد یکیست

در خون دیده گشته تنم بسمل تو نیست
زین مرحمت ملالت که کار دل تو نیست

از آبگینه حوصلهٔ ما تنک تر است
صبر از دلی طلب که در و منزل تو نیست

گویا دواند ریشه نهال محبتم
می بینم از تو آنچه در آب و گل تو نیست

زین پیش شیشهٔ دل ما هم ز سنگ بود
بی نسبت آشنا دل ما با دل تو نیست

بی بار مانده رستهٔ تو از نسیم خوی تو
ورنه کدام کس که دلش مائل تو نیست

بس جانگداز شمع گذرد سر گذشت شمع
پروانهٔ بسوخته در محفل تو نیست

غوغا چه قدر نظیری خموش باش
این بس که دعوی از طرف قاتل تو نیست

آنکه صد نامه با انشا در جواب نوشت
سطری از خیر بنیاد که کتابی نوشت

شمع بے شعلہ بہ پروانہ فرستاد آں دوست | گر بما نامہ رواں کرد عتابے ننوشت
ہمہ جا شوق تو لب تشنہ برا ہم آورد | دم آبے نگر فتم کہ شتابے ننوشت
کف پائے برہ بادیہ ام ریش نشد | کہ زنب سر خارش بسرابے ننوشت [?]
قدمے نادم از منزل ساماں بیروں | در رہِ عشق کہ گنجے بخرابے ننوشت
اشک و آہ از در ایں مدرسہ بردم کہ ادیب | حرز حسن تو بہ مشک و گلابے ننوشت
سینۂ ریش ازیں راز نگردید کہ عشق | قصہ بر پر منقار عقابے ننوشت

عقد دُر بند نظیری بہوس نظم کنی
ہیچ کس نظم تو بر طرف نقابے ننوشت

یک آہِ گرم صیقل زنگار عالم است | موقوفِ لب کشودن ما کارِ عالم است
مشاطۂ فراق تو بر چہرہ ام سرشت | خونابہ کہ گونۂ رخسارِ عالم است
نور رائی خیال تو از دیدہ ام رماند | آں معنی کہ قبلۂ گفتارِ عالم است
بر من شب فراق شد از جرم ناکسے | صبحے کہ طالع از در و دیوارِ عالم است
صیادی کرشمۂ تو دانہ نفگند | در دام ہر نگہ کہ نہ پرکارِ عالم است
ایں عیب و عار عشق و ہنر را کجا برم | کاینم نمے خرد کہ خریدارِ عالم است
حور و کنارِ کوثر و رضوان و صحن خلد | ما و جمال یار کہ گلزارِ عالم است
تا یک دلے پسند کند قرب او مجوئے | سرمایۂ قبول در انکارِ عالم است
گر پیر سالکی خبر از طفل راہ پرس | شرم از طلب مدار کہ زنارِ عالم است
دانائی فریب تو معنی نہ پرورد | در ضمن نکتۂ کہ نہ اسرارِ عالم است

قانونِ شکوہ چند نظیری نوا کنی
ایں نغمۂ تو باعثِ آزارِ عالم است

زہے نسخۂ آفرینش جمالت | نکت یاب مجموعۂ گل خیالت
بفطرت زبونی نکاہد ز بینش [?] | ز ظلمت بروں نیا شد زوالت
ہمیشہ حق از قول و رائے تو روشن | بپوشیدہ موجِ حوادث زلالت
بجز خرد ہست پرواز ہر تن [?] | تو روحی خرد پر دار ز پر و بالت
ہمہ وجد با صوفیاں را ز قولت | ہمہ حالہا قدسیاں را ز حالت
احیا ز قولت کہ ایماں نیارد | ضلالت بود خون منکر حلالت
بباطن ترا دیدہ آدم مقدم | ز صدر جناں شد بصف نعالت

به پیرامنت سایه ظاهر نگردد | که خود گشته طالع فراز نهالت
بحسن تو نقاش نقشے نیارد | که صنعت گری ختم شد بر کمالت
توان گفت لیس کمثله بشانت | که در غیب نبود مثال مثالت

نظیری چنان ساز صافی سخن را
که روح نبی خوش شود از مقالت

گر کند گیتی وفائے با وفاداران خوش است | زندگانی با عزیزان عیش با یاران خوش است
محنت شبگیر با شوق حرم دشوار نیست | گر بیادت بگذرد شبهائے بیداران خوش است
نرگس شوخ تو مست از نالهٔ شب خیز ماست | میفروشان را هم از غوغائے میخواران خوش است
مال و عصمت را زلیخا بدرین سودا نباخت | ماه کنعان بردن از خیل خریداران خوش است
فرجه نگذاشت گردون تا ازان بیرون روم | پیر کردک دل چه با قید گرفتاران خوش است
ذوق با مرغان پراند مرغ تو پروا زرا | که بکوئے دوست رفتن با هواداران خوش است
چیرگم نیکو ز استیلائے عشق آزاد ساخت | چون مرض طغیان نماید خواب بیداران خوش است
ساقی گلرنگ باید ساغر گلرنگ را | مے پرستان را نظر بر لاله رخساران خوش است

غرق طوفان شد نظیری هر که دل در مال بست
رخت بیرون ده که کشتی سبکساران خوش است

جزائے حسن عمل در شریعت عرضیست | بعرف عفو نکردن گناه بے ادبیست
سواد دل ز نمے ساله خورده روشن کن | که عینک بصرش ز آبگینه حلبی است
قبول بے هنران ز التفات معشوق است | عنایت ازلی را نشانه بے سببی است
جمال حال شود ترجمان استحقاق | دلیل آب جگر تفتگی و تشنه لبی است
زمین مشاطهٔ گلستان صداق مے طلبد | هنوز دختر رز در سرا چه عنبی است
مگو که رفتم و قسمت نبود در یا نیم | که نارسیدن طالب نشان بے طلبی است
ز دوست روئے مگردان و تن بفرمان ده | که هر که صاحب این حال شد ولی و نبی است
خلاف رسم درین عهد خرق عادت دان | که کارهائے چنین از شمار بو العجبی است
شب سیاه صباح سفید مے آرد | چراغ مرده ساز دودمان بولهبی است
به تیغ قطع ارادت نمے شود ما را | خلوص بندگی با شرافت نسبی است

مگو ز دوست ملالت بود نظیری را
که مستی سحری از نیاز نیم شبی است

ترا بکعبه مرا کار با دل افتاده است
بکعبه بتکدهٔ من مقابل افتاده است

صدائے بے جرس ار بشنوی غریب مداں
کہ روح ماست بدنبالِ محمل افتاده است

سپند طالع اگر حرص اُن نیکا دکند
صلیب زلف بتانم حمائل افتاده است

بعزمِ کعبه کنید اتفاق خلوتیاں
کہ پیر صومعہ را بار در گل افتاده است

نہ کج ز مستی مے کرده قبلہ باده فروش
دلش بگوشہ میخانہ مائل افتاده است

شکستہ بر ورق جبهہ تو خامہ حکیم
کہ ابروانِ ترا عقدهٔ مشکل افتاده است

حریف بیں چہ براحت بساط مے چینند
ز نیزه بازی افلاک غافل افتاده است

حریم خاک چہ قرباں گہ منا دیدم
کہ ہر طرف نگری صید بسمل افتاده است

یکے بگوی عزیزانِ شہر سیر مکن
ببیں کہ نقش اطھا چہ باطل افتاده است

مجردانِ سبک سیر از جہاں رفتند
گہر بقعر یم و خس بساحل افتاده است

گدائے پیرِ مغاں شو کہ بادشاه و فقیر
بر آستانۂ میخانہ سائل افتاده است

ضرر بمال نظیری ز پیش بیں نرسد
کہ او بوادی و رختش بمنزل افتاده است

فخر والانسبتاں از بند اوست
آنچہ ہرگز نگسلد پیوند اوست

گردن شمشاد از نقش نجست
سرو از آزادگان بند اوست

گرچہ شکل نیستی دارد دہانش
ہستی جانہا ز شکرخند اوست

نقض زلفش دایہ بر عہدش شکست
گر شکستے ہست در سوگند اوست

طرّه اش راہست پیوندی بصلح
چین ابرو گرچہ خویشاوند اوست

ہر شبم بیخواست مے آید بخواب
بسترم مشک و عبیر آگند اوست

مشربش صفرائے بیماران شکست
نوش مے خوش از ترنج و قند اوست

زود آمیزش بمردم مے کند
مشک را بو اندکے مانند اوست

حسن گل بر بادِ حرماں زود رفت
ہر کہ تمکینی ندار و فند اوست

کینہ کش از دوستانِ مہرجوے
طبع مغرور خرد خرسند اوست

بار تکلیفش ز دوش انداختم
گو بخش ہر کس کہ حاجتمند اوست

ظلم اخواں بر نظیری مے کنند
معنیٔ او بہتر از فرزند اوست

معشوقۂ من قبلہ نما قبلہ نظر گشت
تا گشت نظر بار رُخ چوں آئینہ برگشت

غرق کرم حیله گرانم که در آن کوی
سفتم شبهٔ عربده و هم سلک گهر گشت

زد خندهٔ شیرین نمکی بر دل ریشم
اشکم بحلاوت شد و هم با شکر گشت

اوراق گل اندر بغل غنچه نگنجید
تا عطر دمم هم نفس باد سحر گشت

پیداست دل آمیزیم از گونهٔ گفتار
چون رنگ ثمر گشت بلی طعم ثمر گشت

شاید شوم انگشت نما همچو مه نو
نعلم که در آتش ز رخش بود قمر گشت

زان کاکلم از دست عطرفشانست که دستم
با سنبل خوشبوش بر آن طرف کمر گشت

تا بوسه گه خیره مذاقان شکر دست
دندان زدم آن ساعد چون شاخ شکر گشت

در هر خم آن زلف کمین گاه بلائیست
با این همه زان روی نخواهم بخطر گشت

عقلی که کلید در گنجینه ام آن بود
تا عشق در آمد بمیان حلقهٔ در گشت

با این دل پر عربده شرمندهٔ عشقم
هر جا که غمی تیغ بر آورد سپر گشت

هر نسخهٔ شعری که بر آورد نظیری
از غیرت آن نافه چنین خون جگر گشت

نظر بظاهر و صیاد در قفا خفت است
اجل رسیده چه داند بلا کجا خفت است

کجا ز عشوهٔ آن چشم نیم باز رهیم
که فتنه ساخته از خواب و پای ما خفت است

کسی بغارت شبنم ترکتازی آرد
که در فراش قصب پای در حنا خفت است

شمیم مهر ز باغ وفا نمی آید
بهر چمن که تو بشگفته‌ای صبا خفت است

طبیب عشق بسر وقت بیمار رسی
که شب براحت ازین درد بیدوا خفت است

کس از معانقهٔ روز وصل یابد ذوق
که چند شب ز هم آغوش خود جدا خفت است

بگیر کام دل ای کعبتین هر دو چشم
که نرد آمده و نقش در خفا خفت است

شب امید به از صبح عید می گذرد
که آشنا بتمنای آشنا خفت است

فسانهٔ حسرت نظیری مکن که خواب کند
شکسته‌ای که بصد درد مبتلا خفت است

خوی شه عربده جو افتاداست
کشته بر هر سر کو افتاداست

بادب زی که سر مستان را
نه کمندی به گلو افتاداست

آنکه افتاد برین در راهش
قدمش از تگ و پو افتاداست

در خرابات مغان مستان را
کاسه بشکسته سبو افتاداست

خوشتری ما ز گل و بستان نیست
صحبت یار نکو افتاداست

خوش عبیرے بہم آمیختہ عشق | خو بخو بوئے بہوا افتاد است
عشق از سنبل و گل وا چیدم | رہ براں گلشن کو افتاد است
جائے دل خوردہ مینا چینم | وہ کہ بارم بغلو افتاد است
دلبرم را سر رسوائی نیست | کار چینیم بہ رفو افتاد است
باخودم دشمن جاں باید بود | چکنم دوست عدو افتاد است

ہر نفس دلق نظیری رنگے است
عشق را چشم بروا افتاد است

جمال ساقی ما در ضمیر لالہ گذشت | کہ لالہ را مئے لعل از سر پیالہ گذشت
دراں شمائل موزوں نگہ کہ ہر کس دید | بحسن معنی صد دفتر و رسالہ گذشت
بقصد ضبط نگہ چیں بر ابرواں انداخت | ولے نشد کہ کمند از سر غزالہ گذشت
دلم ز حرص سوال از لبش جواب نیافت | چو آں گدائے سراسیمہ کز نوالہ گذشت
سپہر ہر چہ کند روزیت بخشم مرو | کہ روز تخم ازاں کشت گر حوالہ گذشت
دو سالہ دُرد کش دیر بودہ ام عجب است | کہ شصت سالہ تواں از نبیذ دو سالہ گذشت
سرے ز قلقل مینا بروں نیاوردم | اگرچہ عمر بتحقیق ایں مقالہ گذشت
بطعنہ از بر ما غافلان فارغ دل | چناں گذشت کہ بر دشت لالہ ژالہ گذشت

جفا نماند ز پندار خود چو وا رستم
بیا کہ کار نظیری ز آہ و نالہ گذشت

ہجراں نمکے سود و بداغ دل ما ریخت | سودائے تو آتش ز دماغ دل ما ریخت
ہر روغن صافی کہ بہ بیہودہ فلک سوخت | غم دردی آنرا بچراغ دل ما ریخت
رفتیم بسر زود دریں محفل مستاں | ساقی مئے تندے بایاغ دل ما ریخت
مارا بہ نشاط و طرب آساں نگذارند | غم خون جہانے بسراغ دل ما ریخت
ہر نخل امیدے کہ نشاندیم دریں باغ | برگ و برش از لائے ایاغ دل ما ریخت
کلفت ز کجا آمد و رنجش ز کجا خاست | بد کرد ملالے بفراغ دل ما ریخت

بر عشرت ما زود ملال است نظیری
تا صبح نفس زد گل باغ دل ما ریخت

گل بیداد دستہ بستۂ اوست | مہر در دل خسک شکستۂ اوست
ہمہ جا ناخن تصرف بند | ہر کرا سینہ ایست خستۂ اوست

این که گم گشته عهد و شرط وفا — ریو و رنگ ز باد جستهٔ اوست
بر دل اندیشهٔ بتان زد لم — کعبهٔ دل صنم شکستهٔ اوست
خس بستان و خار دیوارش — قید مرغ رسن گسستهٔ اوست
سرو بالا و عبهر نظرش — دست پرورد و خانه رستهٔ اوست
تا بر آید به رنگ رخسارش — باده در خون دل نشستهٔ اوست
موجهٔ باده بر گل مهتاب — رخ از آب بادهٔ شستهٔ اوست
عشق هر دم بتازه سودا اندیش — عقل کهنه فروش رستهٔ اوست
بسبوی مغان خطا نرسد — که بدست کریم دستهٔ اوست

نزل روح الامین نظیری را
نامهٔ پیک پی خجستهٔ اوست

دلی دارم که طاقت کار او نیست — تحمل غیر عیب و عار او نیست
دلی دارم که قلزمهای امواج — حریف آه آتشبار او نیست
دل سختم به راحت می ستیزد — فلک را دست بر آزار او نیست
نشاط عندلیب از بو و رنگست — نوای ساز موسیقار او نیست
کجا باشد به بند و قید دستار — تن مجنون که جز سر بار او نیست
مریض عشق را مردن علاجست — دوای درد در بازار او نیست
سر مرغی نپرد از کمین گاه — که آب و دانه در منقار او نیست
زبان بازی کند سوسن از آن سست — که آب شرم در رخسار او نیست
باین شد کعبه از کوی تو ممتاز — که رخنه‌ای بر در و دیوار او نیست
کجا کنعان کجا بغداد مستان — انا الحق گو سری بر دار او نیست

نظیری این عبیر از عشق سازد
که این عطر کز گلزار او نیست

بختم این بس که مشتری شده دوست — هرچه خلقم بها نهند نکوست
بشکنم رنگ رخ چو مستسقی — آب هر کس بقدر ظرف سبوست
در بر ارباب ذوق کم بندند — اثر قبض و بسط در ابروست
قطع دنیا نمی شود چه کنم — قوت مور و جستن از سر جوست
نیست ممکن بزندگی آرام — تا نفس باقی است در تگ و پوست

شاهدانِ چمن تهیدست اند / جامهٔ سرو تا سر از نوست
باش عریان بدن که جامهٔ گل / کم ده بو که حلهٔ تو بر توست
بوی گل چاشنی مُل دارد / آن شکرخنده را چه بوی فرحبوست
آب تلخی بعطر پرورند / نام کردند کین گل خوشبوست
خط قرآن نگارِ او کوفی / چشم محراب گرد او هندوست
خط فریبنده کس چنین ننوشت / یارب این معجزاست یا جادوست
بر نظیری ست گوش خلق امروز
میر مجلس ندیم شبیر سخن گوست

هر که نوشید می شوق تو نسیانش نیست / وانکه خوی تو نشد اندیشهٔ حرمانش نیست
دل بحسن تو مقید شد و جاوید بماند / که ز فکر تو بر و آمدن آسانش نیست
تا یکی فکر توان کرد و سخن تازه نوشت / قصهٔ شوق حدیثی ست که پایانش نیست
هیچکس نامهٔ سربستهٔ ما فهم نکرد / نه همین خاتمه‌اش نیست که عنوانش نیست
سبب از عقل میرسید که غم نامهٔ ما / درس عشق است که از علم دبستانش نیست
از دلم راه دلت عشق نمودست خوشم / که بآن خانه دری هست که دربانش نیست
راه دیگر بسوی کعبه اعرابی هست / که غم از سرزنش خار مغیلانش نیست
خاطرِ غیب‌نمای تو مگر جام جم است / که رخ حال من از آینه پنهانش نیست
سایهٔ نامهٔ تو بال همای داند / هدهدی را که بسر تاج سلیمانش نیست
مرد تاجر که ز غربت بوطن می آید / تحفهٔ خوشتر از نامهٔ اخوانش نیست
چون قلم گریهٔ شادی کنم از نامهٔ دوست / که بجز از دل خندان مژه گریانش نیست
بس کاز دقت فهم تو نظیری بگداخت
نکته‌ئیست که آمیخته با جانش نیست

قرعه بر وصل زند دیده و سامانش نیست / کین خیالیست از آن چشم که حیرانش نیست
نرگس از گردش چشمت بشراب افتاده است / می پرستیست که مخموری دورانش نیست
شد ز شرمِ قلمت خضر نهان در ظلمات / که بجان تشنگی آن چشمهٔ حیوانش نیست
در جواب تو فرومانده همه از طفلی / که بشگفتن شکفند گوهر تاوانش نیست
دل ز اندیشهٔ وصل تو بجا باز نگشت / که جدائی ز ملاقات تو آسانش نیست
عشق ما واقعه‌ئیست که آخر گردد / هرچه آغاز ندارد غم پایانش نیست

شادم از دل که مےِ عشق تو مدہوشش کرد — خبر از رشکِ وصال و غمِ ہجرانش نیست

چرخ را کاسۂ پُر خونِ شفق گردانست — لاله را سنگ به پیمانه که پیمانش نیست

دولت عشق ندارد خطر از عین کمال — کیں سعادت بکمالیست که نقصانش نیست

ما بایمان قوی عہد تو محکم داریم — آنکه پیماں شکند قوتِ ایمانش نیست

ہر جراحت که دلم داشت بمرہم به شد — داغ ذوریست که جز وصل تو درمانش نیست

گر نظیری بفلک بر شده باشد چو مسیح
بیت معمور به از کلبۂ ویرانش نیست

عشق عصیانست اگر مستور نیست — کشتۂ جرمِ زباں مغفور نیست

عشق در صنعت تصرف می کند — در میاں فرہاد جز مزدور نیست

برتر از عشقت حالم پایۂ — راه از من تا جنوں پُر دور نیست

آنکه منصور ست بر دارش کنید — ایں انا الحق گوئے خود منصور نیست

حسنت از سر ہوش بیروں می برد — بیش ازیں گنجایش مقدور نیست

مایۂ صد ماه کنعانے بسنجُن — مصر در خوبی چنیں معمور نیست

کے بشر استغفر الله گو بمت — راست مے گفتم ولے دستور نیست

دلفریبی ہائے دشمن دیدهٔ — جان سپاریہائے ما منظور نیست

عشرت و عیش نظیری کوته است
در سرائے تنگدستاں سور نیست

ایں نخل کز حشیمۂ جاں رسته آکشت است — ویں خط که دہد یاد ز معجز که نوشت است

ما فتنه ز مشاطۂ حسنیم نه از عشق — زنّار مغاں رشتۂ خط و زلف که رشت است

جز از اثر دہشتِ تو وحشتِ ما نیست — با پرده بگو پردهٔ رخسار که ہشت است

زیں بخت دل و پارهٔ جاں چاشنی گیر — بر گریۂ تلخ و نمک خنده برشت است

ذوق غمم از طینت خاکی نرود ہیچ — ہر چند بنا دہی گل آدم نه سرشت است

گو روئے تو نظاره کن و خوئے تو بنگر — گوید کس اگر آدمی را که فرشت است

سر تا سر صحرائے رخت لاله و نسرین نیست — صد رنگ دگر گل که ندانند که کشت است

گل جامه ز بر لبس سبک از نازکی انداخت — عریانی گلزار ز کوتاہی ز شست است

در حیرتم از ترک فنائے تو نظیری
کس غیر اجل فرش اہل در نوشت است

نالۂ ما نغمۂ اہل نوا را گرم ساخت
شوق ما ہنگامۂ ایں ماجرا را گرم ساخت

ز آتش وادی بیفگند یم نعلین از قدم
موسیٰ ما گرم رو گردید و ما را گرم ساخت

درگرفت از بہر خاطر گرمیٔ پروانہ سوخت
شمع مجلس شد کہ در کاشانہ جا را گرم ساخت

گرمیٔ ہنگامۂ گلشن پئے آشوب ماست
گل شگفت از نعرۂ بلبل کہ ما را گرم ساخت

مایۂ مہر و محبت از رواج افتادہ بود
صحبتِ ما روز بازار وفا را گرم ساخت

کین خسرو گر نبودے ساختے فرہاد کار
طعنۂ ناموس خونے بادشا را گرم ساخت

ہر بنِ مژگاں بچشمِ خلق قرباں کردہ است
گریۂ من داستانِ کربلا را گرم ساخت

اعتمادے بر نسیم حلۂ یوسفؑ نداشت
سرمۂ خاکسترم باد صبا را گرم ساخت

شد ز غربت قدر من معلوم بر اہل وطن
گرمیٔ ہنگامۂ مہر آشنا را گرم ساخت

دیدم اشفاقِ رحمت محروم گشتیم از لبت
وسعت احسان تو استغنا گدا را گرم ساخت

از غلوئے رفتم معلوم شد حسنِ قبول
چوں مرادِ دل اجابت شد دعا را گرم ساخت

رشحۂ ابرست ایں نظیری یا صبا یا عطر گل
بلبل از شعر ترت صوت و نوا را گرم ساخت

گل صلائے عام زد مرغ از سحر خوانی نشست
روز شد پروانہ از بال و پر افشانی نشست

خانہ زیں گشت جولانگاہ ماہِ خرگہے
بر سر بازار شورِ ماہ کنعانی نشست

دیدہ پا انداز رخشش تحفۂ لائق ندید
در مقامِ پا ہمہ جا فرش پیشانی نشست

مردم چشم از فروغش بست آئین خانہ را
بادشہ در کلبۂ مسکیں بمہمانی نشست

تشنہ لب ماندیم از وے چوں ز آب کوثر دوزخی
جنتے از خویشتن کرد و برضوانی نشست

خندہ زد بر طرز مجلس دل ز غم آزاد گشت
نکتہ را نداز دُرج لب عقل از پریشانی نشست

جانفشانی عذر بے سامانیٔ غمخانہ گفت
نا پشیماں رفت اگرچہ با پشیمانی نشست

تا بہ تعظیم از شکوہ طلعتش برخاستم
آنچناں محوم کہ نتوانم ز حیرانی نشست

بیشتر چنداں کہ رفتم بیش شد سرگشتگی
چوں تواند ذرہ با خورشید نورانی نشست

سرورِ احرار عبداللہ خاں گنج بخش
کز خود و از ہر چہ در ملک جہاں فانی نشست

در چمن با خار و گل در کوہ با خارا و لعل
قطرۂ باران انعامش بعمّانی نشست

تختِ شاہانِ دکن بیشک اقامتگاہِ اوست
ہیں ز صدرِ سلطنت بر مسندِ خانی نشست

شاہ را شغل جہانگیری مسلّم شد باو
با دلِ وارستہ بر تختِ جہانبانی نشست

اینکہ گویند اسم اعظم داشت جم افسانہ ایست
ہمتے او داشت بر تخت سلیمانی نشست

ہمت از وے جو کہ ایں ہمت اگر دستت دہد — جذبۂ گیر دگر یانت کہ نتوانی نشست

رشک ملک شیرواں امروز نشادروان اوست — کو بہ زخاقاں نظیری بہ زخاقانی نشست

ما و عیش و عشرت دائم کہ دولت بر سرید

مہرباں تر باوے از معشوق پنہانی نشست

بشرح حالتِ من ناچہا دراطراف است — ہزار قافلہ در زیر بارِ اوصاف است

بمہربانی او اعتماد نتواں کرد — کہ تازہ عاشقم و خاطرش بن صاف است

بنالہ اشک فشانم کہ تازہ دولت را — عطائے نیم درم دستگاہ صد لاف است

بعشوہ کرد تبسم بخندہ جاں دادم — خلاف دوست نمودن خلافِ انصاف است

بہشت روز نے نابالغِ محبت نیست — کسے کہ طفل بمیرد مقامش اعراف است

بتلخی از لبِ ایں شاہدانِ شاہ شناس — اگر شوکیم مکرم کمال الطاف است

ہزار مصر شکر صرف منعماں سازند — نوالۂ بفقیر ار دہند اسراف است

زعالمے کہ کسے دوستی بسر نرساند — وفا مجوے کہ عنقا ہنوز در قاف است

اگر ز راز دولت آگہم عجیب مداں — کہ علمِ کشف نہ از قسم علم کشاف است

بیک تبسم دزدیدہ ام فراہم ساز — کہ چوں رُخ تو پریشانیم زاطراف است

نظیری از رہِ سنجیدگی شود غالب

دغل مساز کہ میزاں بدست صراف است

ہیں قدح شمع شبستاں این است — مونس خلوتِ مستاں اینست

پُر ترک دہ کہ بذوقے برسم — مرکبم تا بگلستاں اینست

باش تا سجدہ مے خانہ کنم — کعبۂ بادہ پرستاں اینست

غافل از طوف صراحی مگذر — دست زن عروۂ مستاں اینست

یک بت سادہ و یک خم بادہ — برگ و ساماں نستاں اینست

مے و خمار و خرابات مغاں — درس استادِ دبستاں اینست

گردن تاک بہ بازی نبرند — سر و سر فتنۂ لبستاں اینست

کہربا رنگ تہمتن زور ست — زال یار ستم دستاں اینست

مے فردوس نظیری جستی

بمیاں آمدہ بستاں اینست

دل اقرب بعدا و مہجور نیست — از نظر دور ست از دل دور نیست

گرچه زاں نورست روشن دیدہ ہا　　دیدہ ہا را طاقتِ آں نور نیست
شمع مجلس تیغ غیرت آختہ است　　نیست یک پروانہ کو رنجور نیست
عجز واصل شد چو عُجب از سر نہاد　　کبر جُز از سرکشی مہجور نیست
اجتہاد عقل نفی شاہد است　　بس بزرگ است ایں خطا معذور نیست
بہ نگردد بمرہم زخمِ ما　　عشق غیر از علتِ ناسور نیست
تا بفرماں بُت پرستی مے کنند　　بندہ در افعال جُز مجبور نیست
سروراناں گل ہوائے در سرست　　غیر شورے در سرِ مخمور نیست

بس نظیری زیں فغانِ جاں خراش
نالۂ دل نغمۂ طنبور نیست

کس ننمود جرعۂ کز جگرم گزک نخواست　　بے نمکی نگفت کس کز سخنم نمک نخواست
ہر کہ زیادہ دادمش بیشترے بمن نمود　　پُر ترکش نساختم کاسہ کہ بر ترک نخواست
آمدہ نقش بازیم ورنہ فراز دیدہ ام　　کس ننشست کز حسد جائے دو شش و یک نخواست
من ہمہ عجز و ہمگناں میل نزاع مے کنند　　ہر کہ حریف باف شد عاقل از و خسک نخواست
رنگ رخ سخن نشاں می دہد از عیار مرد　　صاحب فہم خوردہ بیں عذرا محک نخواست
گفت و شنود دوستاں مایۂ عیش می شود　　آنکہ شمردہ زد نفس ہمدمے ملک نخواست
عالم و یک مسیح دم دیر مغاں و یک صنم　　ہر چہ نخواست رائے من اخترِ نہ فلک نخواست
مصرع نظم بے غلط صیغۂ نثر بے سقط　　نسخۂ نظم و نثر من نقطۂ سہو و شک نخواست

طبع نظیری از ازل معجزہ خیز آمدہ
کز لک جابلے مکش نسخۂ صنع حک نخواست

گریزد از صفِ ما ہر کہ مرد غوغا نیست　　کسے کہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست
جمال مغبچہ دیدی شرابِ مغبچہ نوش　　مگوے عذر کہ در کیش ما مدارا نیست
ز پائے تا بسرش ناز و عشوہ صف بستہ　　ہزار معرکہ و رخصت تماشا نیست
بخاک مے نخری کاکلے کہ دل نبرد　　کہ خار خشک بہ از سنبلے کہ بویا نیست
بحکم عقل عمل در طریق عشق مکن　　کہ راہ دور کند رہبرے کہ دانا نیست
فلک سراسر بازار دہر غم چید است　　نشاط نیست کہ یکجائے ہست و یکجا نیست
نشاط رفتہ ز دوراں بصبر نستانم　　کہ بد معاملہ آزردہ از تقاضا نیست
بپائے خویش کجا می تواں رسید کجا　　کہ طیِ راہ فنا جز ببال عنقا نیست

هوائے وصل کسے می کند کہ بوالہوس ست
دراں دلے کہ محبت بود تمنا نیست

نظیری ہست بجائے زغمزہ خونیں تر
بشکوہ تا دلت آزردہ است گویا نیست

عشق مرا زبان حکایت برید نیست
مکتوب سربمہر دلم ناشنید نیست

رازیکہ در دلست ز دل بایدم نہفت
گلہائے ناشگفتہ ایں باغ چید نیست

جلد و بیاض و دفترم از راز دل پرست
چشمم بہر چہ مے فتد از ہم درید نیست

در سینہ تا بچند برآرم فرو برم
ایں نیم قطرہ خون کہ زمژگاں چکید نیست

خصم آں حریف نیست کہ دل کیں کشد ازو
زیں تیر نیم کش پر و پیکاں کشید نیست

گفتم اگر بمنزل مقصود پے برم
یکبار چند گام بہر سو دوید نیست

چوں یافت دل کہ بر سر راہے رسیدہ ام
ننشست از طلب کہ بآں کو رسید نیست

رفتیم و رہ بکنہ جمالش نیافتیم
قانع نگشت دل برسیدن کہ دید نیست

دیدیم و دیدنش ز خودی بیخودی نداد
ایں زہر اگر بجو صبا گنجد چشید نیست

زیں عشق صد بلاست نظیری فسانہ چند
افسون خامشی بلب و دل دمید نیست

بیا کہ مردم و بر راہ چشم جاں باز است
بگفتگوئے تو زخم مرا دہاں باز است

بخون ما اگرت میل ہست مانع نیست
مے مغانہ سبیل و در مغاں باز است

چہ یوسفی تو کہ در مصر حسن چوں تو کسے
بروں نیامدہ تا راہ کارواں باز است

در آرزوئے نثار قدوم تو ہمہ شب
گہر فروش دو چشم مرادکاں باز است

نمے رود چو گرسنہ دلے چہ سود ازیں
کہ خوان وصل پر و دلت میہماں باز است

چو بلبل قفسم من ازیں چہ ذوق مرا
کہ گل شگفتہ و در ہائے بوستاں باز است

صمد بجائے صنم برزبانم آمدہ است
بتم فتادہ و زنارم از میاں باز است

دعا کنید بوقت شہادتم او را
کہ آں دمیست کہ در ہائے بوستاں باز است

مکن شتاب نظیری بکار جانبازی
کہ چشم کار شناساں کارداں باز است

زبان طعنۂ ما کوتہ از بریدن نیست
علاج شکوۂ عاشق بجز شنیدن نیست

زبسکہ گشتہ ام از درد انتظار ضعیف
نگاہ را برخت قوت رسیدن نیست

چنانکہ خانۂ زندانیاں فرود آید
شکستہ جان قفس و جرأت پریدن نیست

ز بے تعلقی خویشتن بایں شادم — که جاں سپردن اگر هست دل طپیدن نیست
بهجر و وصل و ملال و نشاط گریه کنم — دراں دلے که طلب هست آرمیدن نیست
زنار زلف تو زنار بر میاں دارم — بیا که مصلحت پیرهن دریدن نیست

گرفته طبع نظیری سوال ازو مکنید
درخت گل نشگفت است و وقت چیدن نیست

ایں پیش خیل کج کلهاں از سپاه کیست — ویں قبله که کج شده طرف کلاه کیست
دامن کشاں چو ابر بگلزار مے رود — تا آب نرگس که و برق گیاه کیست
پایم به پیش از سر ایں کوئے مے رود — یاراں خبر دهید که ایں جلوه گاه کیست
آں ابروئے کشیده کماں از چه خانه خاست — ویں غمزهٔ گرفته کمیں در پناه کیست
گیرم تبسمت کند انکار کشتنم — آں غمزهٔ حریص سیاست گواه کیست
گرد سر تو گشتن و مردن گناه من — دیدن هلاک و رحم نه کردن گناه کیست
برباد داده طره ز رخسار یار گر — لخت جگر بجیب که گل در نگاه کیست
مے بیندم بخون و نمے آردم بیاد — کایں گریهائے تلخ ز زهر نگاه کیست
از کف بعذر دامن و دستت نمی دهم — دانسته ام که گوشه حیثیت براه کیست
کف میکشد بزلف و نمے گویدش کسے — کاں زلف در هم از اثر دود آه کیست

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند که ایں دادخواه کیست

خواهم ایں بستان بیر غم را بشوئے در شکست — ایں قفس تنگست بر مرغ تو بال و پر شکست
روزگار از خاطرم چوں نیل از رخسار شست — آسماں بر آتشم چوں عود بر مجمر شکست
پائے از پیش آمد و کارم زپس دامن گرفت — دست در اندیشهٔ یارم بزیر سر شکست
تلخیم شکر داد عشق ار در گلو کافور ریخت — تلخی امید داغم در شبیرم از شکر شکست
دیدنش بر عشرت من حسرت دیگر فزود — خواستم پیکاں بر آرم در جگر نشتر شکست
دوستاں هرگز نه بینند از محبت عیب دوست — خاطرم خوش شد اگر مے ریخت گر ساغر شکست
در رخش آهے کشیدم خاطرم آزاده شد — یاد بر بستاں وزید و شاخ نازک تر شکست
مے کشم حرماں مے بے ظرف در بزم وصال — شوق دل پیمانه ام را بر لب کوثر شکست

در برون در نظیری شد هلاک از انتظار
مژدهٔ بخشید سکیں را که مجلس بر شکست

داند اخلاص مرا و ز حال من آگاه نیست / در دلش ره دارم و بر آستانش راه نیست

بخت با ما سرکش است و مدعا با ما بجنگ / کهربائے شوق ما را جذبۂ یک کاه نیست

فصلها شد از تباهی بر نیامد عمرها / کشتی ما را سفر از سیر سال و ماه نیست

نشست دل صد ره کشودم بر هدف کارے نکرد / گوئیا پیکان و پر با این خدنگ آه نیست

خاطر دوران زکین دوستان در عهد تو / آنچنان پر شد که دلها را ابد لها راه نیست

عرض حال جمله ره دارد بخلوتگاه قرب / جز دعائے من که آن مقبول این درگاه نیست

پیش ازین در جان سپاریها از آن لب قسمتم / حرف تلخی بود اکنون گاه هست و گاه نیست

جستجوئے وصل با این زندگی بیطاقتی است / ذوقے از پرواز با این رشتۂ کوتاه نیست

گر نظیری شکوه از بے مهریت دارد مرنج
عیب صاحب را که پوشد بنده دولتخواه نیست

هر کس شهید آن مژه هائے دراز نیست / در شرع بر جنازهٔ آنکس نماز نیست

محمود را اگرچه جهان زیر خاتم است / جائے بهشش ز گوشۂ چشم ایاز نیست

شه را چو پرده از رخ شاهد بر افگند / چشمش سوئے خراج خطا و طراز نیست

معذورم از ضعیف و جگر خسته مانده ام / در عرصۂ پرم که بجز شاهباز نیست

عاشق و فا نماید و معشوق سرکشی / حسن از حجاب خالی و عشق از نیاز نیست

دائم کمان کشئے بکمین گاه نشسته است / آن طاق ابروان گره فتنه باز نیست

کو غمزهٔ خشمگین شود کو ناز کینه ورز / یک شیوه بے کرشمۂ عاشق نواز نیست

ما را چه اعتبار و اثر با وجود دوست / جائے که جلوه کرد حقیقت مجاز نیست

یار از غرور مست و نظیری بخود اسیر
بیچاره دل که هیچکسش چاره ساز نیست

عشق را کام بعهد دل خود کام تو نیست / صبح امید و شب وصل در ایام تو نیست

دیده ام دفتر پیمان و فا حرف بحرف / نام خوبان همه ثبت است همین نام تو نیست

من دل شیفته آزار نیے دانم چیست / که ز خویشم خبر از لذت دشنام تو نیست

آب حیوان نخورد صید تو از لذت تیغ / جان بحسرت دهد آن مرغ که در دام تو نیست

آتشم در سر و سامان بچه تدبیر زدی / یکسر موچو مرا نیست که از رام تو نیست

آخر لے دُرِ گرامی ز کدام آب و گلی / هیچ دل نیست که پروردهٔ اکرام تو نیست

به براز زندگی قامت موزون نازم / یک قبا نیست که شایستہ اندام تو نیست

باش در دوستی از خویش نظیری نومید
که ز آغاز تو پاینده تر انجام تو نیست

هر کرا معنی بمی خیزد ز دل گفتار نیست
نیست یک عارف که خود ساقی و خود خمار نیست
خار خار کوی یاری هست هر کس را دلیست
نشگفد هر گل که در پای دلش این خار نیست
سحر چشم بت بکار است و دعای برهمن
گبر هر تاری که بندد بر میان زنار نیست
توبه هشیار می گویند می گردد قبول
تا ننوشم می مرا پروای استغفار نیست
مستی و شاهد پرستی هرزه خندی و نشاط
کار کار میگسار انست و دیگر کار نیست
پیش پای گرم و سرد روزگار افتاده ایم
سایه در ویرانه ام از پستی دیوار نیست
اندکی ای ناله امشب بی اثر می یابمت
آنکه هر شب می شنید امشب مگر بیدار نیست
مردم از شرمندگی تا چند با هر ناکسی
مردمم از دور بنمایند و گویم یار نیست
مجلس آخر شد نظیری حال خود با او بگو
هر نفس بزمی و هر دم صحبتی در کار نیست

داغ دل در عشق افسردن نمیداند که چیست
لاله این باغ پژمردن نمیداند که چیست
خنده بر عالم مزن کین گریه هر کس را گرفت
دامن از خون دل افشردن نمیداند که چیست
باغبان دهر نخل عمر را آبی نداد
کاشتن دانست پروردن نمیداند که چیست
عشق از یک تاختن بنگاه دل تاراج کرد
صبر بیدل حمله آوردن نمیداند که چیست
زخم پیکانم بآب زندگی شوید دهن
هر که تیر او خورد مردن نمیداند که چیست
ترک خصمی کن که دارد خوی افعی روزگار
نیست تا آزرده آزردن نمیداند که چیست
غنج و افسون زلیخا کار در یوسف نکرد
هر که دل درباخت دل بردن نمیداند که چیست
عشرت تنگ دل مانوس هر گلشن است
غنچه برگ عیش گستردن نمیداند که چیست
از حباب امشب نظیری باده بر سجاده ریخت
پارسا آداب می خوردن نمی داند که چیست

گشت دوزخ شرری ز آتش سودایش ریخت
شد قیامت قدری فتنه ز بالایش ریخت
هر کراز لف جوی مشک به پیمانه فگند
خنده مشکی نمک سوده صهبایش ریخت
حسن در پرده نهان بود که نقد دو جهان
عشق از گریه بدل گرمی سودایش ریخت
کام از آن یافت زلیخا که چو یوسف را دید
اول اسباب تعلق همه در پایش ریخت
از پی تربیتم خضر دهد آب حیات
عشق تا بر گل من تخم تمنایش ریخت

سرمه در چشم بلا غمزهٔ بیباکش کرد      باده در جام حیا نرگس شهلایش ریخت

نخل پیوند تو هر چند نظیری برکند
در قفس تخم توی عشق تو برجایش ریخت

رفتی بنزم غیر نکونامی تو رفت      ناموس صد قبیله زیک خامی تو رفت
اکنون اگر فرشته نکوگویدت چه سود      در شهر صد حکایت بد نامی تو رفت
هم صحبت رقیب شدی از غرور حسن      نام خوش تو در سر خودکامی تو رفت
یاران متفق همه انکار می کنند      هرجا حدیث نیک سرانجامی تو رفت
رندی که میفروش ندادیش دردی      مشهور خاص و عام بهم جامی تو رفت
برد از رخ تو رنگ حیا باده هوس      شرمی که بود در همه جا خامی تو رفت

باکا و کاو غمزه نظیری اثر نماند
فارغ نشین که خون دل آشامی تو رفت

هیچ راز از دیدهٔ صاحب تمیز او نیست      تا بصد راز لب خبر دارم ولی دستور نیست
هرکه از معشوق غافل گشت لذت در نیافت      دیدهٔ بی معرفت را در دو دنیا نور نیست
گل گریبان چاک و نرگس مست فتنه از چمن      سرور اغیار ز هوای در سر مخمور نیست
بر در پیر مغان هرگز نمیرد کسی      در مقامی که آب حیوانست خبر از صور نیست
چو صدای کاروان گاهست دنیا بگذر      شب نمی آید که صد مسکین رو رنجور نیست
سینه دارم که از مرهم جراحت می شود      زخمی از نیش محبت نیست کان ناسور نیست
بنده گر بیباکی کرد از خداوندی ببخش      گرچه مغرور است اما جز بتو مغرور نیست
هرجا گر عشق اینجا لاف رفعت می زند      جلوه ها در بطن عاشق هست کان در طور نیست
کوهکن را خود بناخن سنگ میباید برید      جوی شیر و مزد شیرین کار هر مزدور نیست
عشق یوسف را درین سودا بدیناری فروخت      بندگی خواهی بهمبر زادگی منظور نیست
گر تری گر عرش اینجا لاف رفعت میزند      جلوها در بطن ماهی هست کان در طور نیست

عافیت خواهی نظیری بستهٔ خوبان مشو
از تاراج حسن اگر معمور ار مالک مستور نیست

## ردیف الثاء

عطا کش رانه ثواب است ولی خطا باعث      بس است بهر همه کرم عالم گدا باعث

اگرچه رزق گدا باز پس نمی گردد | مقدر است که می گردش دعا باعث
خزان درود و سحاب آب داد و دهقان کشت | ببین که برد و که پرورد و شد چها باعث
جنون عشق بتقدیر بود من چه کنم | بوی گل که شدم مست شد صبا باعث
بر آستانهٔ پیر مغان رهی نتواهم | تو گر سبب نشوی می شود خدا باعث
خراب و مست چنین منیریم نمی دانم | در آفریدن من شد چه مدعا باعث
لئیم را می و معشوق اگر کریم نه کرد | سخاش را نشود گنج و کیمیا باعث
عجب ز همت درویش اگر قبول کند | سعادتی که شود سایهٔ هما باعث

ریا ز دیر بمسجد برد نظیری را
که فقر باده کش و گبر پارسا باعث

بطبع ساده نزود شود خوشگوار بحث | دارد برای طفل شکر در کنار بحث
بپیشه گیر همانش جهان کز پی نزاع | بر هر غبار خاسته سازی سوار بحث
از هر غمی بخاطر ما کین سبک تر است | این راح ما بروح کند در عیار بحث
آنم که حال مستی و مخموریم یکیست | هرگز نکرده ام بکسی در خمار بحث
ریزد هم گل نیاز د تضرع در اضطراب | زان بر ستیزه ام نگرفته است بار بحث
خط سلمی بکف صدق داده اند | هرگز ز راستی نشود شرمسار بحث

مطلب گریز دانه تو نظیری جفا مکش
جز در ضمیر گند نگیرد قرار بحث

## ردیف الجیم

فسون خط تو پیغام بعثت شب داج | نگاه بر رخ تو مصطفی است بر معراج
ظهور حسن تو امنیتی بدوران داد | که بادشاه ز رعیت نمی ستاند باج
چه صلح بود که حسن تو با وفا انگیخت | کز آب و آتش ما برد اختلاف مزاج
میان زخم و خدنگ تو الفتی پیوست | که از دکان مسیحا نمی خرند علاج
حسود مهرهٔ دل قلب کرد و غافل ازین | که کعبتین و غاخانه می دهد تاراج
مرفک زرق در انگور وا نمی گردد | نبود سیم دغل را بهیچ جای رواج
نمانده شوکت شاهان کسی نمی داند | دراز دستی حسنی که می رباید باج
سوار معرکهٔ آخر الزمان ایرج | که طالعش بظفر کرده اند استخراج

چنان بعربده قلب عدو بهم شکند
که شیر پنجه کشاید بر سماط زجاج

مثال نسبت اعقاب جدّا و انیست
که آن قدر که گهر بیش بیش قیمت تاج

قبول تربیت استاد می کند شاگرد
هوای معرکه شهباز می کند دراج

بیان قصه رزمش نکو نمی دانم
دگر نه نظم کنم بود می هم آنجا کاج

غنیمتی که من از گنج فقر یافته ام
خراج ملک دهند و نمی دهم بخراج

سر نظیری و خاک سرای پیر مغان
ز آستان کریمان کجا رود محتاج

## ردیف الجیم فارسی

ای کعبه که گردت ننشینند بصفا هیچ
جائیکه عطای تو بود کفر و خطا هیچ

نرخ نظر حسن قبول تو بلند است
ریزیم دل از بر سر دل تا بسما هیچ

گر بهره از خلق و سرشت تو ندارد
خاک پی روح القدس و آب بقا هیچ

با قهر تو علت نه دوا مهر بهانه
آنرا که مراد تو بلا خواست دعا هیچ

عشق تو مرا از بت و زنار بر آورد
آنرا که تو کردی طلب اعراض و رضا هیچ

با آنکه بی چشم عزیزان نگران بود
رفتیم و نکردیم نگاهی بقفا هیچ

گو نیست بکار آیدم ار با تو نباشم
بی دولت وصل تو نعیم دو سرا هیچ

کم حوصلگی از طرف ماست و گرنه
از بحر نوالت نشود کم بعطا هیچ

از تست که این زمزمه با طبع نظیری است
بانگی که نباشد نکند کوه صدا هیچ

## ردیف الحاء

دل و نای دریدیم بآوازهٔ صبح
بانگ فتح نشنیدیم ز در دروازهٔ صبح

دیر گشتیم ز فیض سحر آگاه دریغ
جامه پاره نکردیم باندازهٔ صبح

می و معشوق باندازهٔ ما می باید
رطل خورشید نکند چارهٔ خمیازهٔ صبح

کم خراش است دم مرغ سحر برخیزید
جگری تازه کنیم از نمک تازهٔ صبح

[illegible] بیدار ابرش می در زین کش
تا به یک حمله کنیم غارت جمازهٔ صبح

سپه شب به شبیخون دعا بشکستم
علم روز زنم بر در دروازهٔ صبح

رفته اوراق شب و روز بهم برچینیم
نجیهٔ ثابت و سیارهٔ شیرازهٔ صبح

دست در گردنِ عذرائے جهان اندازم
حلهٔ روز بهم بر زنم و غمازهٔ صبح

سرو و شمشاد بوجد اند نظیری وقت است
بسرِ شاخ سرائیم سرِ آوازهٔ صبح

گوشِ گل مے دردا ز مژدهٔ پیغام صبوح
زنده دارد نفس باد صبا نام صبوح

تا تو مرغ فلکی را ز گلستان نشدهٔ
خواب مرغ سحری رفته و آرام صبوح

تو گل از مرغ سحر گاه گرفتاری تری
دم نزد صبح حریفان که نشد دامِ صبوح

در چنان بزم که مستانِ سحر مے نوشند
صاف خورشید بود دُردِ تهِ جامِ صبوح

دست و پا گر نزند دل لقمه مے گیرد
در گو روز فتادم ز لب بامِ صبوح

غم مطلوب بسر از دامن دلبر نگرفت
لابهٔ نیم شبی کردم و ابرامِ صبوح

عشق دیدار نظیری نرسانی بتمام
در شبِ وصل ادا گر نکنی دامِ صبوح

مانده ام باد لے از هجر عزیزان مجروح
دیده شد غرقهٔ طوفان چو جگر گوشهٔ نوح

در رهِ دوست بلاکشان و فرزند بجاست
بر درِ وصل وداع کس و پیوند فتوح

صد بهانه که یکے بر نزند بر تقصیر
صد کنایت که یکے را نبود در نگ صبوح

گاهم از قدر هوا سنگ ببارد ظاهر
گاهم از کلکِ قضا جرم نزاید مشروح

بر دل و سینهٔ من داغ جفا گردد مهر
در رگ و ریشهٔ من قوت بلا گردد روح

همه بخود حال پیمانِ محبت گشتم
عشوه دیدم و خوش بود سر از جامِ صبوح

صالح و طالح اگر جمله چو من واجویند
توبه در توبه ز زشتی بگریزد چو نصوح

سوئے رحمٰن علی العرش توجه کردم
بانگ زد عرش که یا کی ز مکان یا سبوح

درِ صحبت همه بر روئے نظیری بستند
بجز الله فاتح ابواب درے کن مفتوح

## ردیف الخاء

چگونه نام تو آرم بر زبان گستاخ
که یادِ تو نتوان کرد در نهان گستاخ

اگر بگلبن تو بلبلے بناه آرد
کسے تمیز ندش گل بر آشیان گستاخ

هزار جند که در راه تو شهید شود
هما نه کند ش قصد استخوان گستاخ

باآبِ خنجر جلاد دِہ طہارت ما | کہ پیش تو نتوانیم داد جاں گستاخ
اگر سوالے ازاں لب کنیم خیرہ بہ بخش | بمیزباں کریم است میہماں گستاخ
بکعبہ سجدۂ عارف نمے کنند قبول | اگر بدیر نہد پا بر آستاں گستاخ
محرمات حرمگاہ ہائے معبود اند | بمقتضائے طبیعت مدہ عیاں گستاخ
عجب کہ جاں بسلامت برند مغروراں | ستارگاں قدر اندازو آسماں گستاخ
چگونہ حرمت درویش پارسا ماند | سوال زشت و غنی سخت دل زباں گستاخ

مباد صاعقۂ بے نیازی بجہد
چنیں مجوئے نظیری از و نشاں گستاخ

چو نیست حد کہ ببالیں نہم سرے گستاخ | چہ سود از حرم امن و خوابگاہ فراخ
ہزار جائے زبروں مے زنند طبل رحیل | ہنوز رخت نہ ایواں کسے نبردہ بکاخ
نشستہ نغمہ سرایاں بہم چہ دانستیم | کہ سنگ تفرقہ ماں مے پراند از سر شاخ
زدام و دانہ صیاد مرغ مے نالد | خبر نداشت کہ بر سیخ مے کشد طباخ
غبار لشکر یاجوج غم جہاں بگرفت | کہ گفت سد سکندر رخنے شود سوراخ
ہیچ حیلہ ز پیش اجل خلاصی نیست | ز گرگ اگر بجہی پوست مے کند سلاخ

چناں رسید جراحت بدل کہ دیدہ ندید
ز زخم حادثہ زد ناگہاں نظیری آخ

## ردیف الدال

پردہ بر داشتہ ام از غم پنہانی چند | بزباں مے رود امروز گریبانی چند
زاں ضعیفاں کہ وفا داشت دریں شہر نہیر | قفسے چند بجا ماندہ و زندانی چند
سر و سامان سخن کردن ایں جمعم نیست | پہلوئے من بنشانید پریشانی چند
بس خرابی کہ زیک دیگر یاں نشناسند | ماندہ ایم از دہ غارت زدہ ویرانی چند
کشتہ از بسکہ فتادند کفن نتواں کرد | فکر خورشید قیامت کن و عریانی چند
ہیچ دل را ستم حادثہ مجروح نکرد | کہ نہ لعل تو براں ریخت نمکدانی چند
ہیچکس را سر پائے نزد ایام کہ ما | پشت دستے نگزیدیم بدندانی چند
بر عشرت طلبی لخت دل آرم بیروں | چیدہ ام از گل ایں بادیہ دامانی چند
چشم بر فیض نظیری ہمہ خوباں دارند | کاسہ در پیش گدا داشتہ سلطانی چند

شمع را زنده دلی در شب تار آخر شد
روز عشرت همه در خواب و خمار آخر شد

شاخ سرکش شد و دستِ همه کوتاه بماند
جور گل‌چین و نزاع سر خار آخر شد

عندلیب ار نسراید بقفس معذور است
گل بپا ناز نیرزد نه بهار آخر شد

طاعت دهر باندازهٔ حال اکنون نیست
چرخ را رشته بهم رفت و مدار آخر شد

همچو دینار که در پای کریمان افتد
کس نگفت از چه شمایم و شمار آخر شد

کمتر از رنگ حنا بود بما لطفِ جهان
سر دستی نفشاندیم و نگار آخر شد

فکر نا آمده اینست که امسال گذشت
غم آینده همان بود که پار آخر شد

نقش رخسار تو بر صفحهٔ جان گشت رقم
پرده بر یک طرف انداز که کار آخر شد

شاهدان گوشهٔ چشمی بنظیری دارند
هر چه دل صید همی کرد شکار آخر شد

ذوقی ز می نزاد که صد شور و شر نشد
بیباکی از مذاق خم می بدر نشد

این رسمهای تازه ز حرمان عهد ماست
عنقا بروزگار کسی نامه بر نشد

باز این چه آفت است درخت امید را
امسال هم شگوفه فشاند و ثمر نشد

بیهوده بر گذرگه آفت نشسته‌ایم
شد کاروان و مرد رهی جلوه گر نشد

رسوا منم وگرنه تو صد بار در دلم
رفتی و آمدی که کسی را خبر نشد

دستار ما ز گنج گره در گلو شود
خم را که خشت میکده تاجِ سر نشد

شبها زنده دار باش که تا پیر بت تراش
بیدار بود بتکده زیر و زبر نشد

در صدر چون حضور نبود آستان گزید
هرگز گدای کوی مغان معتبر نشد

پس نغمها بگوش نظیری هوس کشید
در از درون ببست و به بیرون در نشد

قاصد ولی آزرده تر از آبله دارد
می آید از آن کوی و ز رفتن گله دارد

کس خیمه نیفراخت بسر چشمهٔ حیوان
گاهی گذری خضر بدین مرحله دارد

شاید که شود جلوه گر از غیب جمالی
چشمی همه کس بر ره این قافله دارد

معشوق جمیل است و غیور ار نه بگویم
مجنون نسب از لیلی این سلسله دارد

هوئی بفراغت نکند در همه صحرا
دیوانه که آهوی رمان در گله دارد

دریاش همی باید و در ظرف نگنجد
صد گونه الم طایر کم حوصله دارد

فارغ نشوم یک نفس از بندگی عشق
شکرانهٔ فرضی که کنم نافله دارد

بے بادہ کنم مستی و بے نغمہ زنم ذوق — اینک مے و نے ہر کہ سر شغل دارد

چوں گفتہ و ناگفتہ بسنجیدن بخت است
شعرے کہ نگفتست نظیری صلہ دارد

کمالِ عاشقی حیرانیٔ دیدار مے آرد — چو آتش دیر می ماند سمندر بار مے آرد
نہ رشکِ خود فروشانِ میکشد نے نازکم سنجاں — فریبِ حسن غوغا از سرِ بازار مے آرد
تو در خواہ از قضا چندانکہ فیروزی شود روزے — بخت ار در بلندی اختر از دیوار مے آرد
بہندِ خط جمالِ یار سودائے عجب دارد — ہمہ اقرار و ایماں بُردہ انکار مے آرد
مسلماں عاشق رخسار و ہندو والہ زلفش — موحد بین کہ باہم مصحف و زنار مے آرد
مُبارک فال صبح دولت دیدار مہجوراں — کہ دست و پائے بخت خفتہ را در کار مے آرد
زخود بیناں چہ می گوئی بہ بزمِ بیخوداں منشیں — کہ آبِ خضر اگر حاجت شود خمار مے آرد

نظیری از نوازشہائے دردِ دوست در ذوقم
کہ چوں چنگم بضربت بر سر اسرار مے آرد

چوں ابر بہاری بسرم سایہ فگن شد — بر ہر بر و بوم کہ نظر کرد چمن شد
چوں شمع کہ شد رہبرِ پروانہ ز تابش — دلسوزیِ او باعثِ جاں بازیِ من شد
میخواست شود قابلِ نظمم بلاغت — صد پایہ نشیب آمد و بر اوجِ سخن شد
بے جام ہمہ میکش و بے بادہ ہمہ مست — از نظمِ من آئین مغاں رسم کہن شد
شک نیست کہ از نیم نظر کار بر آید — آنرا کہ دلیل آصفِ اعجاز سخن شد
ہمسایگیش را اثرِ ابر بہار است — ہم خانہ گلستاں شد و ہم خار سمن شد
از یار و دیار ار بکنم یاد عجب نیست — از رشکِ من امسال غریبی بوطن شد
بر خاکِ درش جائے شہیداں ندہد کس — لطفیست کہ کافور تن و عطر کفن شد

مہمانِ بہشتی مخور اندوہ نظیری
نزہتگہِ حوراں چمن بیت حزن شد

بگوشم از پریدن ہائے چشم آواز مے آید — کہ از غربت درین وادی عزیزے باز مے آید
مبارک پے ہوائے کز دیارِ دوستے خیزد — کہ بے بال و پر آنجا مرغ در پرواز مے آید
بغل بکشائے پر کن از غنیمت ہائے ایمانے — کہ از تاراج حسن مملکت پرواز مے آید
بساط جادوئے برہم خورد جادو نگاہاں را — کہ لب با حجت و رخسار با اعجاز مے آید
محالست اینکہ بر دامِ نگاہِ من گذر افتد — غزالے را کہ از پے صد کمند انداز مے آید

سپه را روح در پرواز و شه را بخت در نازست | که از بالا هما در چنگ آن شهباز مے آید
بترتیب صبوحے صبحدم دیدم که دولت را | کمر می بست دوران خانخانان باز مے آید
سعادت ہائے گوناگوں نشست و دوران که حسن او | بهر انجام فصلے بر سر آغاز مے آید
نباشد محرم آهنگ دولت قدر هر سمعے | نوا نازک بر دل زین پردہائے راز مے آید
چو شد تسخیر دل مشتاق را درمان شکیبائیست | که دل مینا و ز دلبر ز رفتے ناز مے آید

نظیری دوستان را راز دل ناگفته کے ماند
تحمل کن که او خود بر سر این راز مے آید

بهوش سیر چمن کن که شاهدان مستند | قرابه بر سر ابر بهار بشکستند
چمن پیاله کش است و صبا قدح پیما | معاشران صبوحی ز خواب برجستند
بزیر خرقه نهان باده مے خورد صوفی | حکیم و عارف و زاهد همه ازین دستند
جهان و عیش جهان حرف قاف و سیمرغ است | در حرم فنا زن که نیست آن هستند
تو نخل خوش ثمر کیستی که باغ و چمن | همه ز خویش بریدند و در تو پیوستند
بضربت تو چنان تشنه ام که صبرم نیست | بقدر فرصت آن ماهیان که در شستند
ز بیقراری افلاک داغها دارم | که تا ز شوق تو برخاستند ننشستند
نوا فزون است ز اندازهٔ بریشم عود | غزل بزمزمه خوانم که پردها پستند
برمز نکته ادا مے کنم که خلوتیان | سر سبو بگشادند و در فرو بستند
تو نخل میوه فشان باش در حدیقهٔ دهر | که کم درخت قوی خشک شد که نشکستند

ز کاهلی تو نظیری خزان این چمنی
گهے بباغ شدی کز نشاط وارستند

اینجا نه بهر سنگ سیه نور فروشند | این پایهٔ بینش نه بهر کور فروشند
فریاد که هر کس باسیری فتد او را | شرط است که از خویش و وطن دور فروشند
غیرت نگذارد که بچشم و دل منکر | یک ذره ز خاکستر منصور فروشند
زیبنده بود دعوی مستوری خوبان | هرچند که جولان لب طور فروشند
سر دست چنان خانقه و دیر ز آتش | در وادی دوری شب دیجور فروشند
آن درد کشانے که شناسائے عیارند | فردوس بیک خوشهٔ انگور فروشند
اخراج مغل خواهم و تاراج قزلباش | کز هند بزندم به نشابور فروشند
در عشق تو با قدر و بهائیم که عزیز است | ویرانه که در کشور معمور فروشند

قربان شدگان تو بقصاب سر کوئے / یک سینه بصد ضربت ساطور فروشند
بارلیش دل و سینهٔ ناسور نظیری / خوش باش که کم بندهٔ زنجیر فروشند

ما بید بوستانیم ما را ثمر نباشد / مردود دوستانیم از ما بتر نباشد
از لب برون نیاید آواز عشقبازان / پرواز مرغ بسمل جز زیر پر نباشد
تاراج دیدگان اند آوارگان معشوق / راهے نمیرود عشق کانجا خطر نباشد
صد در اگر کشایند بر خلق گاهِ دیدار / آنرا که چشم بستند راهش بدر نباشد
اوّل نشانِ مردی اخفائے کار خویست / بهتر ازین که گفتی دیگر هنر نباشد
فیروزیٔ ضعیفان در عجز و انکسار است / تا نشکنند صفِ ما ما را ظفر نباشد
تا دل بجائے خویشست دارد عنانِ دیده / عاشق که شد پریشان صاحب نظر نباشد
از تیغ کے هراسم دیدار مزدِ قتل است / خونے که عشق ریزد هرگز هدر نباشد
در گوشهٔ نقابت سیر گلست و نسرین / زین خوبتر نظر را هرگز سفر نباشد
هر جا رود مسافر حرفت تو ارمغان است / یک خانه نیست کز تو پر از شکر نباشد
قاصد که مے فرستی رطل گرانش در ده / کز ما خبر نیاید تا بے خبر نباشد

از شاخ لهو برگے حاصل نشد نظیری
لب تشنه باد کشتے کز گریه تر نباشد

زگردشهائے چشمش مستی پیمانه مے خیزد / گره کز ابروان مے خیزد از شانه میخیزد
چو در روز قیامت هر کسے خیزد بسودائے / شهید نرگس او از لحد دیوانه میخیزد
نهیائے فنائیم جلوه در کار مے خواهم / جهم بر بام تا بد آتشم از خانه میخیزد
چراغ اهل عشق از کلبهٔ من میشود روشن / نشیند ذره گر بر روزنم پروانه میخیزد
زبس محو تصور کردن یارم نمے دانم / که در کاشانه مے آید که از کاشانه میخیزد
سبق از یک ورق لیلی و مجنون را چه حالت این / یکے دیوانه مے گردد یکے فرزانه میخیزد
زشرح قصه ما رفته خواب از چشم خاصان را / شب آخر گشته و افسانه از افسانه میخیزد
بر دنیا و دین خواهی سر تیغے بر جراحت ریز / کزین آب و زمین صد خرمن از یک دانه میخیزد

مگر گاهے نظیری مے کند آرامگاه اینجا
جنون از سایهٔ دیوار این ویرانه میخیزد

دوش بر سوز دل و سینه براتم دادند / سر چو شمعم ببریدند و حیاتم دادند
ناله کردم بنهان عشوه و خشمم کردند / گریه کردم ز شکر خنده نباتم دادند

درد و صاف غم و شادی بمن ارزانی شد   تا خم و خمکدهٔ عشق برانم دادند

پاره پاره جگر طور ز غیرت خون شد   که کی بودم و چون کوه ثباتم دادند

گرسنه دیده تر از مفلس کنعان بودم   خواجه گشتم که از آن حسن زکاتم دادند

تا بمقصد سپرم کشتی مشتاقان را   از خضر همت و از نوح نجاتم دادند

اخترم شعشعه بر چرخ نظیری زده است
کس چه داند که چه عالی درجاتم دادند

گلزار بشهر آمد و بازار چمن شد   گوش همه کس محو غزلخوانی من شد

تا جیب گشادم که از آن نامه بر آرم   دیدم که صبا قاصد صد بیت حزن شد

هر دغل که میخواست کند دشمن حاسد   آمد بر بالش ز دل و مهر دهن شد

از ظلمت شب مرغ خروشان نشد امشب   هر چند که در بند پر و بال زدن شد

پر زور تر از بادهٔ تلخ است محبت   عشقی که بر و سال گذر کرد کهن شد

الفت ده هجران و وصال است صبوری   مخموری من توبه ده و توبه شکن شد

تا می شنوم حسن و وفا هر دو غریب اند   عاشق نشنیدم که ز غربت بوطن شد

تا همسفر اشک خودم کار ز جرا کیست   هر جا که شدم در پی ویرانی من شد

هر زخم که بر داشت ز ایام نظیری
نی چاک گریبان شد و نی چاک کفن شد

آخر بمن آن مغبچه هم کیش بر آمد   وان کافر بیگانه بمن خویش بر آمد

نیش سیهم گر چه نمود از صف مژگان   نوشین نگهی از عقب نیش بر آمد

چشمش ز کمان خانهٔ ابرو بمن انداخت   هر تیر که چالاک تر از کیش بر آمد

اقبال دو گیتی بکلاه نمدی بود   دیهیم شه از خانهٔ درویش بر آمد

کامی که بشمشیر و سنان دیر بر آید   از دیدهٔ خونین و دل ریش بر آمد

بر خلق نگر دیدگران هر که درین بزم   پس از همه رفت و ز همه پیش بر آمد

دیدیم ز سر تا قدمش حسن و شمائل   لیک از همه خوبیش وفا بیش بر آمد

دادیم بجان منصب همرازی جانان   دل نیز دو روی و غرض اندیش بر آمد

سامان نشد از سعی خرد کار نظیری
دیوانه شد و از خود و از خویش بر آمد

یغمای تو دستی بکم و بیش بر آورد   تاراج تو دلق از بر درویش بر آورد

عشق تو شاک انداخت بهفتاد و دو ملت
حقیقت آئین خود از کیش بر آورد

سن تو بقید دو جهان سلسله افراشت
آوازهٔ آزادگی خویش بر آورد

از بیلک مژگان تو شد کشته جهانے
با آنکه ندید ہم کے از کیش بر آورد

چوں از تو رمد صید که کعبین غزالست
چوں پنجهٔ شیراں بغضب تیش بر آورد

خط نیست که بر عکس رخت سایه فگندست
از صیقل تیغ آئینه ام ریش بر آورد

در مصلحتِ کس نزنم چنگ که عشقم
از کشمکس عقل کج اندیش بر آورد

عشق از خردم موب رہانید نظیری
خوں گرمی بیگانه ام از خویش بر آورد

درد و غمت که همچو هما استخوان خورند
برمن مبارک اند گرم مغز جاں خورند

بر نام ام مخند که آشفته خاطراں
مو گز قلم کشند نے اندر بناں خورند

مست آئیم بصلح اگر نگهتے بری
زاں مے که در محبت تم دوستاں خورند

نیشکر آنچناں نخورد کس زدست دوست
کازادگاں زدست مبارز سناں خورند

جانے و صد کرشمهٔ مژگاں چه مے کنم
ایں تیرها تمام اگر بر نشاں خورند

چشم هزار تشنه جگر در کمیں تست
ترسم که خام میوهٔ ایں بوستاں خورند

آزادگاں بجائے رسیدند ما هماں
زاں رهرواں که گرد پس کارواں خورند

هر جا گلیست بهر نظیری طرب گهیست
کے بلبلانِ مست غم آشیاں خورند

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید
در بزم چوں نماند کسے جام ما رسید

دلال عشق بود و خریدار دلستاں
خود را فروختیم چو سودا بما رسید

دی خنده بر بضاعت درویش زد لبش
صد کارواں شکر به نے بوریا رسید

بال و پر از درازئ منزل بسوختیم
پیغام بے نیازئ عنقا بما رسید

آموخت هر چه عشوه زگبرے بما فروخت
اندوخت هر چه غمزه ز یغما بما رسید

گر گمرهیم تیره شب از خواب جسته ایم
حسن تو شور کرد که غوغا بما رسید

بعد از هزار سعی ثواب و مجاهدت
دستار راهب و بت ترسا بما رسید

ما را کجاست ارزش زخم التفات تو
شد عام آنچناں که تمنا بما رسید

رحمے نما و مستئ ما را زیاده کن
زاں خم که یک پیاله صهبا بما رسید

مشکل عنان ناله نظیری تواں گرفت
باد بهار و نگهت صحرا بما رسید

ہر سحر سلسلہ از پاے صبا بکشایند
کز کشادش گرہے از دل ما بکشایند

در دنا یافتنم سوخت ندانم ز کجا
بلبلاں را بچمن راہ نوا بکشایند

کارم از زلف گرہ گیر تو پیچیدہ تر است
سر ایں رشتہ ندانم ز کجا بکشایند

آخر اے گل گذرے کن بگلستاں تا کے
چشم نرگس بہ سعی صبا بکشایند

برہم افتادہ دل و دیدہ بر انداز نقاب
تا ہمہ عقد گہر روے نما بکشایند

ہر کجا فتنہ آں چشم سیہ در کار است
کفر باشد کہ زباں را بدعا بکشایند

سیر ایں دائرہ بد نیست ولے مے ترسم
چشم از خویش بہ بندند چو پا بکشایند

گر بمیخانہ نظیری برم ایں زمزمہ را
مطربانم گرہ از بند قبا بکشایند

نمے تواں بگذرد از من انتقام کشید
کہ دایہ زہر بطفلی مرا بکام کشید

زمانہ یک نفسم بر مراد خود نگذاشت
بہر کہ داد مرا داد از من انتقام کشید

ہزار نقش خوشم داد چرخ تا دیدم
قلم گرفت و خط سہو بر تمام کشید

مرا فریب نبرد از رہ ار نہ ایں جادو
عنان خاص گرفت و کمند عام کشید

بآہ و نالہ حریفیم ز جام و نغمہ مگو
کہ کارم از مے و مطرب باین مقام کشید

شراب دور بجز آں بے تفاوتے نگرفت
کہ گر حلال رسید و اگر حرام کشید

چہ جاے من کہ بجام شراب طرّہ حور
فرشتہ را ز فلک میتواں بدام کشید

چناں نزار فتادم ز عشق نیم نظر
کہ سایہ از سر کویم بزیر بام کشید

بساط عافیت اے عقل و ہوش برچینید
دگر نظیری بے ظرف یک دو جام کشید

مشکل بمن گہے ز اداے سخن رسد
صد جا نگہ مقام کند تا بمن رسد

من بر در از تجلی ایں نور سوختم
پروانہ چوں بعرصۂ آں انجمن رسد

در راہ تو شمال و صبا در تردد اند
تا بو کرا دہی کہ بہ بیت الحزن رسد

گر زیر گلبنے قفسم را نمے نہی
جاے بنہ کہ نالہ بگوش چمن رسد

گفتند کم تماست سمن عندلیب گفت
اے کاش عمر گل بحیات سمن رسد

جیبے کہ پارہ شد بملامت رفو نشد
دست جنوں مباد باین پیرہن رسد

زاہد ز ستر نکتۂ وحشی چہ آگہ است
در شیوہ ہاے چشم صنم برہمن رسد

بازیچۂ تو معجز عیسیٰ بباد داد
در نرگس تو کس بچہ افسون و فن رسد

*اے جہاں بسعی درد نظیری نمے رود*
*مرغے مگر بداد دل زیستن رسد*

خونم ار برخاک ریزی نقص پیماں کے شود　　خاکم ار بیروں دررنیزی پریشاں کے شود
گرمی اہل محبت از دم گرم من است　　نالہ ام تا نشنود بلبل غزلخواں کے شود
شور بختی راچہ سازم چارہ نتواں ساختن　　چوں نمک برریش آمد در نمکداں کے شود
بازوے ماد لبخراشاں راکمندے لازم است　　ہر چہ دست ما رسد در وے گریباں کے شود
پشت پا زن بر ہوس انگہ ہوائے عشق کن　　تا بت خود نشکند کافر مسلماں کے شود
ہیچکس بر روے بستر کسب جمعیت نکرد　　بر سر کو تا نخواند دل بساماں کے شود
دار وئے غم گریہ مستانہ ہیند بیش ازیں　　آں ہم از کیفیت افتاد ست درماں کے شود
بندہ نتواں کرد ما آزادگاں را جز بمہر　　جنس ما بسیار کمیابست ارزاں کے شود

*تنگدستے چو نتو کے یابد نظیری قرب دوست*
*آنچناں نو بادہ ہرگز فراواں کے شود*

ہوائے کوئے او آوارہ ام از خانہ میسازد　　فسون وید رر را از پسر بیگانہ می سازد
صلاح عشق شد کفرم یقیں انکار ایمانم　　محبت کعبہ ویراں میکند بت خانہ می سازد
قلم در اختیار اوست من چوں نقش موہومم　　گرم فرزانہ می دارد گرم دیوانہ می سازد
بناخن رشتہ جاں می کنم از ہم خوشا دستے　　کہ گاہے چنگ در زلف نگارے شانہ می سازد
دل از رد و قبول مجلسم خوں شد خوشا رندے　　کہ شب با کنج گلخن روز با ویرانہ می سازد
چو کنجشک از پئے بازی عزیزم در کف طفلے　　ز زلفم دام مے بافد ز خالم د ا نہ می سازد

*مکن از بزم چوں بیگانگاں بیروں نظیری را*
*اگر مے نیست با لائے تہ پیمانہ مے سازد*

چو محرم یاں شد چمن مرغ از ضرورت خانہ میسازد　　چو قحط گل بود بلبل بآب و دانہ می سازد
چو بر بام و در ہر دم نشیند جغد ناسازست　　مبارک پے بود آں دم کہ با ویرانہ می سازد
ز دشمن خیل در خیل از محبت گوشہ چشمے　　فسون جادواں را معجزم افسانہ می سازد
محبت جزو جزوم را ز ہم بے تاب تر دارد　　تجلی ذرہ ذرہ کوہ را پر و ا نہ می سازد
پیام نو بہاری لالہ گونم ابر نو روزی　　کلید باغ را کے شاخ گل دندانہ می سازد
بچشم کم نباید دید قدر زیر دستاں را　　فلک صد جا سبو گل میکند پیمانہ می سازد
بجز زلف پریشاں در خیالم نگذرد چیزے　　پری را گوشہ ویرانہ ام دیوانہ می سازد

مبادا برگ و بارم کم اگر افشانده ام تلخی  که شسته آنرا نقل صد کاشانه می سازد

نظیری لازم عشق و جنون جنگست و ناسازی
تو معذوری بمردم مردم فرزانه می سازد

امشب چمن از گریهٔ ما تازه و تر بود  بر هر سر خار مژه لختے ز جگر بود
مے رست رگ و ریشهٔ جاں از بن ناخن  صد لاله ستاں کاشته در سینه و بر بود
در زیر لبم گاه طرب زمزمهٔ شفقت  بد دور نخش گاه هوس حلقه شمر بود
تا روز بخلوت گهٔ مقصود اجابت  در پیرهنم ناله هم آغوش اثر بود
از کثرت آمد شدن دزد خیالی  پیرایهٔ خوابم همه شب زیر و زبر بود
وز بهر نثار قدمے چشم ترم را  تا گوش گریباں نظر پر ز گهر بود
گفتم بدعائے سحری وصل تو خواهم  بیهوش شدم بوئے تو با باد سحر بود
قاصد جگرم سوخت چه پیغام و چه نامه  دل بود بهاں خوش که بامید خبر بود

بگذشت گریباں نزدیے چاک نظیری
پیشش چه بلا دست دعائے تو بسر بود

با آنکه ز مهرش بدلم حور نگنجد  در دیدهٔ او نقش من از دور نگنجد
پروانه بمهتاب کند بال فشانی  کز عیش بخلوت گهٔ او نور نگنجد
از گریهٔ من عشرت او تلخ مسازید  در بزم گه خوش بکاں شور نگنجد
سلطان و گدا بر در میخانه خرابند  در حلقهٔ ما شوکت فغفور نگنجد
ما را چه محل لیک عزیزاں نپسندند  هر دل که درو ناله رنجور نگنجد
نومیدی و آنگه ز تو این تیرگی بخت  در روز سیاه و شب دیجور نگنجد
ما و روش دیر که در پائے خطا شوست  در شرع غلط گوئے منصور نگنجد
از صدرهٔ ویرانه پری جلوه کنانست  زانست که دیوانه بمعمور نگنجد

گر مست نهٔ دم مزن از عشق نظیری
کیفیت ذوق و هوس در سر مخمور نگنجد

در آشیان ما پر و بال هما رسید  هر جا رسید سایهٔ دولت زما رسید
بلبل سخن شنود که نالد بهوستان  گلبن ز صوت و نغمه به نشو و نما رسید
کس ماجرائے بلبل و پروانه حل نه کرد  سرگشته ماند هر که بایں ماجرا رسید
با غمزه ایں معامله پیش از الست بود  حرف بلی نبود که زخم بلا رسید

هر کس بقدر طاقت خود مے کشد غمش — آہن بقدر جذبہ بآہن ربا رسید
شب خندہ بر بضاعت درویش زد لبش — صد کارواں شکر بہ نئے بوریا رسید
کردند تلخ عیش حریفاں ز حسرتم — لذت شد از طعام چو چشم گدا رسید
آزار از جراحتِ بیگانگاں رسد — مرہم منہ کہ زخم دل از آشنا رسید
مے دہ کہ رفت نوبت مستوری و صلاح — طرف نقاب غنچہ بدست صبا رسید

کس در جفا طریق رضا را بسر نبرد
در حیرتم کہ کار نظیری کجا رسید

پامالم فتنہ را ہر کہ در شور آورد — بر سرم راہم بلا از ہر طرف زور آورد
تخم غم در آب و خاک من مگو بر میدہد — عمر منے حاصل کنم گر دانہ مور آورد
آنکہ غسالم زندگانی شمع بالینم نشد — کے پس از مرگم چراغے بر سر گور آورد
عشق و تشریف ہم آغوشی محالست انیکہ کس — خلعتِ سلطاں برائے مفلس و عور آورد
نے ہمیں ہنگامۂ رسوائی من شد بلند — عشق دائم بر سر بازار مستور آورد
حسن گل برقے بہ بستاں زد کہ اکنوں شاخ گل — بلبل و پروانہ را مجروح و رنجور آورد

مجلس عشق از فروغِ من نظیری روشن است
موسیٰ از بہر چراغم آتش طور آورد

ہوس پروانہ است اما بگرد دود می گردد — نظر خوبست اما دل غبار آلود می گردد
زکاوشہائے مژگان تو پُرخوں دیدہ دارم — کہ گر شویم بآب بحر خوں آلود می گردد
دلم را کردہ ذوقت خوش دگر نگذارم از دستش — دہد تا بازوے دست غم فرسود می گردد
تو گر بر ہم زنی سودائے دل بانے زیاں داری — مرا سرمایۂ دنیا و دیں نابود می گردد
دریں مدت غم ہجراں عبث بر خود پسندیدم — ندانستم کہ از مرگم دلت خوشنود می گردد
کس ایں بے اعتنائیہائے حسنت را کجا گوید — کہ عاشق بیشت از مہر و وفا مردود می گردد

بشفقت گاہ گاہے سوئے خود میخواں نظیری را
جدائی دیدہ از وصلت تسلی زود مے گردد

گہے کہ وقت علاج دماغ من باشد — نسیم در یمن و نافہ در ختن باشد
مقیدم بہ بت خود چنانکہ مے خواہم — نہ بت پرست نہ بت گر نہ بت شکن باشد
ز طور عشق ہمہ کار عقل دیگر شد — چو آصفے کہ سلیمانش اہرمن باشد
مشو بجویش مقید کہ مرغ زیرک را — خطر ز ہیبت کہ مشغول خویشتن باشد

سفر گزین که نهال اوّل از ملول شود — زمین غربتش آخر به از وطن باشد
چو ذره ام بهوای در تو بازاریست — که دور گردی من رشک انجمن باشد
ز بسکه جامه ز شوق تو پاره پاره کنم — بهر چه دست زنم چاک پیرهن باشد
توان ز نامهٔ من یافت اشتیاق مرا — عیار شوق باندازهٔ سخن باشد
ز ناله بس نکنم زانکه کم رسد آسیب — بران درخت که مرغ صفیرزن باشد

چو شاخ گل همه مرغان سزد که گوش شوند
که بلبلی چو نظیری درین چمن باشد

آنرا که قبول تو خریدار نباشد — در بیع گه هیچ دلش بازار نباشد
از قیمت یوسف نشود یک سر مو کم — هر چند خریدار ببازار نباشد
گویا تو برون میروی از سینه وگرنه — جا دادن کس را این همه دشوار نباشد
از نرگس مخمور تو در بستر و بالین — [illegible] دولت و بیدار نباشد
از جادوی حسن تو که در پیش جمالست — هر خاک [illegible] گرفتار نباشد
غم یار من و بخت سراسیمه که این غم — گر از تو بود چون ز منش عار نباشد
آن شعله که افتد بخس و خار نه عشقست — هر سوخته زین نشأه خبردار نباشد

با درد تو از کس نکند یاد نظیری
پروانه که سوزد بگلش کار نباشد

دوشینه سرودی دل افگار بر آورد — کاهو ز حرم مرغ ز گلزار بر آورد
امسال دگر اشک صلاح و دم زهدم — [illegible] پاره گل [illegible] بر آورد
من توبه نیاورده ام از کعبه که کافر — بت را [illegible] بر آورد
تنها نه مرا راه زد از لهو و لعبی عشق — بس شیخ که از خرقه و زنار بر آورد
هر خار که اندر ره ما بر کف پا خورد — صد رنگ گل از گوشهٔ دستار بر آورد
بد کرد بما هر که در خلوت ما زد — ما را ز سراپردهٔ دیدار بر آورد
چون کبک خرامنده بهر ره که گذشتی — جولان تو طاوس ز رفتار بر آورد

بس سر که بزد بر در افلاک نظیری
کین صبح طرب را ز شب تار بر آورد

بخاطرم گله گشت دوست دشمن شد — دو دل چو شیر و شکر بود سنگ و آهن شد
چو خانه سرگشته عهد را بنیاد — ز هر طرف که نسیمی وزید روزن شد

مرنج اگر نشدم مضطرب ز آمدنت
چراغ دیده نمے داشت دیر روشن شد

در اشتیاق تو چنداں صنم صنم گفتم
که شرمسار ز خود زاہد و برہمن شد

سر از غبار تو گفتم بروں توانم برد
کمند پا و سرم طرف جیب و دامن شد

کشید بر سر دیوار بوستاں دامے
که گل ملول ازیں بلبلاں بشیون شد

مساز خنده دگر رنجه پا که نکشاید
لب ملول نظیری که وقف شیون شد

ایں کعبه را بنا نه بباطل نهاده اند
بس معنیٔ جمال دریں گل نهاده اند

درمانده گشته است بایں کار و بارِ عشق
ہر سو ہزار عقدهٔ مشکل نهاده اند

زیں گل چه دیده اند مگر حاملانِ عرش
کز رنج راه پایهٔ محمل نهاده اند

قلزم بشور رفته و عماں نشسته تلخ
زیں آبِ زندگی که بساحل نهاده اند

آه ایں چه دوستیست که سرہائے یکدگر
خویشاں بریده در رهِ قاتل نهاده اند

خوارم مکن که ریختن آبروے را
باخون صد شهید مقابل نهاده اند

بر ہر که ہوشیار بود اعتراض نیست
مستاں قدم به بزم تو غافل نهاده اند

بنمائی رخ تمام که شاہاں نه چیده اند
شاہاں که خواں بدعوت سائل نهاده اند

در بزم خلد نعمت ہر گونه چیده شد
حسب مراد دعوت سائل نهاده اند

گردن بنه به تیغ نظیری که عاشقے
بر سر کلاه مردم عاقل نهاده اند

بدل ز شوق تو چوں ناله در سماع آید
اجابت از در و بام باستماع آید

میست در خم نشوتم که گر بجوش رود
ہزار ذرّهٔ پروانه در سماع آید

چناں بنالش من روزگار خوش دارد
که گر خموش نشوم بر سرِ نزاع آید

به بیع عشوه برم جاں که مست ناز مرا
اہانتے ست که خود بر سرِ متاع آید

بجاست نالهٔ مرغ چمن که گل بشتاب
چناں رود که مگر از پئے وداع آید

چساں فسانهٔ بلبل برم به درد سرش
سریست آنکه ز بوئے گلش صداع آید

سر از اطاعت فرماں کشم گہم وکے را
که بندهٔ که مطیع تو شد مطاع آید

نمونهٔ ز وصال تو و نمایش ماست
که ذرّه در نظر از ہستی شعاع آید

بصبر داد نظیری قرار و فرماں ده
که عمر بدعت و ہجراں باختراع آید

کس چو من نیست کہ بیش نظر از دل برود
غائب از دیدہ نگردد ز مقابل برود

دولتے بود کہ مردیم بہنگام وداع
آں قدر زندہ نماندیم کہ محمل برود

راہِ بیگانگئے پیش نداری کہ کسے
بدلیل رہ وسطے کردن منزل برود

صبر داریم کہ ایں تہمتِ عشق از سرِ غیر
ہمچو خونِ بحل از گردنِ قاتل برود

قصۂ ما بعزیزانِ وطن خواہد گفت
ہر کرا تختہ ازیں ورطہ بساحل برود

نیکوئی دوستی آرد بدل دشمن و دوست
ہمہ جا سر زند ایں ریشہ چو در گل برود

مردِ عاشق ندہد دل بتماشائے جہاں
آں دہد کیسہ بطرار کہ غافل برود

سرِ چشمان تو گردم کہ ز بس خونخواری
قطرۂ خوں نگذارند ز بسمل برود

من و آزارِ نظیری ز کسم عار مباد
بزباں آید از آں نغمہ کہ از دل برود

بزمت غمِ بار ما ندارد
عیش تو غبار ما ندارد

ما چہرہ بخوں الکنیم گلگوں
مشاطہ نگار ما ندارد

چوں شعلہ ز سوزِ سینہ روئیم
نم ابر بہار ما ندارد

بس بوئے سرِ دگل کہ دستش
زخمِ سرِ خار ما ندارد

ما عربدہ مے کنیم بسیار
مطرب سرِ کار ما ندارد

آئینہ بعیب ماست گویا
عیب آئینہ دار ما ندارد

ہر نامہ کہ دل نمے کند خوں
پیغام دیار ما ندارد

خوشحالی روز وصل دیدیم
شوقِ شبِ تار ما ندارد

ایں غم کہ ملال آرد از کیست
رنگِ غمِ یار ما ندارد

بے نام و نشاں خوش است مرغے
گو نالۂ زار ما ندارد

گردوں مہ و مہر دار داما
نقدے بعیار ما ندارد

خونابہ کشیم ما نظیری
مے عشرت کارِ ما ندارد

من آں صیدم کہ ہر کس را نظر بر حالِ من افتد
ز بس زخم و لطمہ کاریست در دنبالِ من افتد

شکارت خوش برآید کز خود از منزل دو آئی
نگاہت جانب مرغ مبارک فالِ من افتد

نیم مرغے کہ بس دشوار باشد صید من کردن
ز بس ستم گرہ از بالِ من در بالِ من افتد

ازاں بر جسم کہ ہر گہ عقدہ در پیش چرخ آید
ز دوراں ماہ من ماند ز گردش سالِ من افتد

بزن در نامه‌ام ای ابر محشر از کرم برقی — که می‌ترسم ملک را چشم بر اعمال من افتد

بقاتل خون خود بخشم ز سوال حشر می‌ترسم — که می‌ترسم که در درماندگی ز اهمال من افتد

مرا گستاخ گوییها نیست در مجلس نخواهد شد — که دائم بند حسرت بر زبان لال من افتد

مرا از گوشه چشمی که از عالم همین دارم — که در هر شادی و غم قبلهٔ آمال من افتد

بسی پر شوق می‌آید نظیری کعبه می‌ترسم
بتی ناگه ز طاق از شوق استقبال من افتد

فلک مزدور ابنای تو باشد — نواز دهر کرارای تو باشد

بدل تنگی کنم دل خوش همیشه — که تنها جای غمهای تو باشد

نیازاردم ز خود هرگز دلی را — که می‌ترسم درو جای تو باشد

شود مجروح مغز استخوانم — سر خاری که چو در پای تو باشد

می کاشفتگی در شور آرد — نگاهِ کارافزای تو باشد

حریفی کز خرد بازیچه سازد — عتاب گریه فرمای تو باشد

نهایت نیست طومار دلی را — که مضمونش تمنای تو باشد

کدورت نیست کار سینه را — که راهش بر تماشای تو باشد

گل صدرنگ می‌رویید ازان خاک — که در وی نوش صهبای تو باشد

سحرگه هر که پیش از خواب خیزد — حریف باده پیمای تو باشد

دو عالم نقد جان بر دست دارند — ببازاری که سودای تو باشد

نظیری زندگی در دردِ دل جو
که دردِ تو مسیحای تو باشد

پس از نه مه جهان زاد امن عیشی بچنگ افتد — مرقع تا کدامین خار و خارا را برنگ افتد

مخنثین جامه برانداز حسن تو بریدند — قبا بر قد سرو از بهر آن کوتاه و تنگ افتد

بعشق رو بتان از دل غوایل لاله می‌چینم — شراری لعل گرد مهر خورشید از رنگ افتد

فگنده دل خراشیهای رنجش خسته و زارم — مبادا آیینه را قسمت که در چنگال زنگ افتد

پس از وارستگی در قید زلفش تازه افتادم — بتر از نو مسلمانی که در قید فرنگ افتد

ز حسرت سوختم و ز شرم دودی بر نیاوردم — الهی آتشی در خانهٔ ناموس و ننگ افتد

ترقی در توجه کم شود عشق مجازی را — بمنزل کی رسانندم در راه همت چو لنگ افتد

تماشای گهر گشته‌ام دارد بدریایی — که در هر گام صد جا راه بر کام نهنگ افتد

جمعیت دار را نه اندُه و ذوق جهان هم را
نه سوری بی عزا آید نه شهدی بی شرنگ افتد

همیشه همچو اجزای خط پرکار در کارم
کجا در دور چرخ و گردش انجم درنگ افتد

نظیری بهر حظ تن مطیع نفس گردیدی
چه نصرت در کند گاهی که آهو با پلنگ افتد

آمد دگر بصلح و در جنگ باز کرد
صلحی بمصلحت پی جنگ دراز کرد

شد عمر و سرگرانی او بر طرف نشد
بر من بقدر مرتبهٔ عشق ناز کرد

خود را بکام دشمن خود دید آنکه او
با دوستان تغافل دشمن نواز کرد

عقلم نظر بآینهٔ دوستان فگند
از دوستی دشمنیم بی نیاز کرد

چشم طمع بدوز که در قسمت کسان
هر کس کشود دیدهٔ محنت فراز کرد

صد معجزه از کرامت لعل تو دیده ام
از تو نمی توان بخطا احتراز کرد

هر جا نهم ز نقش سراپای پرستشی
بر کعبهٔ تو روی ز همه سو نماز کرد

صوت تو از ترانهٔ ناهید برگذشت
شد بلند مطرب حسن تو ساز کرد

طبل وجود عیش نظیری بهم نزد
کوتاه دید مرحله خواب دراز کرد

یکی فلسم هوس هر ره زد در سیمابم اندازد
خرد فرسایدم رنگش ز آب و تابم اندازد

ز رعنائی بدم از زیب رنگ طبع بیگانه
چه دانستم که دوران در کف قلابم اندازد

ز سلطانی بکنج گلخنی افگنده تقدیرم
که خاکستر بجای بستر سنجابم اندازد

ندارم مستی طاوس اگر همرنگ طاوسم
فریب طبع روبه رشتهٔ اسبابم اندازد

بجوان سرگشته تر دارم دلی از چرخ دولابی
نیفتم در خیال خود که در گردابم اندازد

حیات و مرگ خود چون حاصل افسانه می بینم
شبم بیدار دارد روزها در خوابم اندازد

چو مرغان سحر خوانست از بس ذوق فریادم
بنور صبح رشک پرتو مهتابم اندازد

ادا ناکرده فرض صبحدم تا چند مخموری
بنزد صالحان در گوشهٔ محرابم اندازد

بعیش و ناز نتوان تکیه بر احسان گردون کرد
شبانه پرورد تا در کف قصابم اندازد

عزیزان از تعلق سخت در رفتن گرانبارم
کسی خواهم درین طوفان تخت اسبابم اندازد

ندارم شورش و ذوقی نظیری اشکیابی کو
که چون شکر در آتش چون نمک در آبم اندازد

دل با هوش دم بر دون ندهد
چشم با دوست نظر برون ندهد

در کشند بحرها نی غم عاشق
رشحه از قلم برون ندهد

دل اسرار بیں حدیث قدیم / جز بحکم و قتِ دم بروں ندہد
چپ نوشتند نامہ حاضر باش / نشو کاغذ ز رقم بیروں ندہد
منکرِ آں نگاہِ وحشی را / راہ از دیدہ رم بروں ندہد
نگہ از چشمش از بروں آید / زلفش از پیچ و خم بروں ندہد
ایں خم از بہر مرگ شور جہاں / غیر نیل از بقم بروں ندہد
بدہ آبِ خضر کہ در درد دشت / خاک جز جامِ جم بروں ندہد
مرد باید کہ فکر یار از دل / تا زیدنیم دم بروں ندہد
بکفم جامِ شادماں گوں دہ / تا زخم رنگ غم بروں ندہد
نتواں کم ز پیر ترسا بود / میر داز کف صنم بروں ندہد
گر نگیرد قلم نظیری را / ابر سیرابِ نم بروں ندہد

جہاں جواں شدہ عقد بہار مے بندد / بہار پائے جہاں در نگار مے بندد
ز ضبع نشو و نما آب و خاک الواں شد / جماد نامیہ خود را بکار مے بندد
نکاحِ باغ و بہار است دایہ بستاں / میان نرگس و دستار خار مے بندد
چمن ز صوتِ بلند ہزار بیند ارد / کہ رنگ لالہ و گل برقرار مے بندد
ازیں حدیقہ چو گل زود باید رفتن / کسیکہ دل بنوائے ہزار مے بندد
مسافراں چمن نارسیدہ در گو چند / شگوفہ میروند و شاخ بار مے بندد
ز بے ثباتیِ گل بر درخت پیدا ری / کہ غنچہ بر سر آتش شرار مے بندد
گہے کہ دامن صحرا از لالہ رنگین است / بداں کہ خون دلش در کنار مے بندد
چہ عیش و سور میسر شود ز دورانے / کہ عقد نشار مے باخمار مے بندد
وصالِ شمع چہ مہلت دہد بہ پروانہ / کہ موم کردنِ آتش بنار مے بندد
ز دورِ چرخ چو ماہیست ناں بگرد ایم / کہ طعمہ بر رسنِ تابدار مے بندد
متاعِ بخت نظیری نیافت در غربت / امید بار بعزمِ دیار مے بندد

باز نرگس را گلستاں صاحب افسر کند / شاخ گل منبر نہد بلبل حکایت سر کند
غنچہ گرد دسبز مغفر سبزہ زنگاری قبا / روز عرض آید کہ نرگس بر خود در بر کند
از گل مستاں بروید تاک مے شوریدہ وار / لالۂ خونیں ز خاک کشتگاں سر بر کند

حسن گل برقے بہ بستاں افگند کز تاب آں | بلبل شوریدہ را ہمرنگ خاکستر کند
شاخِ گل شد پنجۂ آذر کہ بر رغمِ خلیل | باد آزارے بہر سو لعبت آذر کند
جلوہ شور انگیز باشد ہر کہ آید در سماع | بادہ عطر آمیز گردد ہر کہ در ساغر کند
ترسم از مخموریِ ساقی کہ ہنگام صبوح | صبح را کم از فروغ لالۂ احمر کند
بر تنِ رنجور سودائے وزد بادِ بہار | استخواں را مومیائی مغز را عنبر کند
صبحدم دامن کشاید حلہ عطر آگیں شود | از گل اخگر بر فروزد غنچہ را مجمر کند
سنبلِ اسرار میرو بد کہ از رازِ سپہر | ہر چہ گوید ابر در گوشِ زمیں باور کند
در روانی گوئیا طبع نظیری شد چناں | کانچہ آید در ضمیرش ثبت در دفتر کند

دریغ نقش کہ آملہا بر آب جو بستند | بحسن لالہ و گل رنگ آرزو بستند
چو موج رو سوئے ہوا بر سراب میرانند | کساں کہ دل بتماشائے رنگ و بو بستند
مپرس حال کہ ایں مطربانِ جابکدست | دل از نوائے حزینم بتار مو بستند
بجست جاں زدم ایں مغنیاں گوئی | خراش سینہ تراشیدہ بر گلو بستند
نہ عاقلست کہ تن در دہد بخلعتِ خاک | ہزار رخنہ دریں کہنہ از رفو بستند
بکشت و زرع ہر احساں رسید آسیبے | کہ مفلساں ہمہ بر چنگ آبرو بستند
مجوز ناموراں خیر نام کیں خاناں | صلا زدند بیغما و در فرو بستند
بغم بساز کہ از بے نشاطیِ ایام | مغاں بدیر دہانِ خم و سبو بستند
دریں جزیرۂ جہاں میسر ایم شعر | چو رند مست کہ بر گردنش کدو بستند
ازیں جہاں دلم آمادہ گریختن است | چو کودکاں کہ میاں چست در غلو بستند
ہزار نقش دریں کارخانہ در کار ست | مگیر خوردہ نظیری ہمہ نکو بستند

افسانۂ شیریں ہمہ را گوش نکردند | صد تلخ چشیدند و شکر نوش نکردند
یک خردہ گرفتند پس از نکتۂ بسیار | گشتیم فراموش و فراموش نکردند
ما دوزہ ازیں مائدہ بر چنگ کشادیم | در کاسۂ ما جرعۂ سر جوش نکردند
معلوم شد از مستیِ ما حوصلۂ ما | دادند بحکمت مے و بیہوش نکردند
باید بعصا رفت چو موسیٰ کہ دریں راہ | یک چاہ نکندند کہ خس پوش نکردند
در حلقہ شدم زاں خطِ رخسار قدیمم | تا کوکب آں صبح بنا گوش نکردند

اشجارِ چمن دست بهم داده و یاراں
سیرے بمن غمزده همدوش نکردند

جانم بره پردگیانِ سحری سوخت
سویم نگهے از ته شب پوش نکردند

خوں تا به بنو آمده بر جیب و کنارم
زاں سنبلِ خوش بوم در آغوش نکردند

امروز نه رحمست که لبِ تشنه گذارند
آنرا که لبے تر ز مے دوش نکردند

فریاد ازیں شوق که در جان نظیری
تا مردنش از زمزمه خاموش نکردند

هوس چو دیر کشد شعله در نهاد افتد
بحدِ عشق رسد میل چوں زیاد افتد

نشاطِ صحبتِ فرهاد در شکِ خسرو داشت
خوشست عشق اگر کار بر مراد افتد

بشهر و بادیه فرسودم و کسے نخرید
بلاست جنس گرانمایه در کساد افتد

چو قیمتے ننهدم روزگار بفروشید
نه یوسفم که خریدار بر مراد افتد

مرا بدست تهی گوشهٔ نقاب سپرد
کمست آدم مفلس باعتماد افتد

خدنگِ غمزه گره بر کمان ابرو چند
کشاده ده که همه کارها کشاد افتد

عنانِ دل ز ملالت بتاب و دستم گیر
که هر کرا تو بگوئی ز پا فتاد افتد

ضمیر روشن تو لوح محو و اثبا تست
که تا ز یاد بر آید که تا بیاد افتد

چو ذره خلق جهاں در هوات می کردند
بشر ندیده کسے کافتاب زاد افتد

تنم ز سنبل بند زمانه کاسته شد
چو طفل شوخ که در قید اوستاد افتد

حذر ز آهِ نظیری که خانماں سوز است
مباد ایں خس سوزاں بدستِ باد افتد

هنوز راه نگاهم ببال و پر ندهند
کبوترے که نیاموختند سر ندهند

خراب نرگس شکلیں دلاں سرمستم
که بر طریق نظر مهر را گذر ندهند

ز غم بگونهٔ زریں شدم چه چاره کنم
قبولِ صحبتِ صاحبدلاں بزر ندهند

ازیں کشاده جبیناں ثبات عیش مجو
که گل دهند بخروار و یک ثمر ندهند

بزهر یاس بساز و مجو حلاوت کام
دوا چو داروئے تلخست تند شکر ندهند

ز خواں به نعمتِ دوراں رضا بقسمت ده
که طعمه ز نعمت خوشگوار تر ندهند

بدرد سوز که بر بستر آب عنقا بست
بغیر تپ زدگی و تفتِ جگر ندهند

چه یاد جور رفیقاں کنم نصیبم بود
که تشنه بر لب جو میرم و خبر ندهند

مثالِ ما لب دریا و حال مستسقی ست
دهند شوق ولے رخصت نظر ندهند

سزد کہ مقنعہ بر سر کنند آں مرداں  
کہ تاجِ عشق بخواہند و ترک سر ندہند

ظفر تراست نظیری کہ محوِ ذوق شدی  
بہر کہ غوطہ بدریا زند گہر ندہند

وقت شد سبزہ فرشِ در پیچید  
ابر خرگہ بیکدگر پیچید

آفتاب از کمیں بر آرد سر  
پنجۂ ابر باد بر پیچید

مسند سبزہ نخل بگذارد  
زافسر غنچہ شاخ سر پیچید

ہم ز ذرات خاک بت گر را  
تار زُنّار بر کمر پیچید

حسن رنگے جہاں نمودہ بوہم  
سیمیا را بساط در پیچید

زاغ کز نہ بجد کند پرواز  
بہشش چرخ بال و پر پیچید

اصل بہتر کہ ترک فرع کند  
پائے در دامن اثر پیچید

دیدہ سیل بہار شد کہ جہاں  
بہم اوراق خشک و تر پیچید

تر و خشکی کہ کوہ و صحرا راست  
خوردۂ لالہ در شرر پیچید

زحمتِ خار در رنج خارا را  
لالہ در پارۂ جگر پیچید

ارغواں را کہ خوں کند سیلاں  
ساعد از نوک نیشتر پیچید

بس فریب چمن نظیری دید  
از بہشتش عناں نظر پیچید

عشق ست طلسمے کہ در و بام ندارد  
آنکس کہ از و یافت نشاں نام ندارد

بس حلۂ الواں بقدِ عشق برید ند  
یک جامہ بر اندازۂ اندام ندارد

با دیکہ وزد وجد کند مستِ محبت  
عاشق سر سودائے مے و جام ندارد

بس زاویہ حال مرا روز لطیف است  
تاب نفس صبح و دم شام ندارد

آغاز جنونم شدہ پایانِ محبت  
کار نیست بانجام کہ انجام ندارد

از خویش تسلی نشوم تا رمقی ہست  
پروانہ بجاں باختن آرام ندارد

کوتہ نظراں در طلب توشۂ راہند  
عرض دو جہاں وسعت یک گام ندارد

زاں دانۂ مشکیں و خط سبز ندیدم  
مرغے کہ دلے در گرو دام ندارد

جاں زیر لب آیا و سرش بوسہ بچیند  
کاں نخل بہشتی ثمر خام ندارد

سرخوش ز لبش بیش شدم کز لب ساغر  
مے چاشنیٔ تلخی دشنام ندارد

عریانیٔ ما را شرف کعبہ بپوشد  
درویش حرم جامہ احرام ندارد

جز طبع نظیری کہ حق عشق ادا کرد
کس نیست کہ در گردن از و دام ندارد

نہ دل آزادہ پائے بست شود
بپرد از دل و ز دست شود
ہمتے کاں باعتدال افتد
گے بعلت بلند و پست شود
عشق را پایہ معین نیست
مومن از عشق بت پرست شود
بہوائے کہ درد ماغ افتد
ناقہ در زیر بار مست شود
کار از انکسار بکشاید
عشق را فتح از شکست شود
شرم از چشم پارسا ببرد
خط کہ بر روئے خوش نشست شود
ہر کہ بیند طلوع حسن ترا
سرخوش از نشاء الست شود
چوں نقاب از جمال برداری
ہر چہ نابود گشتہ ہست شود

بحر در آستیں نظیری راست
کے کرم پیشہ تنگدست شود

اینکہ دل نامند چوں حرزم حمائل کردہ اند
ہیکلے از اضطراب چشم بسمل کردہ اند
از کدایں دود ماں با ایں دلیل افروختند
چرخ را پروانۂ فانوس محفل کردہ اند
ایں گل از ہر شاخ خود روئی نئے آید بیار
تخم یکجا کشتہ صد جا آب در گل کردہ اند
در خیال قید زلف و خال ہر کس ماندہ ماند
فکر دیگر کن کہ حل عقدہ مشکل کردہ اند
از قدم تا فرق ناز و نوش و برابر و گرہ
خوان دعوت چیدہ اند و منع سائل کردہ اند
از پئے دنیا مشو پویاں دریں موج سراب
ہر نفس نقشے پدید آوردہ باطل کردہ اند
خلق را در ہر نفس موت و حیاتے مضمرست
در زلال زندگی زہر ہلاہل کردہ اند
روئے از میداں سر بازاں بگرداں کاہل ذوق
پائے کوباں سر نثار راہ قاتل کردہ اند
ما بجبین زلف کشتی بر کنار آوردہ ایم
عشق دریا نیست کش پیدا ساحل کردہ اند
گرد خود گردم چو بینم در ہوائے کیستم
ذرہ ام اما بخورشیدم مقابل کردہ اند

عشق را اینگاہ امروز از نظیری روشنست
ہر طرف از گفتگویش گرم محفل کردہ اند

بغمزہ روز الستم ہمیں معاملہ بود
ابد رسید و بنیا سود م اینچہ مشغلہ بود
نصیب من ز ازل درد بے دوا گردید
کہ بر دبار ہر کس بقدر حوصلہ بود
قصور دل ز نگارم تمام حسن نشکست
کہ از میانہ ہمیں با منش مجادلہ بود

بوئے من سبب اجتماع دلہا گشت | جنوں کہ باعثِ آشفتگی سلسلہ بود

بصنعتِ نقش خط و خال خویشتن نقاش | نکو کشیدہ کہ آئینہ در مقابلہ بود

دلم زسرّ دہانش بقیل و قال افتاد | لطیفۂ زلبش صد ہزار مسئلہ بود

لبش بدادن کامم نمود جہد اما | بغمزہ کرد حوالت کہ بد معاملہ بود

فریب قول بداندیش گرگ فاسد گشت | ربود یوسفے از ما کہ چشم قافلہ بود

بنکتہ گفت خجل می کنم نظیری را

زقول خویش فراموش کرد این صلہ بود

کسے بملک حدوث از قدم نمے افتد | کہ بر گذرگہ شادی و غم نمے افتد

بروشنائی دل رو کہ رفتگاں رفتند | گذار زندہ دلاں بر عدم نمے افتد

من این مرقع ایواں بفگنم روزے | کہ طرح رندی و تقوی بہم نمے افتد

زبانِ دعوت و تسخیر بہ کہ بربندم | کہ در چراغ کس آتش بدم نمے افتد

مسافرے کہ بنا بود و بود خود بیند | بفکر منفعتِ بیش و کم نمے افتد

دلیل عشق نزیبد کسے کہ در ہر گام | سرش چو شمع بہ پیشِ قدم نمے افتد

چناں زشوق تو گردیدہ اند سرگرداں | کہ راہِ کعبہ رواں بر حرم نمے افتد

چناں پرستش روئے تو جذب دلہا کرد | کہ عشق برہمناں بر صنم نمے افتد

بذکر من خط نسیاں کشیدہ اما | بفکر غیر ز دستت قلم نمے افتد

زسہو خاطرِ یاراں چناں سقیم شدم | کہ سایۂ قلمم بر رقم نمے افتد

نویسی ار بنظیری دعا و گر دشنام

زشوق نامہ بفکر رقم نمے افتد

زہر مغزے کہ بوید نکہت از مصر و یمن گیرد | مشام تیز باید تا نصیب از پیرہن گیرد

شمیمے گر نہ تر دارد دماغ پیر کنعاں را | پسر گم کردہ چوں انس با بیت الحزن گیرد

ورق از کس چہ میخواہی سبق از کس چہ میگیری | زدل جو ہر چہ میجوئی کہ فیض از خویشتن گیرد

دمے نقاش از نیرنگی صورت نیاساید | فریب نقش شیریں دل ز دست کوہکن گیرد

نفس تلخست تا طعم حقیقت نیست با مغزش | سخن شیریں بود وقتیکہ او رنگِ سخن گیرد

زخود گر بگذری شاہی کنی در ملک بیخویشی | عزیز خلق گردد ہر کہ در غربت وطن گیرد

درین دیر کہن چوں امن گرد خاطر انساں را | کہ اول اہرمن بگذشت و آخر اہرمن گیرد

زعریانی ازیں شادم کہ از تشویش آزادم | گریبانے ندارم تا کسے از دست من گیرد

چہ راحت از وطن آنرا کہ یارش در سفر باشد
گلاب بر روئے گل آرام بلبل در چمن گیرد

بعہد زندگانی چاک زد ہر کس گریبانے
بوقت مرگ نتواند قرار اندر کفن گیرد

زبس بوسے کمال شرک مے آید ز توحیدم
در ارشاد مغان تکبیر از من برہمن گیرد

سخن ہر روز عالمگیر تر گردد نظیری را
کہ مردم بیش جا در سایۂ نخل کہن گیرد

درین دیار عجب مطربان یک رنگ اند
کہ دل برند بصد راہ و بر یک آہنگ اند

ز صحن سینہ کشایند چشمہ چشمۂ نور
بزخمہ صیقل آئینہائے پر زنگ اند

کلید شادی و شمشیر غم بکف دارند
بہ بسط بر سر صلح و بقبض در جنگ اند

بدل ز نغمۂ شیریں حرارت انگیزند
بصوت چوں شکر و شیر آہن و سنگ اند

چو حد زیر و بم نغمہ را نگہدارند
بہر مقام خفیف و ثقیل ہم سنگ اند

سبکدلاں چو بفتراک شاں در آویزند
بطی نیم قدم در ہزار فرسنگ اند

بفتح یک خلش ایں زاہداں چو نغمۂ چنگ
بروں روند کہ بر سینہ و بغل تنگ اند

ز ستر عالم لاہوت مے دہند نشاں
ز پردۂ دگر ند ایں گروہ نیرنگ اند

ہزار رنگ بر آرند ایں فسوں سازاں
کہ آفریدۂ صنع ہزار نیرنگ اند

سواد صومعہ را نسخۂ فسوں سازند
کہ طبع کارگہ نقشہائے ارژنگ اند

بگوش کرشدہ تحریر شاں زند آتش
کہ بر فروختۂ جرعہائے گلرنگ اند

مشاطۂ رخ مستند بامے و قدح اند
مقالۂ غم عشق اند و بادف و چنگ اند

اگرچہ قاطع زہد ند مایۂ ہوشند
وگرچہ رافع شرع ند جان فرہنگ اند

دلیل اہل فنا اند در عروج و نزول
باوج در طیران در حضیض رہ لنگ اند

نظیری از پئے ایں جادواں مدو بسیار
کہ در ربودن اوراک چابک و شنگ اند

بقصد ہر کہ سوئے کعبہ ناقہ راہی کرد
نشان پاش بہر گام قبلہ گاہی کرد

کبود روئے ازاں شد بنفشہ در گلشن
کہ با کلالہ جعد تو ہم کلاہی کرد

زچین زلف نسیمے نزد بموج عذار
سفینۂ مردم چشم مرا تباہی کرد

ز روئے و زلف تو ام سایہ در ضمیر انداخت
فلک مسخر سر از ماہ تا بماہی کرد

نشان کوکب اختر شناس بدمے یافت
مشاطہ خال ترا صرف در سیاہی کرد

کسے چو خال نہ حسن تو کامیاب نشد
مقیم کنج لب است گشت و پادشاہی کرد

دلم ملاطفهٔ از لب تو داشت امید
هزار قاصد موزون بنکته راهی کرد

من از ملامت مردم بعشق آزادم
ز سوئے من رخ تو خوب عذرخواهی کرد

سجل بیاکی حسن تو صبح صادق داد
که آفتاب و مهش ثبت برگواهی کرد

دل از تو آب خورد کاروان مصری را
که عاشقی و ذقنت یوسفی و چاهی کرد

تبارک الله از آئینهٔ شمائل تو
که دل مطالعهٔ صورت الهی کرد

عبادت سحری را مکن نظیری کم
که هرچه کرد دعاهائے صبح گاهی کرد

گردش چشم بتان مستی من حالی کرد
دور واژون نتواند قدحم خالی کرد

قبض در کار ندیدم چو شدم مست مدام
حل هر عقده که مے کرد بخوشحالی کرد

پائے جبریل بکرسی خیالم نرسد
عشق بس پایهٔ معراج مرا عالی کرد

شور این بادیه از بادیه گرد نیست مدام
رخت مجنون بعدم برد و مرا والی کرد

هر که برخوان طمع دست بیازید رسید
مگس آلوده شد از شهد گران بالی کرد

عجز در مجلس اصحاب بکار است که چنگ
جائے از خسته دروئی و حزین نالی کرد

دلم از خندهٔ نوشین حریفان بگرفت
گوشهٔ کو که دل از گریه توان خالی کرد

قصهٔ عشق بوصف تو طویل است طویل
درک تفصیل جمالت خرد اجمالی کرد

یوسف از خواری اخوان بکسادی افتاد
که فروشنده به بیش آمد و دلالی کرد

بود نزدیک که کام از لب شیرین گیرم
دست مے یافت ظفر بخت کم اقبالی کرد

کرد بازیچهٔ معشوق نظیری خود را
آنچه خرد آن نکند او بکهن سالی کرد

خوشا کز بس هجوم گریه ام در دامن آویزد
سر دست نگارینم نگارا زگردن آویزد

چنان در دوست آویزم بدل گرمی و دمسازی
که در هنگام جانبازی بتن دشمن آویزد

نسازد بوئے یوسف دیدهٔ یعقوب را روشن
اگر عشق زلیخایش نه در پیراهن آویزد

مقیم کوئے تو بے روئے تو با بلبلے ماند
که صیادش بگاه دے قفس در گلشن آویزد

گرفتم در پر پروانه سوزم ور نے گیرد
حذر کن زانکه تا که آتشم در روغن آویزد

دلے دارم بدست طعن ناصح چون کهن دلقے
که در هر بخیه لختے خرقهٔ از سوزن آویزد

چراغ ما چه زیب و فر دهد محفل سرائے را
که قندیل مه و مهرش فلک در روزن آویزد

به بینی گر جلائے از مه پروین مشو ایمن
بشکل خوشه که صیاد دام از خرمن آویزد

بے درد نظیری این ہمہ گفت و شنود دارم
گلے مے چینیم از گلشن کہ خارے در من آویزد

نگاہت چشمِ جادو برنتابد　　فریبت خالِ ہندو برنتابد
چو گل از تابِ لشئے بر میفروزی　　مزاجت گرمیٔ خود برنتابد
تعالے اللہ ازاں لطفِ بناگوش　　کہ بر تابیدنِ رُو برنتابد
چناں در دوستی توسن عنانے　　کہ رخش طاقتت ہو برنتابد
صبا ترساں وزد سویت کہ ترسد　　دماغت عطرِ گیسو برنتابد
مزاجِ وحشی داری کہ از دور　　نگاہِ چشمِ آہو برنتابد
زبس وحشی غزالانت رمانند　　دلِ شوریدہ ام ہو برنتابد
کلاہِ نازنیک از سر نہادی　　جبینت چینِ ابرو برنتابد
خدنگِ چشم زود از زہ فگندی　　کمانت زورِ بازو برنتابد
چو عزمِ بدعتے خوبیت نماید　　عناں زآنسو باین سو برنتابد
بقہر و ناز تو گردن نہادیم　　کہ سر از صولجاں گو برنتابد

چو آید در بیاں کلکِ نظیری
لآلی تارِ صد تو برنتابد

رشحۂ از حسنِ جاناں ریختند　　بر جہاں زعشق طوفاں ریختند
زاں ہمہ طوفاں کہ برانگیخت عشق　　جرعۂ در جامِ انساں ریختند
از قضا آں جرعہ چوں آمد بجوش　　ہر طرف در قالبے جاں ریختند
رشحِ نورے شد ہویدا ہر کجا　　پرتوے بر شرطِ پیماں ریختند
از خمار و مستیٔ آں نورِ پاک　　دُردِ کفر و صافِ ایماں ریختند
ہر طرف رنگے بگل بسرشتہ شد　　قالبِ گبر و مسلماں ریختند
شہوتے انگیختند از مغزِ نے　　پیکرے از آبِ حیواں ریختند
وانکہ از الماس بہرِ جانِ ما　　تیغِ ابرو در رخِ مژگاں ریختند
تیز کردند و ازاں آلودہ زہر　　سوزنشے بر زخمِ پنہاں ریختند
آب کردند از دلِ ما پارۂ　　دانۂ یاقوتِ رُمّاں ریختند
لالۂ حمراء و لعلِ آبدار　　کوہ را در جیب و داماں ریختند
عکس از داغِ درون برداشتند　　بر چمن گلہائے الواں ریختند

اینهمه گلهائے سبز و زرد و سرخ — از دمِ ما بر گلستاں ریختند
جوہرے از قولِ شور انگیز ما — عندلیباں را بالحاں ریختند
غنچہ را دل زاں نوائے جانخراش — پارہ پارہ در گریباں ریختند
رنگ ہر نقشے کزاں انگیخت طبع — چینیاں بر قصر و ایواں ریختند
داغ ہر سودا کزاں انگیخت عشق — مصریاں بر بیتِ احزاں ریختند
نگہتے برخاست زیں سودا بمصر — بر قمیصِ ماہ کنعاں ریختند
اصل ایں فرع از زمین شد عطر بیز — بربتی از فیضِ رحماں ریختند

مایۂ مے ماند باقی زیں عبیر
بر نظیری در خراساں ریختند

پیراں کہ وقع فیض تباشیر بردہ اند — آب از رخِ جواں بدمِ پیر بردہ اند
چوں من بر آنکساں کہ نفس کردہ اند سر — نورِ سحر بنالہ شب گیر بردہ اند
سرگشتہ اند اگرچہ بتحصیل تجربہ — پے تا فراز طارمِ تدبیر بردہ اند
از سالخوردگاں نبود خوش فضول از انکہ — صحبت لطیف خانۂ تقدیر بردہ اند
پیراں ز روزِ تیرہ سیہ کار می شوند — با آنکہ موسفید سر از شیر بردہ اند
بیباکی و غرورِ جوانی بماند حیف — پیراں ہمہ خجالت و تقصیر بردہ اند
شادی بشیب گرمی وافیوں بود چہ حظ — ایں قوم رہ بعیش بتذویر بردہ اند
گر سر کج شود بما دلِ نازک براں سزد — بارِ گراں بقامتِ چوں تیر بردہ اند
با موئے ہمچو سبحۂ کافور بنگروند — آنانکہ پے بزلفِ چو زنجیر بردہ اند
یوسف فریب گرگ ممشن کجا خورد — رو بہ بصید کردنِ نخچیر بردہ اند

وحشی چو تو شکار نظیری کجا شود
شہباز را بدامِ مگس گیر بردہ اند

چہ خوست کیں دلِ کافر نہادِ من دارد — نہ مذہبِ من و نہ اعتقادِ من دارد
بآب و آتشم از سرکشی ستیزے بسازد — ہزار عربدہ با خاک و بادِ من دارد
ز تیر نالہ فلک را کمیں بر انگیزد — کمانِ فتنہ بزہ از عنادِ من دارد
ندیم غصہ کہ روئے ز من بگرداند — عدوئے رحم کہ راہے بدادِ من دارد
بچشم دل ز سویدائے دل ضعیف ترم — اگرچہ قوتِ دید از سوادِ من دارد
مبارزے کہ ہدف سدِ آہنیں سازد — کجا ہدف ز کمین و کشادِ من دارد

چہ اعتماد کنم بر دو روئی غمّاز    کہ حادثاتِ جہاں را بیادِ من دارد
بصد علاقۂ دل بایدم مقیّد بود    بایں گماں کہ سرِ انقیادِ من دارد
من آں عزیز زمانم کہ بخت ہر ساعت    متاعِ مصر دگر در مزادِ من دارد
رساست دستِ تجرّد کہ نزلِ من گیرد    قویست پشت توکّل کہ زادِ من دارد
بمصرعے کہ ندیماں ز نظمِ من خوانند    ہزار فخر بمن اوستادِ من دارد

زمکر چرخ نظیری عجب ہراسانم
کہ کارہائے مرا بر مرادِ من دارد

دریں سپید رقم قسمت و حوالہ نماند    اثر ز مہر و خطِ ایں کہن قبالہ نماند
ہزار قرن بریں قصر مردماں بگذشت    مسائل و حکم و دفتر و رسالہ نماند
ز باب رحم و مروّت نشاں چہ میخواہی    ازیں مقولہ حکایت دریں مقالہ نماند
ز بس مرورِ زماں منفعت ز اشیا رفت    خواص مہر گیاہے ہزار سالہ نماند
ہر آنچہ صاف قدح بود محرماں خوردند    بغیر دردیٔ مے در تہِ پیالہ نماند
مجوئے رحم ازیں گرگِ ماہِ کنعاں در    کہ مشترے کلہ مشتری کلالہ نماند
شکوہِ حشمتِ پرویز و حسنِ شیریں رفت    مہِ تمام فلک شد نزار و ہالہ نماند
ز جنسِ خویش ہمہ صید می کند ایام    ز سبزہ زارِ فلک غیرِ یک غزالہ نماند
زمیں گداختۂ آتشیں عذار انست    کجاست خاک کہ داغے بروئے لالہ نماند

نوالہ حصّۂ تن پروراں نظیری شد
بیا کہ قسمتِ ما و تو غیرِ نالہ نماند

عالم از عشق در وجود آمد    عشق معمارِ ہست و بود آمد
در بشر کبریائے عشق نمود    ملک از عجز در سجود آمد
رد شد از صدرِ بارگاہِ شہود    آنکہ بر کارِ ما حسود آمد
عشق بر تخت از زبر مگر نیست    عقل و لوح و قلم فرود آمد
ہر چہ اہلیت نمودن داشت    ہمہ ز عشق در نمود آمد
نیست جز عشق و عاشق و معشوق    ہر چہ در معرضِ شہود آمد
عقل بر کارِ عشق سوخت سپند    شکل ایں گنبدِ کبود آمد
عشق صنعت نمود بے آلت    بود ہر چیز از نبود آمد
جامۂ مجنوں درد کہ خلعتِ عشق    عاری از جنسِ تار و پود آمد

عشق را عشق دی و فردا نیست
دیر ہم زود تر ز زود آمد

شد جوانی و عشق و حرص و ہوا
شعله بنشست و خس بدود آمد

زد سخن بر لب نظیری جوش
عشق در گفت و در شنود آمد

اشک در دیده نیارم که حجابم نبرد
حایل گریه کنم شرم که آبم نبرد

تپش و تابش من گرم سوالش بیا زد
صد ادا هست که کس پی بجوابم نبرد

گشته ام پی سپر حادثه چون گنج یتیم
جز خضر راه بدیوار خرابم نبرد

خوار از عجز و تنزل شده ام میخواهم
که بصلحش نروم تا بعتابم نبرد

بسکه عطر گل و مل راه مشامش بگرفت
بوئے از سوختگیهائے کبابم نبرد

سرخوش از گردش چشم و لب میگون کندم
زود مستم بسوئے بزم شرابم نبرد

قطعهٔ سبز خطش دیده ام از چشمهٔ نوش
هوس از راه بهر نقش سرابم نبرد

بکنم یاد لب باده فروشش بنماز
که ز مسجد بخرابات خرابم نبرد

نپرد مرغ که واله نکند امیدم
نه وزد باد که از بائے ختابم نبرد

هر شب از نرگس فتان بکمین نظرم
صد فسون ساز نشاندست که خوابم نبرد

نیست از باده بجز باد نظیری در دست
نگذرد آب رز از کام که آبم نبرد

دیده ام نیم نگاهے که بدیدن نرسد
صف آهوش بدنباله کشیدن نرسد

سوئے وحشت زدگان بس بیاست بگرد
کار بسمل ز نگاهش بطپیدن نرسد

هیچگه ذوق کلامش برگ جان نخلد
که ز رگ تا بر گم شهد چشیدن نرسد

طرهٔ بادفشان عشوه گلزار فروش
در چمن سرو خرامانش بچمیدن نرسد

رام خاطر شود اما باشارت برمد
دست صیاد بصیدش برسیدن نرسد

بارخ هوش شکارش چه کمین و چه کمند
فکر نخچیر ز شوقش برمیدن نرسد

ندهد جلوهٔ عارض که تماشائی را
کار از حسرت بادست بریدن نرسد

کرد لخت جگر شوره گزک مستان را
که بسیب ذقن آسیب گزیدن نرسد

خضر توفیق باو راه نما شد ورنه
کس بسرچشمهٔ حیوان بدویدن نرسد

جذب اقبال عروجم بمقامے انداخت
که ببال و پر جبرئیل پریدن نرسد

اگر از چاه بایں جاه برآید یوسف
مالک از گرمی سودا بخریدن نرسد

هوش از گوش شود محو نظیری ترسم
گوش کیں لذت دیدن بشنیدن نرسد

عنان دل ز خود رائی بفریادم نگهدارد — بنالم کاندران دل نالهٔ مظلوم ره دارد
دل دیوانه ام را گنج در ویرانه افتاده است — گدائے عشقبازی با جمال بادشه دارد
چه گوید کفر مجذوبے باستغفار حاجت نیست — کسے کز عشق گمره شد چه پروائے گنه دارد
مرا گر هست کبرے در دماغ از کبریائی اوست — حباب از جوش دریا باد نخوت در کله دارد
تجلی جمالی هست در هر جا که ذوقے هست — بیابان شور اگر مے آورد یوسف بچه دارد
فقیرے را که شبها تکیه گاه از خشت اندر شد — چنان خواهد که گوئی تکیه بر خورشید و مه دارد
حکایتهاے عهد دوستی را کرده ام از بر — چو هندوئے که بعد از سوختن هیزم نگه دارد
همان بهتر که نگشائی سر راز دل ما را — که حرف هجر خونیں نامه‌ها ته بسته دارد
بخاک پاے گلبن می نویسد شکوه از غربت — اگر بر شاخ طوبے بلبلے آرامگه دارد

شبیخون غم از جا در نمے آرد نظیری را
ز اشک و آه شب سلطان ما خیل و سپه دارد

ناوک غم جان شگافد سینه گر جوشن شود — عشق مقناطیس گردد دل اگر آهن شود
سینهٔ پر حسرتے دارم که از اندوه او — تا نهد یک لب آرم خنده شیون شود
بیش شد سرگشتگی چندانکه پایم بیش شد — سر بتاریکی نهادم تا رهے روشن شود
یک توجه از تو در کار است و صد عالم مراد — غم ندارم گر اجابت با دعا دشمن شود
شب ترنمهاے غم بیدار دارد خلق را — هر کرا سوزد چراغے ناله ام روغن شود
من هم از فریاد خود آزرده میگردم ولیک — گر به بندم لب ز افغان سینه ام روزن شود
بسکه بے تو جامهٔ جان بر بدن تنگ شد — گر گریبان را بدوزم چاک دامن شود

وصل گر خواهی نظیری شوق را سرمایه ساز
نور عشق است این چراغ وادی ایمن شود

دلم از ناله خوش گردید امید اثر باشد — بسے آسوده شستم این خدنگم کارگر باشد
اگر دزدیده دیدنها نباشد بهر پاس دل — محبت از تغافلهاے بیجا در خطر باشد
ز هجران روز ما را در غبار عالمے دارد — نباشد در شب ما روشنی گر صد سحر باشد
نگویم جرمیم او را کشت شهرم غمزه را نازم — که صد ره مرده ام دید و ز حالم بیخبر باشد
مکن دورم که بس دشوار باشد بال افشاندن — اسیرے را که گرد زیں حرم بر بال و پر باشد

دلم تا خو بآسایش نگیرد در زخرسندی　　بخاطر شیوهٔ آید که آن جانسوزتر باشد
نظیری شاد هم باشی که خدمتگار دیرینی
که این قدر و قیمت پیش او خاکت بسر باشد

هرگز بسیر گل دل محزون نمی رود　　یار از خیال غم زده بیرون نمی رود
عشق از جهان بریدن و از خود گذشتن است　　کار وفا ز پیش بافسون نمی رود
مردان بجا بعزم و توکل رسیده اند　　یک دل رمیده نیست که ز خون نمی رود
از زخم عشق در بن هر سنگ کشته ایست　　از خون ما کجاست که جیحون نمی رود
لذت بخواب برده و شادی بغافلی　　در هر دلی که او بشبیخون نمی رود
در حرف تلخ نوش لبان صد دقیقه است　　کوتاه بین ز لفظ بمضمون نمی رود
مرغان دشت را ز غم دل جراحتی است　　شب نیست کین خروش بهامون نمی رود
از بسکه رد شد از در مقصود حاجتم　　آهم ز انفعال بگردون نمی رود
آنرا که گوش دل شنود ناله بس است　　عاشق بدرس پیش فلاطون نمی رود
راه وفا ز تفرقهٔ عشق بسته شد　　دیریست ناقه بر سر مجنون نمی رود
بوی نسیم فقر نظیری شنیده است
از ره بتاج و تخت فریدون نمی رود

سازم آن می نمک آلود که بی غم باشد　　افگنم مشک در آن حقه که مرهم باشد
هست راحت الم کلبهٔ احزان بر من　　غم از آن خانه کنم وا هم که ماتم باشد
هر شبم عشق بافسون نوی بندد خواب　　کار هی پیش شود بند چو محکم باشد
شرح سودای دلم را سر و سامان مطلب　　کار آنست که چون زلف تو درهم باشد
دعوی ذره در و غنست که عاشق باید　　کم بقا تر بر خورشید ز شبنم باشد
هر کسی را ز تو نشانی بگمان می گوید　　کس ندیدیم که در بزم تو محرم باشد
هرگز از نخل بدی کس ثمر انس نچید　　تخم این مهر گیا در گل آدم باشد
غیر اخلاص و محبت نبود شیوهٔ ما　　جور و بیداد بران غمزه مسلّم باشد
بکند بندهٔ مجبور گناهی اما　　ادب آنست که در پیش تو ملزم باشد
گر ملک زیر سدره بحاجت آید　　زلف از کف ندهد گر همه حاتم باشد
از تنک حوصلگی هاست نظیری در وصل
عشق حرمان ابد گر دهدش کم باشد

کسے کو تشنهٔ وصل است با کوثر نمی سازد
بآب خضر اگر عاشق رسد لب تر نمی سازد

کله بخشی و سربازی شراب عشق می آرد
سرے کیں نشا رگرمش ساخت با افسر نمی سازد

بشیدائی مزن طعنم که هست از آب و خاکے دل
که طفلش غیر حرف عاشقی از بر نمی سازد

عجب گر آسمان سامان تواند داد کارم را
چو طالع از کسے برگشت با اختر نمی سازد

کدامین شعله روشن می کند امشب چراغم را
که مورے را نمی بینم که بال و پر نمی سازد

اگر بیگانه گر محرم دلش می سوزد از دردم
کسے سویم نمے بیند که بے چشمے تر نمی سازد

ز روز وصل در رشکم ز شام هجر در افغان
دلے دیوانه دارم که با دلبر نمی سازد

ره غیرت خطرناکست پنهانش تماشا کن
دران وادی که عشق اوست با تن سر نمی سازد

برائے امتحان آرد چه مانی را چه آذر را
اگر خود می شود بت گر ز خود بهتر نمی سازد

همان عشق است بر خود چیده چندین داستان ورنه
کسے بر معنی یک حرف صد دفتر نمی سازد

ندانم حال شبهائے نظیری اینقدر دانم
که جز بالیں نمی گرداند و بستر نمی سازد

بیا که بے تو غم از خاطرم بدر نرود
وداع از دل و هجرانم از نظر نرود

دران بساط که من خوان عشرت آرایم
مگس ز تلخی سخن جانب شکر نرود

ز شهر خویش مرا شهرهٔ تو دور انداخت
باختیار کسے جانب سفر نرود

چه میشود چو کریمان ره غریب زنند
ره دیار به بندند تا خبر نرود

بطبع شوق تو نازم و آن پذیرندش
که گاه سخن رود از خاطرت اثر نرود

دل نزار و تن بردبار خواهد عشق
که از نسیم بجوش آید و بسر نرود

چو خون مرده سیه روئے باد در ته پوست
دلے که بر سر پیکان و نیشتر نرود

دلم بیاد تو دریا نمود چشم و هنوز
مئے خیال تو در ظرف مختصر نرود

بر آستانه رہے مے نما نظیری را
که قدر مجلس خاصان باینقدر نرود

آمد سحر که دیر و حرم رفت و رو کنند
تا بازم از نصیب چه خون در سبو کنند

ما قابل نشاط و شکر خنده نیستیم
تا شهد خوشگوار شرا در گلو کنند

آنانکه تنگ ظرفی ما را شنیده اند
مے بهر آزمایش ما در سبو کنند

آلودگی بگریه ز داماں نمی رود
دلق مرا بشعله مگر شست و شو کنند

تصدیع کم کشند گل و باده تا بکے
در کار بے دماغئ ما آبرو کنند

کو زخمِ عاشقانہ کہ در جلوہ گاہِ حُسن — صد چاک دل بتار نگاہے رفو کنند
تو کارِ دل بغمزۂ معشوق واگذار — بے طاقتی مکن کہ نکویاں نکو کنند
حق عطائے عشق نسازند ہیچ ادا — کز خلق عمر در سرِ ایں گفتگو کنند
دیگر ز آبِ دیدہ نظیری بخوں نشست
چنداں نماند دل کہ غم و غصہ نو کنند

عیشم خوش از آں شعلۂ افروختہ باشد — نقلِ دلِ ریشم جگر سوختہ باشد
از محنت لب بستنم آنکس شود آگاہ — کز تیغِ جفا چاک دلے دوختہ باشد
در عرصۂ گلزار کند نالہ ز تنگی — مُرغے کہ بکنجِ قفس آموختہ باشد
نیکوئی ما در رہِ بازار خریدند — عیبش نہ متاعیست کہ بفروختہ باشد
محتاجی ما باعثِ آسایشِ ما شد — غارت نخورد ہر کہ نیندوختہ باشد
گرمی مفروشید کہ در مجلسِ ما نیست — شمعے کہ نہ از سوزِ خود افروختہ باشد
از صدقِ نفس چند زنی لاف نظیری
مُشکست ہمہ سُرب و جگر سوختہ باشد

زاں خم کہ زاہداں بقدح آب جو کنند — شوریدگاں صومعہ مے در سبو کنند
پایند جملہ مہرِ سلیمان و جامِ جم — گر خاکِ راہِ میکدہ را جستجو کنند
در خشت و سنگِ میکدہ کردم معائنہ — ذوقے کہ سالکاں بخیال آرزو کنند
از خود گذشتہ دامنِ پرہیز تر نکرد — در چشمۂ کہ خضر و سکندر وضو کنند
ظرفے بہم رساں کہ مبادا بسر وری — منصور را کمندِ بلا در گلو کنند
خونابہ زخم فاش کند ورنہ عاشقاں — تارِ جگر کشند و گریباں رفو کنند
با کاہلاں گذار نظیری شراب را
شاید گلے ز گلشنِ ایں دشت بو کنند

شب فغاں را بدرِ خلوتِ ما بارے بود — نالہ بر چید اگر در دلش آزارے بود
شورش و عربدہ در شب آں زلف نداشت — بختِ من بود اگر فتنۂ بیدارے بود
خویشتن را بدمِ سحر بدو مے بستم — ہر سرِ موئے مرا با رخ و قد کارے بود
نہ غمِ مدعیاں بود نہ آشوبِ ندیم — گل بہ نظارہ مگو گلشنِ بے خارے بود
مصر ویراں و قلم را ز بس آمد شدِ او — یوسفے بر سرِ ہر کوچہ و بازارے بود
بر دلِ خستۂ من بود نگاہش ہر چند — ہر طرف جاں بکف استادہ خریدارے بود

حسن و حیرت بہم افشائے غرض می کردند / نہ غم پرسش و نے زحمت گفتارے بود

در وصالش نظیری نفسے باقی بود

دیدمش بر سر آں کوئے عجب خوارے بود

میروم جائیکہ غم آنجا ز دلہا می رود / نالہ از ہر جا کہ می خیزد بآنجا می رود

وقت جاں دادن بدنبال اجل بینم چنانکہ / گوئیا صد یوسف از پیش زلیخا می رود

تحفۂ رضواں اگر برکف ندارم دوز نیست / تا بمرگ از طفلیم ایماں بہ یغما می رود

شاید از دُردے بجا جاں فروشد میفروش / ہر کرا یک درہم است آنجا بسودا می رود

من نخواہم رفت امّا بہر تسکین دلش / ہر کجا بینند گویندش کہ فردا می رود

بر من اندوہے ہجوم آوردہ از ہجران او / کز درش تا میروم دل در تہ پا می رود

میروم نوعے ز کوئے او کہ پنداری بخشم / صد کسم پیش و پس از بہر تقاضا می رود

گر ز لوح چہرۂ لیلی ہمی آرد سبق / خاطر شوریدۂ مجنوں بصحرا می رود

شہر و صحرا را نظیری سوخت از آہ وداع

میرود نوعیکہ پنداری ز دنیا مے رود

بکش بسوز کہ نام اماں نخواہم برد / دعا بدرد سر آسماں نخواہم برد

مکن ملاحظہ از کشتنم کہ روز جزا / ز رشک نام ترا بر زباں نخواہم برد

ز دل طپیدن آغاز عشق مے گفتم / کزیں معاملہ غیر از زیاں نخواہم برد

ز اضطراب دلم روز وصل معلوم است / کہ از بلائے شب ہجر جاں نخواہم برد

بس است چند کنی اے فراق بے رحمی / وگر بخویش تحمل گماں نخواہم برد

اگر ز دامن یوسف کنند بالینم / سرے کہ وقف تو شد ز آستاں نخواہم برد

بایں ملال کہ من میروم بسوئے چمن / چہ جائے غنچہ کہ برگ خزاں نخواہم برد

نظیری اینچہ بلندی و تیزی پرواز نیست

ز شوق رہ بسوئے آشیاں نخواہم برد

حسن چندے سر بدل شوخی و خودرائی دہد / شہ چو گیرد مملکت اول بیغمائی دہد

دیدۂ عاشق نیابد ذوق از دیدار دوست / گر نہ اول ترک دیدنہائے ہرجائی دہد

لذت دشنامش از من پرس کآب تلخ و شور / ذوق کوثر در مذاق مرد صحرائی دہد

گرد و از جاں دادنم معلوم شوق روئے دوست / زاں نمے میرم کہ ترسم مرگ رسوائی دہد

در بیابانہائے گنجم اگر طغیان شوق / بند بکشاید چو سیلم سر بشیدائی دہد

گریۂ ما تلخ و طبعِ میزباں رنجش پذیر    صوت مطرب با دلش بگداز گیرائی دہد

شکوہ کمتر کن نظیری گر کسے یاری نہ کرد
رخت ما سوزد چہ نقصان تماشائی دہد

گل آمد و لعلم ز دل سنگ بر آورد    اشکم ز تماشاے چمن رنگ بر آورد

میخواست ز مرغان چمن شور بر آید    یک نغمۂ مغنی بصد آہنگ بر آورد

عشق آمد و در شہر خود آئین خرد دید    تا شہر بتاراج رود جنگ بر آورد

مطرب ز برم خرقۂ سالوس بدر کرد    گردِ ہمہ شہرم بدف و چنگ بر آورد

شب نیست کہ از شادی بسیار نگریم    غم خوردن کم حوصلہ را ننگ بر آورد

یکبار ز عیب و ہنر خویش ندیدم    در جیب و بغل آئینہ ام زنگ بر آورد

در راہ وفائے تو نہ طولیست نہ عرضے    شوخی تو فرسنگ بفرسنگ بر آورد

ایں خوں شدہ دل بسکہ خرابست نظیری
در پیش تو نتوانمش از ننگ بر آورد

نالہ را نیست اثر کز تو شکایت دارد    ورنہ ما گرم دعائیم و سرایت دارد

مردہ را زندہ نماید دم ما بو العجبال    آتش از گرمئ ما چشم حمایت دارد

ذوق ہر مرغ باندازۂ پرواز خود ست    عشقبازی نبود ہر چہ نہایت دارد

عملِ صالح و طالح بجوے نستانند    ہر کجا کار تعلق بعنایت دارد

کس چہ داند ہمہ مایہ بنا بود دبود    جنس نایاب خریدم کہ کفایت دارد

دفتر نالۂ ما را نکشایند نہ ہم    مُہر در دست برد تا چہ حکایت دارد

کفر و ایماں نبود شرط نظیری در عشق
بتو کافر بنمایم کہ ولایت دارد

باعثِ راندنم از بزم بجز عار نبود    ورنہ کس را ز من و بودن من کار نبود

تا شدم از تو جدا تفرقہ پامالم کرد    دولت آں بود کہ ایں فرقت دیدار نبود

ہمہ آساں نجدائی تو مشکل گردید    ہیچ دشوار بدیدار تو دشوار نبود

بدی در ہمہ جا نام بر آرم کہ مباد    خون من ریزی و گویند سزاوار نبود

نالہ از بہر رہائی نکند مرغِ اسیر    خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

عشقم از سود و زیانِ دو جہاں فارغ کرد    از چہ کارم ہمہ عمر ہمیں کار نبود

خوشدلی کرد نظیری بر ِش امشب خالی    صد سخن گفت کہ شایستۂ اظہار نبود

محبت با دلِ غمدیده الفت بیشتر گیرد
چراغی را که دودی هست در سر زود تر گیرد

پس از وارستگیها بیشتر گشتم گرفتارش
چو صیدی جست صیادش ز اول سخت تر گیرد

محبت بیشتر قائم شود چون بشکند پیمان
شگوفه اول افشاند درخت آنگه ثمر گیرد

اگر بادی وزد مشتاق را شور و سماع آرد
وگر بوئے رسد مخمور را مستی ز سر گیرد

مشو از حالِ من غافل که زخمِ کاری دارم
مبادا دیگرے صیدِ ترا از خاک برگیرد

مرا این مے که برد از هوش دلِ مجروح خواهد کرد
حریفے آگهی باید که از حالم خبر گیرد

نظیری کوئے عشق است این نه شاهد بازی و رندی
که گر یارے رود از دست کس یارے دگر گیرد

بهجر و وصلِ تو جان الفت و نزاع ندارد
نشاط آمدن و کلفتِ وداع ندارد

بشهر ما نفروشید جز رضا و محبت
کسے دوکان نگشاید که این متاع ندارد

بران فراز که من میکنم عروج مقامیست
که هیچ پایه بران پایه ارتفاع ندارد

چنان حقارتم از چشم اعتبار فگنده است
که دهر بر من و حال من اطلاع ندارد

بر طل خون جگر می خورم ز بخت بشکرم
که سر ز جام تنک مشربم صداع ندارد

ز تیرگی بشبِ انتظار شمع امیدم
برابر پر پروانه شعاع ندارد

عبث بوعدهٔ لطفش دلت خوش است نظیری
کدام لطف که با بختِ تو نزاع ندارد

کمند و دامِ ما غیر از شکارِ غم نمے گیرد
مگس بر خوان ما عیشے بجز ماتم نمے گیرد

نصیب دیگران هر لحظه رطل خنده لبریز است
بجام ما تبسم نوبتِ ما هم نمے گیرد

بشیرینی محبت در دل دیگر زیادت کن
که ظرف ما ازین یک قطره بیش و کم نمے گیرد

مریضانِ دیارِ عشق خوش بیماریی دارند
کسے دارو نمے خواهد کسے مرهم نمے گیرد

حسابِ امشب و فردا بزلفِ درهمی دارم
شمارِ ظلم و بیدادی کسے برهم نمے گیرد

سرے از خاکِ کو گم گشتهٔ ما برکند شاید
دلِ ما را بهیچ آن زلفِ خم در خم نمے گیرد

باه و ناله میجوید نظیری بر درت راهے
سکندر صف نمے آراید و عالم نمے گیرد

ز بیدادِ تو حرفِ مهر را نام و نشان گم شد
کتابِ حسن را جزوِ محبت از میان گم شد

ز عهد بوالهوس گردِ دولت عاشق نمی گردد
طفیلے جمع شد چندانکه جائے میهمان گم شد

سحر بیتے مغنی می سرود از تو بیاد آمد
چنان شورے بر آوردم که وقت و دستان گم شد

بنالش خواستم جا در دلت افتادم از حشمت | گدا آمد که صدر قرب جوید آستاں گم شد
پس از عمرے شدم عرضے کنم خنداں بہ پیش آمد | کہ مضمون سخن صد بار از دل تا زباں گم شد
متاع دیر اگر داریم برمارد مکن زاہد | بعزم کعبہ می رفتیم راہ کارواں گم شد
ہوس تا یافت رواز من مزاج کار ہا برگشت | طرب تا بست در بر من کلید آسماں گم شد
ہوس را در فراق مرحمت خواب گراں بگرفت | طرب را در سراغ عافیت نام و نشاں گم شد

اگر پرسد کسے حال نظیری را بگو ئید ش
کہ درد داست آں مرغے کہ شب از آشیاں گم شد

ز نکہت سحری شوق یار مے خیزد | جنوں ز سایۂ ابر بہار مے خیزد
بروئے یار نگہ رشحۂ بیز مے افتد | بزلف یار شکن قطرہ بار مے خیزد
سحاب دل شدہ در کوہسار مے گردد | غزال شیفتہ در مرغزار مے خیزد
بہ دستگیریٔ عشاق ناتواں احوال | ز زیر ہر شجرے صد نگار مے خیزد
تنے کہ رفت ز پا بر عذار مے غلطد | سرے کہ رفت ز دوش از کنار مے خیزد
نہ از وصال ملولاں ملال مے گیرد | نہ از فراق حریفاں خمار مے خیزد
سماع رندی و گلگشت لذتے دارد | کہ بادشہ ز سر اعتبار مے خیزد
ہمیں کہ طائر فرصت رسید صیدش کن | کہ صید افگنش از ہر کنار مے خیزد
ہمیں کہ قسمت خود یافتی غنیمت داں | کہ از کمیں گہ شیراں شکار مے خیزد
دریں ہوا در خلوت حکیم نکشاید | کہ ہوش میرود و اختیار مے خیزد

جہاں خوشست نظیری قلم بجلوہ در آر
کہ گلشنے ز سر نوک خار مے خیزد

چہ شور بود کہ عشقت بمن کرامت کرد | کہ نارسیدہ قیامت دلم قیامت کرد
حدیث من کہ ز مجموعۂ وفائے تو خواند | کہ بے تو خون دل و دیدہ اش علامت کرد
بکعبۂ دل من عاشقاں نماز آرند | کہ قبلہ شد صنم و برہمن امامت کرد
ہزار نماز کنم صد ہزار سجدۂ شکر | کہ در دیار تو دل نیت اقامت کرد
قضائے کفر ادا می کنم کہ بر من عشق | نماز و طاعت چل سالہ را غرامت کرد
نثار دیدہ تصدق دہم کہ بخت جواں | بکوئے زہد و ریا تو بر ندامت کرد

مزاج عشق نظیری حریص و سودائیست
دریں معاملہ نتواں ترا ملامت کرد

بے تو بر بال و پر مرغان گلستان تنگ بود — صوتِ بلبل در حریم باغ بے آہنگ بود

حال آن گل گشت صحرائی کہ من کردم مپرس — لالہ‌ہا را در تہِ ہر سنگ پر خون چنگ بود

بے تو بر چشم نمک مے بیخت بادِ صبحدم — گرچہ مروارید مے سائید ہر جا سنگ بود

سایہ مجنوں میشد اندر راہے کہ من کردم گذر — کز خیالت خیل صد لیلی بصد فرسنگ بود

نامۂ دشمن ملالت بے تو مے برد از دلم — آنچہ بر مے چید زنگِ سینہ ام را زنگ بود

گر نمردم از نشاطِ دیدنت از من مرنج — با نشاطم خصمی با جانِ سختم جنگ بود

پیش ازیں چندیں نظیری شور و مستی نداشت
تا نبودی جام بے ساقی و مے بے رنگ بود

تو میرانی و جانم با تو ذوقِ گفتگو دارد — گدا ہنگامِ مردن بادشاہی آرزو دارد

تو شمعِ بزمِ ہر کس گشتہ صحبت غنیمت داں — کہ ایں پروانہ ہم با گوشۂ تاریک خو دارد

حرارت از برائے گرمیم بسیار مے باید — دلِ چوں موم از سختی جدل با سنگ و رو دارد

کدام مجلس و سامان کہ میخوردن بیاد آرم — چراغے تیرہ دارم کہ مردن آرزو دارد

بید مستی سزد گر متہم دارد مرا ساقی — ہنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد

سزد گر باغباں در ہائے باغ از ناز بکشاید — کہ بلبل گشت مست و غنچہ اش مے در سبو دارد

گدا ایں بود جامِ لطف کے دادی نظیری را
ہنوز آں تشنہ لب آب غریبی در سبو دارد

روز آں آید کہ با صد خواریم بر در کشند — پردۂ ناموس شب از روزگارم بر کشند

بر سرِ پروانہ شمع از بہر آں سوزد کہ ہست — جذبۂ عشقے کہ خاکستر بسے کشور کشند

ہیچ جا نگذاشت کز وے فتنۂ باقی نماند — کاش چوں آید قیامت رخت از در دیگر کشند

از درش تصدیع کم کردم چو دانستم کہ او — خطِ نسیانے مرا یکبارہ بر دفتر کشند

غم کہ ہر شب مجلسم افسردہ زو بشگفت رفت — امشب از ہجرت چراغم [illegible] بر سر کشند

چارۂ کز بیقراری تشنۂ وصل ترا — بر سر [illegible] آتشم [illegible] کشند

از فراق امشب نظیری مجلسم ماتم کہ ہست
بوئے خون آید چو عودم شعلہ در مجمر کشند

ہنم مرغِ اسیرے مضطرب از بیم جانِ خود — نہ ذوقِ دانہ دارم نے امیدِ آشیانِ خود

دل از امیدِ وصل و بیمِ ہجراں کردہ ام فارغ — نشستہ گوشۂ وارستہ از سود و زیانِ خود

ز قوتِ خویش یا کم طعم نہ زہر و شکر ہا گویم — کزیں نعمت نشستم پروردہ مغز استخوانِ خود

بباغِ روزگار آں خوشنوا مرغِ کہن سالم  کہ خود مے سنجم و خود می‌سرایم داستانِ خود
بنزدِ محرم و بیگانہ عیبِ خویش مے گویم  بدشمن مے دہم از سادگی تیر و کمانِ خود
درِ مے خانہ بر لب می‌گشاید یادِ نومیدی  کسے کو تا زند قفلِ خموشی بر دہانِ خود

نظیری صبر کن کیں بند از دل بگسلد روزے
ہنوز امیدوارم مے کند ضبطِ زبانِ خود

تبسم بلب از شرم خشم و کیں گردد  کرشمہ اش گرہ از ناز بر جبیں گردد
کند بدیدہ شکر ریز اشکِ تلخم را  بخندہ کہ از و زہر انگبیں گردد
ازو بقیمتِ آسایشِ ابد بخرم  جراحتے کہ دلم یک نفس غمیں گردد
چو باد از سرِ عالم بجہد بر خیزم  اگر دمے بمن از مہر ہمنشیں گردد
نہ قبلہ دانم و نہ کعبہ کافرِ عشقم  چو سجدہ پیشِ بُت آرم قبولِ دیں گردد
گہے کہ جامۂ تقوی و رند گو نیدم  کہ دستِ کیست کہ پنہاں در آستیں گردد

سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست
قبولِ دوست مگر نالۂ حزیں گردد

دلم را نورِ رحمت از وداعِ جاں فروگیرد  شہادت خانہ ام را پرتوِ ایماں فروگیرد
دلِ پُر حسرتے دارم کہ ہر سُو چشم بکشایم  سرشکِ گریہ ام از دیدہ تا داماں فروگیرد
زبس شاید ہم در کیش طاقت ناوکِ آہم  خراشِ سینہ ام را سوزنش پیکاں فروگیرد
ز شورِ سندی مداں کز بیتو بر بستر نہم پہلو  سرم را اضطرابِ زانوے حرماں فروگیرد
دراں ساعت کہ آہم گردِ راہ از چہرہ افشاند  جراحتہاے اہلِ درد را جریاں فروگیرد
بحسرت می‌سپارم جاں بہ بند از گریہ چشمم را  کہ گر اشکے بیفتد دہر را طوفاں فروگیرد

اگر آید بجز یادِ تو در خاطر نظیری را
ز دل تا بگذراند صد رہش نسیاں فروگیرد

زناں آنکہ کردم قطع [illegible] یارِ خود  نہادم در حرم کوے او سنگِ مزارِ خود
برہمن از حرم برگشت و حاجی از حرم آمد  من و اخلاص عرضِ بندگی و کوے یارِ خود
تو زاہد کافری داں طاعتم خواہی ہمانی  مرا کاریست با صدقِ دلِ امیدوارِ خود
خلل گر در بناے دین و ایمانم شود سہلست  ندانم نقص در بنیادِ عہدِ استوارِ خود
ز کاملِ عیارم در وفا و دوستی خالص  گرم صد بار بگذاری نگردم از عیارِ خود
[illegible] لیکن ام از حرفِ نایابی  محبت مے کند نوعے کہ باید کرد کارِ خود

نظیری از تو در خون زینت هر دام از صیدی
تو هم فتراک را آراسته‌ای ده از شکار خود

در بروی عیش تا بستیم دیگر وا نشد — صد کلید آورد بخت و قفل این در وا نشد
در گریبانی که غم آویخت کمتر شد درست — خوش شدی کم وحشت دامانی که یکسر وا نشد
تا غم از ویرانهٔ ما راه آمد شد گشود — دیدهٔ شمع امید ما ز صرصر وا نشد
همچنان مکتوب ناکامی بهم پیچیده ماند — نامهٔ سربستهٔ ما هیچ جا سر وا نشد
سعی کردم تا مگر از عشق بردارم دلی — قطرهٔ خون ناب از روی اخگر وا نشد
اضطراب از بهر جان بردن بسی پروانه کرد — پیچ و تاب شعله‌اش از بال و از پر وا نشد

آنکه شب خواب نظیری را بافسون بست بست
هیچ کار بستهٔ او زان فسون گر وا نشد

دل نمیدانم کجا زین آستانم می‌کشد — مرگ می‌بینم که با هجران عنانم می‌کشد
هر سر موی تنم دارد خروشی از وداع — هجر پیوند تو از رگهای جانم می‌کشد
داشتم در سینه پیکان خدنگ کاریی — دست غیرت این زمان از استخوانم می‌کشد
میکند یکسودگی سیری نگه در خاطرم — گریه هم پای ز چشم خون فشانم می‌کشد
قصهٔ وارستگی امروز پیش دل گذشت — طرفه حرف ناامیدی از زبانم می‌کشد
بر سر بازار جانبازی کمان آویختم — دست غیرت بشکنم هر کس کمانم می‌کشد

میکشم سر از کمند او نظیری بعد ازین
گر بصد زنجیر آن نامهربانم می‌کشد

برقفا چشمست می‌آید چو این در واشود — آن زمان درگاه استغناسی که صد در جا شود
آنکه او در کلبهٔ احزان پسر گم کرده یافت — تو که چیزی گم نکردی از کجا پیدا شود
دوستدار از غریبان نالهٔ بیچارگی — عشق میخواهد که کشتی غرقهٔ دریا شود
هر که میخواهد که منشور خراباتش دهند — باید اول خانمان برهم زند رسوا شود
زو همه خوبی ز ما زشتی همانا لائق است — پردهٔ ما بسته ماند پردهٔ او وا شود
شد بهار عمر نایخته است انگور هم هنوز — نیست معلومم که این سرکه کی صهبا شود
غمزهٔ آن گوهر آرم پا کم ار آید بکار — حلقهٔ آن در بچشم ... اشود

چشم نظیری راست بر جای نظر افگنده‌ام
وای گر روز جزا چشم و دلم گویا شود

هر شاخ درین باغ هوائے دارد — هر گلے رنگے و هر مرغ نوائے دارد
یک شکر کام امیدم همه شیرین کرده ست — نزد خود هر مگسے فرّ همائے دارد
برهمن هم در بت کده نومید نشد — در هر خانه زنی خانه خدائے دارد
حسن هر جلوه که از جائے دلت را ببرد — از پیش گر بروی راه بجائے دارد
نیست در حلقه رهستان زمن آلوده ترے — اهل هر سلسله انگشت نمائے دارد
تا ز خورشید وصالش بفراق افتادم — هر که بر من گذرد طعن خطائے دارد
بفسون دهنش بار اقامت مکشا — کان سر چشمه عجب برگ گیائے دارد
تا نماند بغلط مهره فلک مے بازد — گرچه خصلے بنهد ذوق وغائے دارد
حذر از شهرت خونریز کسے باید کرد — که اگر کشته شود نوحه سرائے دارد
بمن آں کن که سزاوار جمال تو بود — شمع در سوزش پروانه سزائے دارد

غم مخور الفت معشوق نظیری باتست
بود هر ذره بخورشید بقائے دارد

گر تشنه بزهم میرم عجب نباشد — رحمے نمی نماید تا جاں بلب نباشد
با صد امید خواندند کز انتظار سوزند — چوں در نمے کشایند کاش این طلب نباشد
صهبائے ما ز دادند سرمست شوق کردند — گویند لب کشودن شرط ادب نباشد
من یک سبب ندارم درگیر بردر بخت — یک مدعا نسازند تا صد سبب نباشد
چوں ذوقے بہ بینند آمرزشے نمایند — پائے اگر بلغزد جائے طرب نباشد
هرگز دل تو انگر لذت نیابد از عشق — غم نیست عاشقان را گر قوت شب نباشد

از عقدهائے دوراں دل بد مکن نظیری
آنرا که واگذارند جز از غضب نباشد

آں بخت فتنه جو که تو دیدی بخواب شد — واں دل که بود سخت تر از خاره آب شد
گلگونه هوا و هوس رنگ واگذاشت — خال و خط عروس طبیعت خراب شد
دل را که حرف سوختگاں داغ کرده بود — می رفت تا بر آتش ایشاں کباب شد
در بحر شوق کشتی دل ریسماں برید — در کوئے یار خیمه تن بے طناب شد
این نو سنبل و گل هر کشورے نخاست — تا در خطا کدام گیا مشک ناب شد
وانگه کسے بقافله بوده است پاسباں — بیدار شو که چشم رفیقاں بخواب شد
خشکی لب به تشنه لباں آب مے دهد — تا مستعد شدیم دعا مستجاب شد

مستی چہ خوب کرد کہ ایں پردہ برگرفت رخسارۂ حقیقت ما بے نقاب شد
تاریخ واقعات شہاں نانوشتہ ماند
افسانۂ گفت نظیری کتاب شد

دوراں مئے حسرت ہمہ در ساغر ما کرد ہر ہر چہ نہادیم دل از دیدہ جدا کرد
نگشود قضا شست کہ آہے نکشیدم بر دوست ترحم خورد خدنگے کہ رہا کرد
بازوئے ہنر دارم و اقبال ندارم می کوشم و کارے نتوانم بسزا کرد
فریاد بر آریم از اں یار مشعبد کو از ازل ایں شعبدۂ چرخ رہا کرد
خود طلعت خود دیدہ دگر پردہ برانداخت خود فتنہ خود گشت دگر فتنہ بپا کرد
با آنکہ لبش داد منادئ محبت نہ بر سر مہر آمد و نے عہد وفا کرد
ناوک فگنے بر سر ہر راہ نشانید در عشق کمندم بگلو بست و رہا کرد
دشمن بارم افگند و دوست باآتش با اینہمہ حدیست کہ گویم کہ جفا کرد
چندیں سخن عشق کہ گفتند و شنیدند کس حق محبت نتوانست ادا کرد
بزند بجائے پر و بالش سر و منقار مرغے کہ بلند از سر ایں شاخ نوا کرد
خورسند بتسلیم و رضا گشت نظیری
مسکیں نتوانست خصومت بقضا کرد

نہ ز جہدم بکف بخت عناں مے آید نہ بزورم زہ دولت بکماں مے آید
نہ مرا بازوئے قائم نہ مرا دیدۂ راست ہمہ بے قصد خدنگم بہ نشاں مے آید
تو کہ آسودہ دلی از نفسم سود مخواہ منکہ شوریدہ ام آتش بزباں مے آید
سخن مردم دیوانہ حقیقت دارد در عبارت بہ اشارات نہاں مے آید
عشق در مملکت عقل چو سلطاں گردد روش و عادت دیگر بمیاں مے آید
میکنم شور چو از خانہ علائق برود مید ہم خیر چو از راہ زیاں مے آید
ہمہ بر خویش زنیم دم آخر لرزند جائے خوفست کہ کشتی بکراں مے آید
مرد را گاہ وسر ابر دۂ عزت باشد ہر کہ دامن بسر پائے کشاں مے آید
وصل جویان تو بر بوئے نسیمے گرد کہ از و بوئے تلف کاری جاں مے آید
طاقت جور و جفا نیست تنک حوصلہ را گریہ چوں نکند دل بفغاں مے آید
اینکہ با طبع شبابست نظیری چہ عجب
میر و د پیر بمیخانہ جواں مے آید

بیگانه گر شود بدر آشنا رود ‌‌ ‌ آنکس که آشنای تو باشد کجا رود
از خاکبوس کوی تو تا پا کشیده ام ‌ ‌ بر راه من جدا روم و دل جدا رود
احرام عهد روز ازل کعبه کوی تست ‌ ‌ جز راه عشق هر که رود بر خطا رود
صهبای راز بیش ز اندازه می دهند ‌ ‌ گر دم زند حریف سرش بر هوا رود
عشاق ناز حسن نه ارزان خریده اند ‌ ‌ بسیار سر که بر سر این ماجرا رود
شادی که غبن می کشی و دم نمی زنی ‌ ‌ در شهر این معامله با هر گدا رود
عشق آمد و تمام بگوشم درون دمید ‌ ‌ رازی که در میان مس و کیمیا رود
این حاجیان ز دور صدائی شنیده اند ‌ ‌ کس در درون پرده چه داند چها رود
زان بحر موج زن چه کم آید اگر رشحه ‌ ‌ بر کشت زار سوخته آب بقا رود
عریان تنی عارف معنی جمال اوست ‌ ‌ فر هما بماند و پر هما رود
ما پیرهن ز سادگی از بر فگنده ایم ‌ ‌ وز کینه دیر در بر دشمن قبا رود

غمگیں مباش زود نظیری فرح دهند
چوں بندهٔ مطیع همه بر رضا رود

دل کز تو شد بریده کم از سنگ و رو نبود ‌ ‌ پیوند روح بود بتو انس و خو نبود
قهر تو ناگهان بسر آمد سبب نداشت ‌ ‌ هجر تو اتفاق فتاد آرزو نبود
ناسازی نزاکت طالع سبو شکست ‌ ‌ با آنکه دُردم آن قدر اندر سبو نبود
چشم و دماغ مردم عاقل گرفته بود ‌ ‌ با خود گل جنون مرا رنگ و بو نبود
عقلم که امتیاز گهر استخوان نکرد ‌ ‌ کام هما برید و درش در گلو نبود
گر دل براه نامه و قاصد نمی شکست ‌ ‌ بسیار تیره آب محبت بجو نبود
معجر فرو گذاشت ز سر کان گل غدار ‌ ‌ ناتق بروی مفلس ناشسته رو نبود
گفتم که عهد بستن و تنها گذاشتن ‌ ‌ دانی بدست اگرچه بگویم نکو نبود
حسن تو در ترازوی ابرو بلا فروخت ‌ ‌ روزی بمن که دسترس سنگ و رو نبود
گفت آن زمان که غمزه ام این ماجرا نوشت ‌ ‌ هیچم بهستی تو سر گفتگو نبود

اے طائری کہ نامہ سوئے دوست میبری
گر پرسدت کہ بود نظیری بگو نبود

ساقی قدح نداد و سفال سبو نبود ‌ ‌ چندانکه جرعه بچشم آبرو نبود
[illegible] ‌ ‌ از فرقت [illegible] همراه [illegible] خاک کو نبود

دنداں زد ہزار نگاہ گرسنہ بود — لعل لبش کہ بادہ باں رنگ و بو نبود
در باخت دل بعشق مقمر ہر آنچہ داشت — ہرگز قمار خانہ بایں رفت و رو نبود
از بیقراری دلم ابر و ترشش نکرد — با آنکہ میفروش مغاں نیک خو نبود
تا جرعہ نداد کہ اسرار دوستی — لائق بہرزہ مست ہر جا رسو نبود
تا صبحدم عنم صنمم بود بر زباں — کانجا مجال عابد اللہ گو نبود
زاں حسرتے کہ در دل من میفروش کرد — بزم مئے نشد کہ لبم خشک از و نبود

بس آرزو کہ داشت نظیری سختہ گو
امروز گنج یافت کہ در آرزو نبود

صبح بناں راہ فلک بر نبستہ اند — ہر چند دیر آمدہ در نبستہ اند
حرمان تو ز ہمت کوتاہ بین تست — ہرگز در کریم بکافر نبستہ اند
سرمایہ شناخت چراغیست دادہ اند — امارہ چراغ ز صرصر نہ بستہ اند
بر تشنگاں بہار تجلی برائے چیست — دریا کریم و ظرف ترا سر نہ بستہ اند
ماے رہیم رخش ترا پے نکردہ اند — ما وحشی ایم با نہ ترا پر نہ بستہ اند
عالم ز ظلمت شب حرماں سیاہ شد — کو آفتاب اگر رہ خاور نہ بستہ اند
مکتوب دوست داری ما را جواب نیست — غیر از سرش بہ بال کبوتر نہ بستہ اند
ہر مرغ بر ہوائے گلے آشیاں نہد — بر شاخ شعلہ بال سمندر نہ بستہ اند

تا چند عود خام نظیری فروختن
دودے بر آر وزن مجمر نہ بستہ اند

حسن جنبید ز خواب و مژہ بر ہم زد — فتنہ برپا شد و شیشے بہ رگ عالم زد
ہر چہ در پردہ نہاں بود ہویدا کردند — چہ شبے بود کہ ایں صبح سعادت دم زد
بے محبت نمود ندا جابت ہر چند — بانگ تسبیح ملک بر فلک اعظم زد
مطلب جملہ ذرات ز جا بر جستند — مایہ عیش چو بر خاک بنی آدم زد
خواست آئینہ تحقیق بما بسپارد — قفل کورے بدل و دیدہ نامحرم زد
غرض آں داشت کہ از عشوہ اش آگہ باشم — بر دروں زخم زد اندیشہ نمک از غم زد
عقل چوں دید کہ عشق آمد و خونخوار آمد — لب فرو بست و دم از سلطنت خود کم زد
روح آزاد کزیں معرکہ جاں بیروں برد — دست در حلقہ فتراک خم اندر خم زد
ہر ایں قصہ نظیری نہ بیارد بیروں — اگر عمرے بسخن گشت و ورق برہم زد

شادیِ عشقِ تو هنگامهٔ غم برهم زد / شورِ حسنت نمکے بر جگرِ آدم زد

شب ز دیدارِ تو گردید بهر آبستن / جامه بر سنگ زشورِ رخِ تو ماتم زد

شهد لبهائے تو دکانِ مسیحا دربست / دست در دامنِ تیغ نگهت مریم زد

کعبه آمد حجر الاسود خالت بوسید / غوطه در موجِ چاهِ ذقنت زمزم زد

تا قضا خالِ بهشتی جمالِ تو بدید / شست آن خال که بر ناصیهٔ آدم زد

بسخندانیِ تو طفل ندیدست کسے / گره اعجاز لبت بر نفسِ مریم زد

عشق دو شاب دل آن روز که سودائے بخت / مایهٔ مهر بریں شیرهٔ جانها کم زد

دوش میخواست قدم برمن افتاده نهد / کند خاکِ من و بر دیدهٔ نامحرم زد

دولت از فیضِ دمِ صبح نظیری دریافت
در ندادند لغو اص که بے جا دم زد

نه فوت صحبتِ ایں دوستاں غمے دارد / نه مرگ مردمِ ایں عهد ماتمے دارد

میانِ ایں همه حجاب عیب پوشی نیست / در دیده پردهٔ تر است آنکه محرمے دارد

بخوش بیانیِ هم صحبتاں زجائے مرو / که گر زنیش بود هر که مرهمے دارد

بهرزه وقت امید هر کجا تماشا / که مبتلائے هوا کار درهمے دارد

هزار حرص بزهر خار بایدش خوردن / نکو سرشتی اگر طبع خرمے دارد

ز طعن گرسنه چشماں و لیر ننماید / هلالِ عید که ابرے پرخمے دارد

بکاوش مژه رگهائے جانش بشکافد / تنک دلے که چو من چشم پرنمے دارد

زخویش و اهل گذر کن که ملک بیخویشی / بروں ز عالم ایں خلق عالمے دارد

بجاه و حشمتِ دنیا چرا قفا نکند
کسے که همچو نظیری مسلمے دارد

بادهٔ خاص محبت کے بنامحرم رسد / محرماں را دوستگانی از قفائے هم رسد

وقت عارف شب نکو گردد که خوابست عام / یکدلِ بیدار در فیض همه عالم رسد

یافت گردیوانه جائے تعجب بهر چیست / از عجائبهائے دوران بوریا خاتم رسد

زادِ مسکیناں بره بردار کاب زندگی / تا سفالِ خضر باشد کے بجامِ جم رسد

برگلِ ما ابر اگر هرگز نبارد خورمیم / مزرع نمناکِ ما را خوشه از شبنم رسد

شکر للّٰه کز خوش و ناخوش بیادش همدمیم / بس همیں شادی که ما را از نصیب غم رسد

هر کجا تن چاک گردید از نمک انباشتیم / زخمِ ما بے باک جاناں را کجا مرهم رسد

عشرتِ ساغر پرستاں زندہ دارد مردہ را ۔۔۔ سور گردد در سرائے ما اگر ماتم رسد

سودے از طاعت فروشیہا نظیری برنداشت
ہر کرا سرمایہ رد باشد کفایت کم رسد

# ردیف الذال

بر خوان من نمک بملاحت نشد لذیذ ۔۔۔ صد بار تا نسوخت جراحت نشد لذیذ

ہر کس بے نداور دائے ترک کلفے ۔۔۔ در کام او شراب اباحت نشد لذیذ

در بحر و بر بجز الم تلخ و شور نیست ۔۔۔ جز بر امید سود سیاحت نشد لذیذ

تاجر بعشق خانہ بدریا شناور است ۔۔۔ محنت جز از تصور راحت نشد لذیذ

رخسار خوب را بوفا قدر و قیمت است ۔۔۔ بے میوہ بوستاں بفلاحت نشد لذیذ

تا صبحدم نزد نمکے بر جراحتم ۔۔۔ باآں کمال حسن و صباحت نشد لذیذ

لذت ورق زکلکِ نظیری گرفتہ است
ورنہ تہا سخن بفصاحت نشد لذیذ

## ردیف الراء

بزم خاص ست در و نکتہ بدستو بیار ۔۔۔ معنی و دُر طلب کن سخن دور بیار

تلخ روئی مکن و توبہ شیریں بشکن ۔۔۔ رُخ چوں حور نداری سخن حور بیار

چشم وا یافتہ داری خبر وصل بگو ۔۔۔ دلِ افروختہ داری دم پر نور بیار

رازِ دل فاش مکن پردہ آں غمزہ مدر ۔۔۔ محرم سرّ شدہ نکتہ مستور بیار

مطرب بزم جگر سوز سرودے دارد ۔۔۔ شکر ایں مشت نمک سینہ رنجور بیار

قصۂ وصل بگلبانگ غزل انشا کن ۔۔۔ راز دیرینہ بیار و بے دطنبور بیار

بکر ہر نغمہ کہ در پردۂ نے مستور است ۔۔۔ مست و مجنوں کن و آشفتہ و پرشور بیار

ایں غزل در صف ایوان شہیداں برخواں ۔۔۔ زاں محک گاہ افاضل خطِ منشور بیار

گل و نرگس قدح و شیشہ نظیری دادند
خبر از خواب دماغ و دل مخمور بیار

اے صبا از گل عطار نشانے بمن آر ۔۔۔ وز گلستانِ نشاپور خزانے بمن آر

خط ترخانی جاوید بعالم ندہند ۔۔۔ بگذر از عالم و منشور امانے بمن آر

فرصتم نیست که از سنگ قضا سر خارم — گر امانے نبود تاب و توانے بمن آر
تیر باران ستم از پے هم چند رسد — ناوکے می کشم از سینه کمانے بمن آر
هر نشانی که بسود اش دهی سود دهد — اگر از مایه نمانده است زیانے بمن آر
کشت زار طربم تشنهٔ آتش شده است — مطرب ابروم برق زبانے بمن آر
چون شرر در دل سنگست بجانان سخنم — تا بر آرم نفس سوخته جانے بمن آر
ملک گیرانِ سخن سکه بباطل زده اند — زین همه سیم دغل نقد روانے بمن آر

دلم از صنعت الفاظ نظیری بگرفت
از دم پرهیزی ساده بیانے بمن آر

فارغ تراز دلِ تو ندیدم دلِ دگر — ایزد ترا سرشته ز آب و گلِ دگر
گر مرغ سدره را بکشی مائلے که باز — در خاک و خوں طپیده شود بسملِ دگر
هر مشکلے که عاجزیِ ما بیاں کند — آساں کنی که پیش نهی مشکلِ دگر
از آب و گل غرض شجرِ قامتِ تو بود — عالم نداشت بهتر ازیں حاصلِ دگر
از نورِ محفلِ تو جهاں در گرفته است — نفروخته چراغ تو از محفلِ دگر
خاطر بمنتهائے جمالت نمے رسد — دارم بهر مشاهده ات منزلِ دگر
از ماهتاب روئے که غیر از جمالِ دوست — دریائے عشق را نبود ساحلِ دگر
مستاں اساس میکده زیبا نهاده اند — رسمے اگر نه تو ننهد عاقلِ دگر

ساقی قدح بکف تو نظیری نظر بغیر
دوراں ندیده است چو تو غافلِ دگر

طلوع باده ز شام و سحر دریغ مدار — ز خاک جرعهٔ خود چوں قمر دریغ مدار
اگر بگنج سرابیل باغباں آید — بگو که آب رز از جام زر دریغ مدار
حیات تلخ مده عیش خوشگوار بگیر — چو عشق تیغ کشد جان و سر دریغ مدار
بشکر آنکه حدیثے چو انگبیں داری — ز سائلاں ترشی و شکر دریغ مدار
ترا به بینش کوتاه خویش نتواں دید — مگر ترا بتو بینم نظر دریغ مدار
درون جانی و در پردهٔ زمردم چشم — جمال اگر ننمائی خبر دریغ مدار
همیشه چشم باحسان آشنا دارد — ز خاک کشتهٔ غربت گذر دریغ مدار
جراحتِ دل شوریده خشک می گردد — ازاں دو زلفِ سیه مشک تر دریغ مدار
بیانِ شوقِ نظیری دراز انشائیست — بیاضِ چهره ز خونِ جگر دریغ مدار

دارم دلی ز طایر وحشی رمیده تر
هرچند دورتر ز کسان آرمیده تر

تا آن خدنگ قامت از آغوش من برفت
پشتم شکسته تر شد و قدم خمیده تر

خونی که حکم بود بریزد خطا نشد
چندانکه داشت دامن عصمت کشیده تر

آنجا که شحنهٔ تو بدرگاه می رود
شاهد ز عاشق است گریبان دریده تر

خورشید از کمان تو یک تیر می کشد
ماه از تو کس ندیده تمام آفریده تر

دندان زده هزار امیدم بدرگهت
از سگ گزیده سر کویم گزیده تر

خاری که در رهِ تو بخاطر شکسته بود
هرچند بیش کافتمش شد خلیده تر

درکام ناروائی عشق پری وشی
از سحر کرده ایم با فسون رسیده تر

نازان مرو که بار علائق گذاشتی
هستی تعلقست نظیری جریده تر

هردم از زلفِ تو دارم کافرستانی دگر
دمبدم نوعی کنم از رویت ایمانی دگر

با تولی با حسن رخسار ترا ورزیده است
چون تولی گر سر بر آرد از گریبانی دگر

چاشنی گنج آن لب از مذاقم کی رود
گر بگردانم زبان را در نمکدانی دگر

نیست هم دعوی حریفی حسن تنها هر زمان
رخش می تازد ز میدانی بمیدانی دگر

چابکی با خویش طرح ترکتاز افگنده است
گوی دیگر می زند هردم بچوگانی دگر

تا برد دل آرد سرسی از لوح پیشانی او
طفل گردد عقل هردم در دبستانی دگر

حسن هر سو در لباس صورتی پنهان شود
عشق هر ساعت در آویزد بدامانی دگر

پیش حکمش گردم از عذر خطای خود زند
می نهد بر روی آدم خال عصیانی دگر

درد نایابی و نادانی نظیری مشکل است
غیر خاموشی ندیدم هیچ درمانی دگر

درد دل را می کنم با صبر پیوندی دگر
بر طبیب خود تغافل می زنم چندی دگر

اعتمادی نیست بر عهدی که نقصانی ندید
هست در پیمان گسستن هر پیوندی دگر

گرچه میدانم قسم خوردن بجانت خوب نیست
هم بجان تو که یادم نیست سوگندی دگر

پای تا سر دیده ام از شوق رخسارت که هست
هر سر مویم بی تو چشم آرزومندی دگر

پیر کنعان با که گیرد انس در بیت الحزن
بوی یوسف را نمی یابد ز فرزندی دگر

چون بشرم بخششم نشتی خجالت ساختم
کیس مروت نیست با طبع خداوندی دگر

تاب می آری که از کف می نهی آئینه را
از جمال تو ندیدم جز تو خرسندی دگر

شکوه و شکر نظیری عکس کین و مهر تست
آئینه منما که طوطی نشکند قندی دگر

به بیرحمی دلی داری دل صیاد از آن خوشتر
زبانی در کتابت سیلی استاد از آن خوشتر

بخود قیدی نداری با وجود حسن و زیبائی
ز هر خوبی که داری دام و آزاد از آن خوشتر

فریب خنده میخواند عتاب غمزه میراند
ز خوبان خوش بود مهر و وفا بیداد از آن خوشتر

چو دریا میکشم دم در خود و در جوش می‌آیم
که خاموشی خوشش می‌آید و فریاد از آن خوشتر

ز بیدادش اگر نالم گرم زیر و زبر سازند
بنائی کو کند ویران نهد بنیاد از آن خوشتر

نثاری بر رخ او صد عوض در زیر لب دارد
برو جانی گر افشاندیم صد جانی داد از آن خوشتر

نظیری جذبه‌ای باعث نصیحت میکند خاصیت
اگر فضلی نداری عشق مادرزاد از آن خوشتر

ای مطرب جان سوخت دلم پرده دگر گیر
یا پرده ازین راز به یک مرتبه برگیر

راهی بنواز که غم عشق در آید
گو شورش و مستی جوانی ره در گیر

راهی که بمطلوب قریب است عزیز است
تا سر برود پای ازین مرحله برگیر

اسرار خرابات مغان ساده توان یافت
هان ای بط می بلبله پرداخته تر گیر

زین همنفسان آتش حسرت نفروزد
یار دم گرمی شو و چون سوخته درگیر

تو طفلی و این راحت ز غم میدهدت دست
تا خون جگر سیر شو و خون جگر گیر

جام فلک آمیخته شهد و نشتر نگست
کاری که ازو ساخته تر گشت بتر گیر

تا در طلب کام خودی کام نیابی
بگذر ز مراد خود و مقصود به بر گیر

دل ز اول شب طالب فیض است نظیری
لب باز کن و ساغر لبریز سحر گیر

چشمش براهی میرود مژگان تماشا کش نگر
در سینه دارد آتشی پیراهن چاکش نگر

دامی که زلف انداخته در گردن سیمینش بین
خونی که مژگان ریخته بر دامن پاکش نگر

شرمش ز میان برخاسته مهر از دهان برداشته
گفتار بی ترسش ببین رفتار بیباکش نگر

قصد فریبی می‌کند روی غزالی می‌چمد
آن چشم آهو گیر را با زلف پیچاکش نگر

از کوی معشوق آمده شوریدگان در حلقه اش
از صید آهو میرسد شیران بفتراکش نگر

دل برده و در دل باختن عشق عاشق پیشه بین
بگرفته در انداختن بازوی چالاکش نگر

وحشی غزالی کز حیا رم در بیابان می‌خورد
رام نظیری میشود در هوش و ادراکش نگر

منشیں بشاهد آب رخ پارسا مبر
آئینهٔ صفا بدم بے صفا مبر

دور از طریق تهمت اگر جیب مریم است
دلهائے پاک معتقدان را ز جا مبر

از کوئے چوں بجانب خلوت سرا روان شوی
بیگانه را درون مگذار آشنا مبر

تا زخم طعن زن نخوری در سرائے خویش
گر سایه همرهِ تو شود از قفا مبر

آئینه ات ز همنفسان تیره مے شود
سیمائے حسن مشکن و رنگ حیا مبر

تلخت شکر نشود بلب انگبیں مده
غارت سمن شود بگذار صبا مبر

نالاں مگرد و قیمت ما را سبک مساز
گریاں مباش و آب رخ کار ما مبر

بودن بطبع خوش منشاں کار مشکل است
نازک دلی بسر نرسانی غنا مبر

حرز جمال خود ز نظیری طلب نمائی
جز سوئے حفظ خاطرا د التجا مبر

افلاک فتنه زاده بدامانِ روزگار
برکرده سربلا ز گریبانِ روزگار

سیب ذقن مگوئے بگو گوئے آفتاب
زلفش ربوده از خم چوگانِ روزگار

گاہے که عقل بر سر جمعیت آمده
عشقش بهم زده سروسامانِ روزگار

دل چوں فناورے که عزیزش ز کف رود
خود را فگنده بر سرِ طوفانِ روزگار

از سرنوشت ساقیِ دورانِ ما قضا
بشکسته خامه در کفِ دیوانِ روزگار

ایزد چو کرد عاملِ چشمانش فتنه را
صد بار گفت جانِ تو و جانِ روزگار

نابود تا نگشته بسودائے زلفِ او
خود را نکرده جمع پریشانِ روزگار

شور ملاحتش شده داروئے زخمها
دردِ محبتش شده درمانِ روزگار

افغاں که جائے بودن و جنبیدنم نماند
زخمم نشسته بر سر پیکانِ روزگار

از قهر جیب و سینهٔ خود پاره مے کنم
دستم نمے رسد بگریبانِ روزگار

صبح اجل رسید و پر و بال مے زنم
در حسرتِ فروغ شبستانِ روزگار

راہے بسوئے قبلهٔ حاجت نمے برم
سرگشته ام میانِ بیابانِ روزگار

جولانِ افتخار از آں سو مگر کنم
زخمم گذشته از سرِ جولانِ روزگار

گوئی که کام کودک و پستان ما درست
زخم نظیری و سر پیکان روزگار

مے است چارهٔ غم هوشمند را چه خبر
رموز ہائے تلخت قند را چه خبر

سماع درد کشاں صوفیاں چه میدانند
ز شیوہائے سمند رسپند را چه خبر

بزیر شاخ گل افعی گزیدہ بلبل را  نواگران نخوردہ گزند را چہ خبر
ز دامنے کہ کشائیم ما تہی دستاں  تو میوۂ سر شاخ بلند را چہ خبر
ہزار دام تصور نہیم و برداریم  تو مرغ وحشی فارغ ز بند را چہ خبر
بخاص و عام نہد داغ بندگی عشقت  قبول درد تو مشکل پسند را چہ خبر
ہزار شیخ و برہمن ز کیش و دیں برگشت  تصرف نظر ارجمند را چہ خبر
بے علاج نمایند پند ناشنواں  طبیب داروئے ناسودمند را چہ خبر
بہ بند عشق نظیری خجستگاں افتند
ستارہ بد و بخت نژند را چہ خبر

چشم زخم خلق را با حسن روز افزوں چہ کار  ہر کرا زلف و رخ اعجاز است با افسوں چہ کار
از عتاب و لطف می بالند مشتاقیں عشق  بلبلاں را با نوا کار است با مضموں چہ کار
در عجائبہائے طور عشق حکمتہا گم است  عقل را با مصلحت اندیشی مجنوں چہ کار
کار ما با گردش طاس است و نقش کعبتین  با حساب انجم و کجبازی گردوں چہ کار
دولت وارستگی ہرگہ نماید رو خوش است  عشق را با وقت خوب و ساعت میموں چہ کار
در بیابانے کہ خوبانند رہزن رہبر است  رہروان عشق را با دجلہ ہائے خوں چہ کار
سادگیہائے نظیری دست صد تدبیر بست
عشق چوں دکاں فروچیند با فلاطوں چہ کار

ہر روز ہست نالۂ مرغاں دراز تر  گلزار بے وفا تر و گل بے نیاز تر
پیداست عشق مجلسیاں را ندار چیست  مے جانگداز و مطرب ازاں جانگداز تر
دارند زیرکاں ہمہ زاری کہ در چمن  شد بے بقا تر آنکہ برآمد بناز تر
چندانکہ روز نرگس جادو بخواب رفت  شب باشد سپہر شوخ تر و دیدہ باز تر
قانوں شکست مطرب ما را و ہمچناں  ضربت ز ضربت دگرش دلنواز تر
کے دست ما بدامن آزاد مے رسد  ہر روز ہست سرو رواں سرفراز تر
بر صوت خود مناز نظیری کہ ہر کہ رفت
دستاں بذوق تر شد و بستاں بساز تر

یکبارہ در وفا برآور  ایں مہر قدیم را سر آور
یا حریم کعبہ صفا کن  یا بر سر کوئے بت گر آور
گر نقش بدیع خامہ سر کن  ور سطر بہیم مسطر آور

پیراهن گل هزار رنگ است — رنگش همه از وفا در آور
طوفان چهار موجه داری — کشتی هزار لنگر آور
گر مست بدیم باده کم ده — ور مست شدیم ساغر آور
ور از ستر و شور ما به تنگی — برچین بساط و بستر آور
ای هادی کعبه نظیری — مومن بر ویش کافر آور

امروز برنگ دیگرش بر
فرداش برنگ دیگر آور

تعظیم پیام دل آگاه نگهدار — پیغام دل خویش ز افواه نگهدار
تا دامن گل پرده گلزار دریده است — ای شاخ گیا رشته کوتاه نگهدار
بر من که حریفان صبوحی بسحر وشنند — تو تهنیت گل بسحرگاه نگهدار
شد عشق که از منزل جانان خبر آرد — ای عقل تو بنشین و سر راه نگهدار
مجلس همه آراست و محبت بتقاضا — از صدر گرانی برو درگاه نگهدار
عاشق ز کجا و سخن صبر و جدائی — یارب تو از این تهمت ناگاه نگهدار
با خجلت جرم از در عجز و ره زاری — چون آمده ام خواه ببخش و خواه نگهدار
زندان وطن به که گلستان غریبی — از مصر بکنعان برو در چاه نگهدار

خواهی که بتو بیش شود شوق نظیری
از پیش خودش گاه بران گاه نگهدار

امروز کار و بار جهان را خراب گیر — فردا که شنبه است شگون از شراب گیر
دریاب سرخوشان چمن را بهر صبوح — شبنم بروی بستر و نرگس بخواب گیر
از سرو سر فراخته صوت حزین شنو — وز شاخ بر فروخته مرغ کباب گیر
جز مهر دلبری که قوام حیات از وست — تن را نمود دان و روان را سراب گیر
هر وقت بد که روی زاهد آب سیل دان — هر نقش خوش که جلوه کند موج آب گیر
اشعار خوش بگو و جلی بر ورق نگار — الفاظ تر ببار و شکر در گلاب گیر
خواهی ز کشف خلوتیان باخبر شوی — جام شراب درکش و ظرف نقاب گیر
خواه از طریق میکده خواه از ره حرم — از هر جهت که شاد شوی فتح باب گیر
هر ذره را بقدر طلب نور داده اند — در کار خویش ذره را آفتاب گیر
فردا دگر بدوست نظیری حساب نیست — امروز هر سوال که داری جواب گیر

غم کرد فراق دید از دور ‏— آویخت دگر بجان رنجور
از عشرتِ ناقصِ زمانه ‏— کوتاه امل ترم ز مخمور
رخسارهٔ خوش شدل نه بهیم ‏— دل شد ز فراق چشم بے نور
تقصیر نشد بگریه پنهان ‏— در آب نشد دفینه مستور
زخم جگرم که میزنم جوش ‏— کانِ نمکے که مے کند شور
کوته نشود بخامشی حرف ‏— مرہم چکند بزخم ناسور
آنجا که شرابِ شوق دادند ‏— نه جرعه ز من گرفت منصور
بوئے ز نشاطِ ما ندارد ‏— آب و گل صد ہزار فغفور
مشکل حالے و طرفه کارے ‏— خود شاہد و خود نشسته مهجور
کارِ تو ہمه بدل موافق ‏— از نیکوئی تو چشم بد دور

زود از تو شود غنی نظیری
درویش یکے و شهر معمور

دو چار ہر که شوی جز سراغ یار مگیر ‏— سپند بر سر آتش شود قرار مگیر
چو وعده در رسد او خود بیاد خواهد داد ‏— بذوق خویش سر راه انتظار مگیر
ز آب و دانه همه وحشیان بر آمده اند ‏— سر شکار نداری پے شکار مگیر
تو آں درخت نه کز تو بر تواں خوردن ‏— پے نظاره خوشی گل فشان و بار مگیر
حقوق صحبتِ او نکته ایست کم مشمار ‏— وفائے دوست متاع خوشی بخوار مگیر
چو لاله سوخته دل یا چو سرو فارغ باش ‏— ہزار رنگ مشو طور نو بہار مگیر

شراب غیر نظیری خمار مے آرد
قدح ز ساقیِ بیگانه زینهار مگیر

## ردیف الزاء

از طور صلح و عربده بیگانه ام ہنوز ‏— بر آتشے نساخته پروانه ام ہنوز
صد نیشِ تلخ خورده‌ام و صد نوش ناگوار ‏— دُرد ہزار ست به پیمانه ام ہنوز
فریادِ مطربان بسرِ خم فرو نشست ‏— غوغائے عام بر سرِ دیوانه ام ہنوز
بس قبلہا بدل شد و بس کیشها دگر ‏— روئے نیاز خلق بویرانه ام ہنوز
تا ہست پیرِ دیر رهِ فیض بسته نیست ‏— از کعبه می برند بمیخانه ام ہنوز

اختر دلیل و صدق سبیل و قضا وکیل — در بند فال سبحۂ صد دانہ ام ہنوز
ہر چند کو بکوئے بر ندم بعاریت — آئین شہر و زینت کاشانہ ام ہنوز
تصنیف عشق و معنیٔ ترکیب دیگر است — من شرح نکتۂ ز صد افسانہ ام ہنوز
آشفتگیٔ عقل ہستی برون بزم — مردم گماں برند کہ فرزانہ ام ہنوز

بازم بزم وصل نظیری چہ مے بری
در انفعال گریۂ مستانہ ام ہنوز

شوریدہ است آب و گل قالبم ہنوز — دیوانہ ہم مے برد از مشربم ہنوز
گہ چہرہ میخراشم و گہ جامہ میدرم — سودا نرفتہ است بروں از تنم ہنوز
صد بار عید آمد و آدینہ ہا گذشت — شنبہ بروں نمی رود از مکتبم ہنوز
صبح نشور دم زد و من دم نمے زنم — ترسم بسر نیامدہ باشد شبم ہنوز
ہر صبح در سراغم و ہر شام در رہم — اندیشۂ بے نبردہ سوئے مطلبم ہنوز
باہر چہ احتمال قبولست مے کنم — تعیین نہ کردہ پیر مغاں منصبم ہنوز
با آنکہ دعوت دو جہاں میکنم چو نوح — در خانہ بے رواج بود مذہبم ہنوز
صد رہ مسافر ہمہ کس از سفر رسید — پیدا نشد اثر یا ربم ہنوز

عشقم بلہو و لعب نظیری ز سر نرفت
افسانہ خندہ تلخ کند بر لبم ہنوز

خمش زلا بہ کہ طبعش مشوش است ہنوز — شکر بخور مکن شعلہ سرکش است ہنوز
تحملے کہ مزاجش باعتدال آید — میان عفو و غضب در کشاکش است ہنوز
بر آشنائی طفل من اعتمادے نیست — فرشتہ خوست ولے آسماں وش است ہنوز
شبے بمیکدہ اش برقع از جمال افتاد — قرابہ آب فشان و جام در غش است ہنوز
مگو براتے حرماں عشق بسیار ست — کہ ابر شکستہ ز رنگ و تر حمش است ہنوز
بکید و زخم کہ خوردی ز حسن ایمن مباش — کہ در کمیں گہ ابر و کماں کش است ہنوز

نجات نیست نظیری ز دہر بو قلموں
اگرچہ ریخت گل ایواں منقش است ہنوز

چرخ پر دو نیست آتش بیز — نہ مرے درونہ جائے گریز
شفقش خون مردم دانا — افقش ساغرے ز خوں لبریز
ہر طرف مے برد ہر اسانم — قہر مریخ با پلارک تیز

خبرم نیست تا کجا کشم نتواں کرد از قضا پرہیز
در خسک خانہائے ہندم سوخت یاد صنعاں و مکہ و تبریز
بسلامت کسے نبرد ایماں زیں زمین سیاہِ کافر خیز
از مدائن شناس و آشنا رش حُسن شیریں و عشرتِ پرویز
ظاہر از بیستوں ہنوز شود شور فرہاد و شیہہ شبدیز
از اقامت شدم گرانجاں کو طبل شب گیر و نالۂ شبخیز
بُرد قصب السبق زمن پیرے دیر بر رخش مے زنم مہمیز

کار در دستِ ما نظیری نیست
با قضا نیست ہم مجال گریز

ذوق وجدانم نظر خالص شد و خامم ہنوز صاف شد میہا ولے من دردے آشامم ہنوز
گوش و لب پژمردہ دیدار و قاصد در سفر خانہ پُر شادی و در راہست پیغامم ہنوز
بر نے آید ہلال عیدم از ابر اُمید عمر رفت و ہمچو طفلاں بر در و بامم ہنوز
روز مولودم فلک محضر بفرزندی نوشت بسکہ خوارم از پدر نشنیدہ کس نامم ہنوز
سیر ہفتاد و دو ملت کردہ ام در طور عشق کس نمیداند چہ خواہد بود انجامم ہنوز
مکر ابلیس و فریب دانہ ام آمد بیاد بارہا گشتم ز قید آزاد و در دامم ہنوز
اندروں دوزخ ز بیتابی بر دل اندازدم صد رہ از خامی بآتش رفتم و خامم ہنوز
گرچہ از صحبت ز بدمستی برونم کردہ اند جرعۂ از رحم میریزند در جامم ہنوز

شکر ار کردم نظیری تلخ بر طبعش نیم
می کند گاہے لبے شیریں بدشنامم ہنوز

دلہا ہمہ بوئے گل آویختہ است باز عیشے بطرف ہر چمن انگیختہ است باز
شوقِ شراب و شاہدم افتاد در دماغ سودا متاع بر سر ہم ریختہ است باز
یادم ز خندۂ لب معشوق مے دہد گل بر جراحتم نمکے بیختہ است باز
دریاب کیں عبیر چہ خوشبوئے کردہ اند در باغ عطرہا بہم آمیختہ است باز
از میکدہ بگشت چمن آمدہ نشاط غم از چمن بمدرسہ بگریختہ است باز
شیخانِ خرقہ پوش خراب اندریں ہوا در دستِ ابر سبحہ بگسیختہ است باز

دامانِ کوہ گیر نظیری کہ از کمر
فرداست تیغ قہر برانگیختہ است باز

سر برآور بر کلہداراں قباہا تنگ ساز — روئے بنما عاقل و دیوانہ را یکرنگ ساز
شاہ و درویش از دل و جاں آرزومند تواند — گر نسازی با لباس فقر باری رنگ ساز
خواست ایزد از دل سخت تو بنماید مثل — با خلیل خویش گفتا کعبہ را از سنگ ساز
ما بکلّی بر تو ملک دل مسلّم داشتیم — حسن را بر تخت بنشاں غمزہ را اورنگ ساز
با تو گستاخیست گفتن ترک بدخوئی نما — با دل خود گفتہ ایم آئینہ را بے زنگ ساز
موج حرماں بین و در کشتی آزادی نشیں — قہر دوراں بین و عریانی سلاح جنگ ساز
یار اگر جورے کند بر جبہۂ طالع نگار — بخت اگر رحمے کند فہرست نام و ننگ ساز
یک نظر افگن بر آں رخ از غزل دیوان برآر — یک سخن بشنو از آں لب وز لغت فرہنگ ساز
صوفی و مطرب با نگت بر خلاف افتادہ اند — یا صدائے کس مدہ یا نالہ را آہنگ ساز
ما بنا خن تار و پود جسم از ہم کندہ ایم — خواہ تار سبحہ گرداں خواہ زلف چنگ ساز

نیست با آسودگی چنداں نظیری لذتے
بالب پرخندہ و با چشم پرنیرنگ ساز

جام گیر اختر افتادہ بر افلاک انداز — روح شو عاریت خاک سوئے خاک انداز
دعوی عقل جز از عشق مشخص نشود — بحث کج را بدر داور بیباک انداز
ما چنیں دیدہ آلود ترا نتواں دید — دیدہ از خود دہ و بر خود نظر پاک انداز
نقش موہوم مرا از دل من پاک بروب — بر در از خلوت خود ریزۂ خاشاک انداز
ہمہ جا دام ز گیسوئے تو انداختہ اند — تو دریں دشت عناں سر دہ و فتراک انداز
ہر کرا بدرقہ ایں لشکر مژگاں باشد — گو ہمہ بار بوادی خطرناک انداز
دیدہ آنکہ نظر جز بجمال تو کند — ناوک انداز برآں دیدہ و بیباک انداز
حسن شوخ از در و دیوار نماید ناچار — باغباں گو سر پرہ بر درۂ تاک انداز
آنکہ در پیرہن پارۂ یوسف بیند — گو نگاہے بسوئے ایں جگر چاک انداز
دوستکانی بحریفان سحر خیز دہند — چارۂ تلخی مخمور بہ تریاک انداز

ہمت از ساغر لبریز نظیری خیزد
مے خور و نقب بگنجینۂ امساک انداز

آں را کہ برد بمسند ناز — اوّل در نیازش کند باز
بے رنج فرح نیابد از عشق — بے سوز طرب نیافرید ساز
پروانہ نمے رسد بمطلب — تا بال نیفگند ز پرواز

تا شنیدہ شنیدائے خویشی — باتو ننہد درمیاں راز
خامش کن اگر بکار رسیدی — در راہ ز سیل خیزد آواز
از پردگیاں نے تواں شد — با اشکِ خلیت و آہِ غماز
خواہی بمراد دوست باشی — خاطر ز مرادِ خود بپرداز
بازیچہ بکوئے عشق گشتیم — ما ابلہ و طبع یار طناز
تاکے بہ سودا متاع برریز — تاکے بہ بازی تمام درباز
از چلہ نشستنت چہ خیزد — عشقت حریص و ریاضتت آز

رخت از ما ببر نظیری
در عشق درست نیست انباز

نشست اختر پروین زیرنیاں برخیز — غبارِ کاہکشاں رفت میکشاں برخیز
ز مطربا رنخلد گوش ابرواں برتاب — ز ساقی ار نجہد جام سرگراں برخیز
مبارک است سحر روئے دوستاں دیدن — بروئے چنگ و صراحی و گلستاں برخیز
چو شاخ گل پئے عشرت پیالہ برکف گیر — ز رشک کار تو گو رنگ ارغواں برخیز
فروغ مل نبود چاک پیرہن بکشا — شمیم گل نوزد آستیں فشاں برخیز
چو خال در خم زلفِ نگار مسکن کن — چو زلف از برِ آغوش دلستاں برخیز
بدل درآئی بکار و تن از برون بگذار — بجا نشیں بر جمع و خود از میاں برخیز
چو حال خوش شود از کائنات دست افشاں — چو وجد روئے دہد از سر جہاں برخیز

گراں مباش نظیری بہ بزم رعنایاں
با آستیں بنشیں و ز آستاں برخیز

سخن مگوئید با من کمتر امروز — کہ دارم دل بجائے دیگر امروز
چناں سودا مزاجم [illegible] ربودہ — کہ تلخم مے نماید شکر امروز
چناں اشکم بخشک و تر رسیدہ — کہ چوبم مے نسوزد آذر امروز
زبس طوفاں درد با ہم گرفتہ — فرازِ بام مے یابم در امروز
سمند عشق را زیں بر گرفتم — [illegible] درا مے نہم جل برخر امروز
بکفرِ ایں صنم گردیں نہادم — [illegible] ملامت [illegible] فر امروز
دو یک می باختم عمرے دو شش را — فگندم مہرہ را در ششدر امروز
درین عشرت کہ من جاں می سپارم — نمے گرید بجز گم مادر امروز

بظاہر دیدہ گر صورت پرستست | منم جاں را بمعنی رہبر امروز
---|---

اگر دوراں خرد نظمم نظیری
کشد حسنش قلم در کشور امروز

| | |
---|---
پے تدارک تدبیر صبحدم برخیز | ببام مے کدہ خورشید زد علم برخیز
گر از خمار سحر گاہ سرگراں باشی | ز مے عصا کن و از تکیہ گاہ غم برخیز
جماعتے گہر شب چراغ مے طلبند | مگر نصیب تو گردد شبے تو ہم برخیز
قبول زخم طلب خامۂ مطیعاً نست | ہمیں کہ بر تو کشیدند ایں رقم برخیز
حقیقتِ ہمہ کس ثبت در جریدۂ اوست | بسہو حرف نیفتادہ از قلم برخیز
بسوئے او چو روی گوش کن گراں در تاز | بنزد او چو رسی لنگ کن قدم برخیز
قدح ز دست بلاہا مدام مے نوشیم | تو گر لطیفۂ غم مے کشی الم برخیز
متنک شراب ہوائی بکوئے عشق مگرد | ز پائے زود در آئی ز جائے کم برخیز

گرہ چو نافہ نظیری زنیم ما بر کار
تو ہمچو نکہت از آں زلف خم بخم برخیز

| | |
---|---
ہر کہ از در گہ تو گردد باز | ہمہ در ہا بر و کنند فراز
ایمن از بیم بے نیازی تو | نتواں دید سوئے تو بہ نیاز
چشم شاہد پرست چوں بندم | بحقیقت رسیدہ ام ز مجاز
در پس پردہ حسن رازے داشت | روئے تو در میاں نہاد آں راز
ہمچو طفلے کہ باز داز آغوش | عشق از حسن نست در پرواز
گر تو خواہی کہ پردہ برداری | مو براندا مہا شود غماز
ما بیادِ تو ایم در خلوت | یا براحت نکردہ ایم دراز
بچہ آسودہ دل شود محمود | ملک شوریدہ تر ز زلفِ ایاز
سالہا شد قفائے پردۂ دل | گشتہ قانونِ عشقبازی ساز
کس ندا ند کجاست ایں مطرب | سخت نزدیک میرسد آواز

نیست پروائے خود نظیری را
تو ز رحمت بکار او پرداز

| | |
---|---
فتادہ ام بمیانِ غم از کراں برخیز | بہ تیر غمزۂ ابروئے چوں کماں برخیز
زمام خاطر من بستہ تر تصرفِ تست | اگر قبول نداری بامتحاں برخیز

ترانہ بہ سرودیم بلبلانہ کہ زاغ | صفیر زد کہ چمن گشت از کراں برخیز
پیالہ می دہم و دور عمر می گوید | کہ پیش از آنکہ نگردیدہ گراں برخیز
نسیم باد تو گو نو بہار عالم را | گل از چمن برود مرغ ز آشیاں برخیز
تو آفریدہ ز روحی نہ جنس خاک نہ | بصد رجائے تو شاید از آستاں برخیز
شکار سخت بیفتاد از زمیں برگیر | خدنگ چونکہ بروں رفت از کماں برخیز
ز معنیٔ سخنے صد خطا بر انگیزی | نیم حریف تو برخیز بدگماں برخیز

شدست دراز نظیری بیاد دے بگذشت
ز روز رفتہ بیابی مگر نشاں برخیز

بخت ما سست و عشق تو فیروز | ما ہمہ خوشہ چیں تو خرمن سوز
عشق تو رقعہ ساز کسو تہا | عقل ما ابلہ مرقع دوز
بر مرقع گل فنا دوزیم | بوئے از معرفت نبردہ ہنوز
لن ترانی جواب بو الہوس است | چند صوم وصال و فصل تموز
صوفی آنکہ شکنج در ابرو | کس ندیدہ است عاشق کیں توز
شادمانی کہ نیست قسمت ما | غمیکہ روزیست تا ہمی رسد شب و روز
روئے آسودگی نمے بیند | عاقبت بیں و عافیت اندوز
ہست از دولت محبت تو | شب ہمہ روز و روز ہا نوروز
در غمت داغہائے سینۂ ماست | ہمہ گلہائے بوستاں افروز
نحوی و منطقی فقیہہ و حکیم | ہمہ از عشق ما فلاح آموز

تو بصورت مبیں نظیری را
کہ حقیقت بیاں شود برموز

ببند دست و مے از شیشہ در گلویم ریز | کہ من بقول دف و چنگ بشکنم پرہیز
غبار بر سر ہمچوں زلال ننشیند | قضا ز بام بغربال گو بلا مے بیز
ز ہول صور سرافیل بے خبر ماییم | چو دامن تو بگیریم روز رستاخیز
بجنبش جاذبہ تا ز خود بروں آییم | کہ نیست غیر گریباں چاک دست آویز
بدام و قید تو آییم در تو نیست شویم | کہ از کمند تو جز در تو نیست روئے گریز
ترا چہ گشتن ما خجلت و محابا نیست | کہ ہست گردن ما نرم و تیغ قہر تو تیز
کنوں نیاز ریائی ما بر آتش نہ | کہ سوئے روضہ نیاریم گاہ درد انگیز

چگونہ ساعدِ شیریں بجگردن اندازد — جفا کشئے کہ بجگردن ہمے کشد شبدیز

نظیری از قدحِ پر نبیذ تنگ شدہ
تو در کنارِ نئے کنجی از میاں برخیز

تو در نیافتۂ لذتِ وفا ہرگز — دلت بمہر نگردیدہ آشنا ہرگز
ہمہ فرائض جور و جفا بجا آری — نئے شود ز تو بدعہدی قضا ہرگز
بہر بلا کہ کنی مبتلا قبول دلست — کہ چاشنی ندہد عشقِ بے بلا ہرگز
خلل پذیر نگردد بہیچ عصیاں عشق — کہ ایں چراغ نئے میرد از ہوا ہرگز
بہ بے نیازیٔ ہمت چنیں غنی شدہ ام — کہ التفات ندارم بکیمیا ہرگز
گراں فروختہ ما جان و دل بجلوۂ تو — تو چوں کریم نگر دیدہ بر قفا ہرگز

نظیری از پئے حرص مراد کمتر رو
نئے رسد غمِ عالم بآشنا ہرگز

گر بدل خلوت نداری از جہانبانی گریز — ور مسلط نیستی بر خود ز سلطانی گریز
فتنۂ دیو و پری را سر بجانت دادہ اند — اسمِ اعظم گر نداری از سلیمانی گریز
بر نصیبِ دیگراں باید نشستن بے نصیب — حسنِ حور ار گرز ندراہست ز رضوانی گریز
لحن خواہد شد نہیق و راح خواہ شد حمیم — لحنِ داؤدی گذار از راحِ ریحانی گریز
تا عزیزِ مصر گردی قبلۂ اخواں شوی — از زلیخا مشرباں چوں ماہِ کنعانی گریز
لا ابالی حکمہا راندن چو ابر زیر دست — چند بیبا کی ز مانئے در پشیمانی گریز
منصفی کردن خطر دارد بجہل اقرار کن — چوں ز دانائی بتنگ آئی بنادانی گریز
مصلحت از عقل برناجو ز نفس فضول — از شبِ ظلمت بسوئے صبحِ نورانی گریز
تا بخوبی ما منِ جمعیتِ دلہا شوی — چوں شکنجِ زلفِ خوباں در پریشانی گریز
بر فلک خواہی بر آئی از عناں کش امراں — گوئے میدانِ ارادت شو ز چوگانی گریز
تا نشانِ حسن و قبحِ صورتِ خویشت دہند — در پناہِ آئینہ طبعان روحانی گریز

از مسلمانان نظیری شد مسلمانی خراب
زیں مسلماناں بر آ و در مسلمانی گریز

غمم بعیش در آمیخت عشق رنگ آمیز — کنوں نہ ہست غمم تند و نہ نشاطم تیز
دلم ببامِ و درِ یار سے پرد ہر دم — نوائے تن بزمیں ماندہ در دلم آویز
دلم بغمزۂ بادو ستے در افتادا ست — کہ با جہانش ہر فتنہ ہست و رستاخیز

بذوق آنکہ دلش مائل وفا گردد | زبالبست دہانم ز حرف مہر انگیز
عروس تا لبشب آمد بحجلہ داماد | قرار مہر گرانست اگرچہ نیست بہیز
نوسیم بدسبا نامہ میدود بالقیس | حریف جام جم ازکہ نیکنم پرہیز

اگرچہ شحنۂ مریخ تند و خونریز است
بساز زہرہ خورد مے نظیری شبخیز

# ردیف السّین

شورش عشق از دل شیدا مپرس | حال ما ے بین و کار ما مپرس
عشقبازی چیست جہد بے مراد | راہ عنقا پوے وز عنقا مپرس
اہل حیرت را خبر از وصل نیست | غرقہ را از گوہر دریا مپرس
عشق از آداب تعلیمی کند | مصلحت از عقل کار افزا مپرس
چشم بینایان پریشاں بین بود | رہ ز کوراں پرس وز بینا مپرس
گفتی از بہر چہ سلطانت کشد | ذوقم از وز دلیست از کالا مپرس
میکشد پنہاں و مے پوشد کبود | از فریب نرگس شہلا مپرس
نعرۂ خونبار صدیقاں از وست | از جراحتہائے استغنا مپرس

بہ زبان خود نظیری عاشقست
جراحت از وے حیلۂ سودا مپرس

بامید تو ام خورسند از یں پس | نخواہم گشت حاجتمند از یں پس
بہ بہتان گناہم سوخت دشمن | بعصیانم نہ سوزند از یں پس
اگر در دل ملالے یابم از تو | ز تن خواہم بناخن کند از یں پس
دلم از خانماں برکندہ عشقت | ندارم مہر بر فرزند از یں پس
بہ بندنیستی دیدم رہا نت | بہستی نیستم در بند از یں پس
بر از آغوش شمشادت گرفتم | بصرصر نشکنم پیوند از یں پس
کنوں خوش وقت باید بود باہم | کہ داند زندگی تا چند از یں پس
بتعلیم خردمنداں نبودم | بسم ناخرداں را پند از یں پس

شکر در مصر ارزاں شد نظیری
بکنعاں میفرستم قند از یں پس

بگو بدیرِ خرابات السلام و مترس    بجامِ مغبچہ در باز ننگ و نام و مترس
حضورِ وقت در آمیزشِ محبان است    کمر کشادے لبالب بنوش جام و مترس
رمیدگیٔ حریف از حجاب ہشیاریست    بمستی اُفت و در انداز حرف کام و مترس
بدست دامنِ توفیق دیر مے آید    گہے کہ دست دہد کار کُن تمام و مترس
طرب کہ رو بکس آورد برنگے گردد    نقاب زہرہ بکش از فرازِ بام و مترس
ورت ہواست کہ بانگ و نام ز عیش کنی    بجوع و صمت ریائی نما قیام و مترس
بیکد و حیلہ کہ تسخیر ابلہاں کردی    دگر ز گوشۂ خلوت بروں خرام و مترس
بہر مقام کہ خواہند خامشت یابند    ہوائے اوج دگر کن ازاں مقام و مترس
ہمیں کہ خرقۂ تزویر و شید پوشیدی    جوال شعبدہ پرساز از عوام و مترس
شود کہ در من حالیت ہم بدست افتد    بزلفِ چنگ بزن چنگ اعتصام و مترس
ہمیں بس است کہ دولت نگین جم انداخت    بگستراں بامیدِ ہمائے دام و مترس

سروشِ غیب نظیری ز راہِ عشاق است
روا ز ہمیرے گوش کن پیام و مترس

دست کسے نہ لبنہ و افسوں نکردہ کس    ہستی تمام بردہ و مخزوں نکردہ کس
تلخی بخندہ گفتہ و باطل نہ کردہ خیر    نوشے بقہر دادہ و مجنوں نہ کردہ کس
رنجورِ آں نگاہم و محتاجِ آں لبم    مارم بجاں گزیدہ و افسوں نہ کردہ کس
حسنت تلافیٔ بدِ ایام مے کند    در عہدِ تو شکایتِ گردوں نہ کردہ کس
در جلوہ گاہِ وصلِ تو از بس ہجومِ رشک    یوسف بچہ فتادہ و بیروں نہ کردہ کس
احیائے قبرِ ما کہ بکوئے تو مے کنند    عیسیٰ بدار ماندہ و مدفوں نہ کردہ کس
جامِ شرابِ عیش حریفاں لبالب است    بے غصّہ در پیالۂ ما خوں نہ کردہ کس
صد قرن بر محبتِ لیلیٰ گذشتہ است    بیداد بر قبیلۂ مجنوں نہ کردہ کس

اعراض از کلامِ نظیری چہ مے کنی
انکارِ نخلِ قامتِ موزوں نکردہ کس

تو عیش و ناز مرا از امیدواری پرس    ذلیل دوست شود قدرِ من ز خواری پرس
بذوقِ من نرسی زیں جراحتے کہ تراست    نشانِ لذّتم از زخمہائے کاری پرس
ز فکرِ دوست سرِ پر غرور را چہ خبر    ز رندِ بے سر و پا ذوقِ دستاری پرس
نگاہداریٔ خود شرطِ ہوشمنداں است    بیا بزمرۂ مستاں و رسمِ یاری پرس

امیدوار عطا در بهشت مغفرتست — زلاؤبالیِ اجرِ گناهگاری پرس
چو مه به نیستی از دوست هست می گردم — زمن سعادت بیماری و نزاری پرس
سراغ راه ضعیفان درست تر گویند — ز دوف مپرس لیلی ز نے بزاری پرس
بکام من نرسد چاشنیِ عزت او — زمن عیار فقیری و خاکساری پرس

رموز مل ز نظیری شنو که مست شده
کرشمهائے گل از بلبل بهاری پرس

فصلے چنیں گذشت و سحابے ندید کس — بر کشت تشنه که نم آبے ندید کس
باران گریهٔ نفشاند ابر دیدهٔ — برق مئے و رعد ربابے ندید کس
چندانکه وحش و طیر فگندیم در کمند — صیدے کزاں کنیم کبابے ندید کس
روئے زمیں کم آب تر از روئے مفلس است — جز چشم تر براه حبابے ندید کس
آب رخے که اختر برگشته مانده بود — رفت آنچناں که موج سرابے ندید کس
آفت چناں رسید که آہے نزد دلے — غفلت چناں گرفت که خوابے ندید کس
بس عاقلانه فرق بزانو فرو خفتیم — فالے بقرعهٔ و کتابے ندید کس
احرار را بقدر هنر زخم مے زنند — چوں تیر چرخ راست حسابے ندید کس

گویا بجنت خویش نظیری تو عاشقی
دست ترا بطرف نقابے ندید کس

با حکمت ایستاده ام انیم پناه بس — با عفوت ایں گنه که ندارم گناه بس
حسنت که خط نوشت بخونم در انکه چیست — یک مومن و دو کافر هندو گواه بس
هر چند از دلم غم دیرینه پرسش است — مکتوب تو فراق ترا عذرخواه بس
تعویذ چشم زخم وصال تو هجر تست — نقصان ماه حرز تمامیِ ماه بس
گو کوکب براق سواراں در ابر باش — در تیره شب دلیل رهم برق آه بس
بادم که نور دیدهٔ یعقوبؑ مے برم — از مصر بوئے پیرهنم زاد راه بس
صد خاندان ز آه ضعیفے تباه شود — روز سفید را دمِ شام سیاه بس
دیوانگاں ز ماه نو آشفته مے شوند — شور مراست جلوهٔ پرّ کلاه بس
حیف آیدم که آں خم ابرو ترش شود — بهر نظارگی تو ضبط نگاه بس
امید هست سود زیاں سر بسر شود — سرمایه ام خجالت تقصیر گاه بس
آوردن تحفه نظیری خیانتے است — امید بنده بر کرم بادشاه بس

نامہ گر مینویسی سوے من فرماں نویس
خدمتے کز دست مے آید مرا بر جاں نویس

دوستاں تا نامہ وا کردن پریشاں می شوند
لطف فرما ہر کسے را نام بر عنواں نویس

چند عرض آرزو مندے بنام کشورے
در سر نامہ نمے گنجیم بر پایاں نویس

گرد جور خویش و پیمان درستِ ما بگرد
ہر کجا در جور نقصے ہست بر پیماں نویس

گر در آئینہ نمی خواہی کہ بینی مثل خویش
آئینے از مشک و عنبر بر مہ تاباں نویس

گر مئے سودائے ما تا ہست ایں بازار ہست
چشم من افشاں گرست و روئے تو ریحاں نویس

کلک روح افزائے را در پرسشِ دل رنجہ ساز
پیش ازیں بہر نظیری نسخۂ درماں نویس

تو کودکی بہ بزرگاں زباں درازی بس
بقصد شیر دلاں قصدِ شاہبازی بس

برائے قبلۂ اسلام کعبہ ساختہ اند
بناز خاک سر کوئے خانہ سازی بس

ز شہر گرد بیک تاختن برآوردی
ز رخش جور فرود آ کہ ترکتازی بس

تو خوبرو بہر آلایشے قبول دلی
مساز جامہ نمازی رخ نمازی بس

بروے معجزہ خالِ محمدی کہ تراست
برائے کشتنِ اہلِ فرنگ غازی بس

چناں بر دلِ محمود چشمِ ہندویت
کہ با ایاز بگوید دگر ایازی بس

قدِ چو چنگ مگوئیم کہ در کنارت گیر
بنغمۂ کہ زد و رم ہمے نوازی بس

نیاز شیوۂ ما عاجزانِ محتاج است
ترا کہ حسن و جمال الست بے نیازی بس

نقابِ طلعتِ خورشید چند خواہی بود
شبا تو زلفِ نگارم نۂ درازی بس

چو صبح بر مہ و انجم خلاف مے گیرم
ہمیں کہ خصم شود لیست سرفرازی بس

ز کج قمار نظیری براستی نبری
بجم زنانِ دغا باز پاکبازی بس

کشود ابر بغل بہ چمن سپاس سپاس
ز زیر پردہ بر آمد عروس خوش انفاس

کنار دشت و چمن شد پر از کرامتِ ابر
ہزار شکر کہ عالم بر آمد از افلاس

کنوں چو چہرۂ طاس است پر نگار زمیں
پری را اگرچہ چمن بود سادہ چوں تہ طاس

سحاب غوطہ بدریا ہمی زند ہر دم
تفرجیست کہ زاہد فتادہ در وسواس

کسے بساقیٔ بدست ما نمے گوید
کہ مے ہمہ بزمیں ریخت تا کج مگرداں کاس

بیا کہ دامن سرو و گلے بدست آریم
ہمیں کہ فرش گیا ہست گو مباش پلاس

بجود ابر بر قسیم و زیر پاے کنیم
سخاوتے کہ بود بستۂ شمار و قیاس

شہے کہ خاطر درویش را ندارد پاس — زمال و مملکتش پاس دامن برخیزد

سوال فیض نظیری زکوه وصحرا کن

کہ بوئے خیر نمی آید از رواق و اساس

سوئے صحرائے حقیقت برد عشقم از ہوس — مست می گشتم بقصد صید و میراندم فرس

چوں بفرماں سرکشم بس غالب آمد شوق دوست — از خیالش رفتہ رفتہ عشق شد میل و ہوس

تا بدشمن در نزاعی کار تو با خشم تست — چوں شوی عاجز بفریادت رسد فریاد رس

چشم نرگس در کمین و تیغ سوسن بر کف است — میگریزم از چمن چوں دزد از کوئے عسس

ما بایں کاسد دیار آوردہ بودیم انگبین — دست و پائے مور بردیم و پر و بال مگس

آب سیمائے جوانی رفت و جسم زار ماند — سیل نوروزی گذشت و ماند باقی خار و خس

اینقدر دم را کہ میزان حسابے در پے ست — یک زباں کار ست اگر خواہی کہ بشماری نفس

عشق آمد کرد بیروں ہر کرا در خانہ دید

خو پرستار نظیری ماند و دیگر ہیچ کس

خستہ را فاتحہ از لب خندان تو بس — تشنہ را مژدۂ از چشمۂ حیوان تو بس

بہر در شور و شر افتادن سودازدگان — ہر سحر شورشے از زلف پریشان تو بس

ما نتالیم کہ حسن تو بما کام نداد — دست محسن تو ازیں ظلم بداماں تو بس

شاہد دولت ما بے سروسامانی چند — اینکہ فیروز نرفتیم نہ میدان تو بس

قصہ بسیار شد از بہر قبول سخنم — اثر چاشنئی از نمک خوان تو بس

عطش و جوع وصال تو فراواں دارم — جرعہ زمزمی از چاہ زنخدان تو بس

جام پر نوش شکرہ تو رقیب تو بس است — پردہ بردار حیائے تو نگہبان تو بس

خواب ما طاعت شب بستہ ما سجادہ است — صبحدم قبلہ ما چاک گریبان تو بس

بر تو حسن سخن امروز نظیری ختم است

ہر کہ بوہان طلبد قول تو برہان تو بس

کسے بمنتک نگفتست کم کن از انفاس — کہ از دم خوش تو خستہ مے شود کناس

خدا بلفظ کنے کائنات مے سازد — نہ تواں ز ستایش قصور کرد قیاس

تعرضے کہ نماید بنکتہ ہائے حکیم — خیال کوتہ جاہل نہ کند احساس

دگر ز معنی و لفظیش وحشت افزاید — با صطلاح حقیقت ندارد آشیناس

نہ اجر اوست کہ بر دل جفاش خیرہ کند — کریم خاطر محتاج را چہ دارد پاس

اگر بمصلحتی کسر نفس باید کرد　　ز نقص نیست که از سرب بشکند الماس
مرا بمستی دائم قصاص نتواں کرد　　مئی مدام کند لطف ساقیم در کاس
محیط اگر همه گوهر کند بدامن ابر　　هنوز در خور احسان ابر نیست سپاس

مباش رنجه نظیری ز طعن تلخ حسود
که هست خشکی و تیزی خار از افلاس

نالهٔ اصحاب مسجد نیست بے فریادرس　　تا مؤذن می شود بیدار می خواهد عسس
ساجداں را تن ز نقصان وظائف کاسته　　بر زمین چسپیده انداز ضعف روزی چوں مگس
گرسنه چشماں بر انجم چشم حیرت دوخته　　صبح از قرصے که دارد بر نمے آرد نفس
بر خروش سینه لرزاں همچو بر سیلاب موج　　بر سرشک دیده غلطاں همچو بر گرداب خس
دامنت زاری کناں خواهند گیرند این گروه　　لیک نتوانند بردن دست از پیش و پس
بر امید آب و دانه تابکے داری اسیر　　یا بکش این عاجزاں را یا برون آر از قفس
تو بتخت مصر پیراهن فشانی بر صبا　　قحطیاں را روح مے پرد بآواز جرس
پردهٔ این شور و این شیون بهم نزدیک نیست　　مفلساں از درد می گویند و منعم از هوس

چارهٔ خواهد نظیری بهر این بیچارگاں
دارد از احسان مرزا شادماں این ملتمس

از نیاز و طاعتم مقصود دیدار است و بس　　چوں شود در روز قیامت با نوام کار است و بس
بس کمر در خدمت گبر و برهمن بسته ام　　اینکه میسازم ردا و خرقه زنار است و بس
نکتهٔ از دوست بر خاطر گراں آورده ام　　هر که از گلزار مے آید گلش بار است و بس
دیده بهر ابتلا صد جا فریبم مے دهد　　گرد دل هر چند می گردم همیں یار است و بس
تا بگردن شیخ در قرض نماز و روزه است　　گر بتحقیقش به بینی ریش و دستار است و بس
جذبهٔ خاص عنایت کے دلیل ما شود　　دستگیر ما ضعیفاں ناله زار است و بس
نه دم صوفی صفا بخشد نه راز خلوتے　　روشنی دل ز فیض چشم بیدار است و بس

یوسف از بیع نظیری رفته بیروں بارها
در همه بازار قلاشے خریدار است و بس

ما بدل شادیم از باغ و بهار ما مپرس　　در جهان عشق زادیم از دیار ما مپرس
دوش در یک بزم با او تا سحر میخورده ایم　　نرگس مخمور او بین و خمار ما مپرس
هر شکایت بود از فرقت بخلوت گفته شد　　از تلافیهائے وقت حق گذار ما مپرس

وقتِ ما آئینهٔ رخسارهٔ معشوق ماست / حسنِ روے او نگر از روزگارِ ما مپرس
چشمِ گریاں آوریم و جان پر حسرت بریم / گو کس از آغاز و از انجام کارِ ما مپرس
در خلاصِ امتحاں صد بار آتش دیده ایم / نقد دار الضرب عشقیم از عیارِ ما مپرس
ما ضعیفاں قصدِ منزل گاه عنقا کرده ایم / از ہزار ما یکے ماند شمارِ ما مپرس
فضلِ او چوں با بسے بہرِ سبب بخشیده است / باعثِ آمرزشِ آمرزگارِ ما مپرس

قطعهٔ ما را نظیری نیست ہرگز انتہا
بحرِ بے پایانِ عشقیم از کنارِ ما مپرس

اکسیرِ حسن در نظرِ پارسا شناس / اقبالِ اہلِ دل ز قبولِ خدا شناس
گر عکسِ روے خویش در آئینه دیده / توحیدِ شیخ و شرکتِ برہمن بجا شناس
اسرارِ عشق گل لبِ بر دار می کند / کیفیتِ ہواش ز نشو و نما شناس
مخصمت باغ دیدهٔ معنی شناس را / گل را بآشنائی بادِ صبا شناس
سلطان مال خواه گدائے رعیت است / درویشِ بے سوال بہ از بادشا شناس
گاہے شود کش از درِ دلہا طلب کنند / خاصانِ شاه را بلباسِ گدا شناس
سر از قدومِ عاجز و درویش بر مدار / ظلِ فقیر سایهٔ بالِ ہما شناس
از میکده ہمینکہ برونت نمے کنند / ممنونِ عاطفت شو و محضِ عطا شناس

دانی نعیم و حورِ نظیری بنقد چیست
وجہ معاش و خادمهٔ مدعا شناس

صبح شد براہ شہر و برزن پرس / بادہ بستان و مصرف از من پرس
گردن شیشه گیر و غبغب جام / از حریفاں سراغ گلشن پرس
حورے از لولیانِ شہر بخواه / نرخش از شاہدان ہم فن پرس
نہ ادب را مجال و یارا ده / نہ حیا را مقام و مسکن پرس
عمل عاصیاں کن و پس ازاں / نقضِ میعاد از برہمن پرس
حشرِ اموات خاک تحقیق است / ایں خبر از بہار و بہمن پرس
در چمن حشر نیستاں کردند / راز خاک از زبانِ سوسن پرس
اجر مستی عملے نرگس داں / جرم تیزی ز خار الکن پرس
عمر ہا عیب دوستاں گفتی / وصفِ خود ساعتے ز دشمن پرس
سخن راست صادقاں گویند / گر نظیری نگوید از من پرس

# ردیف الشین

افغاں کہ بعد صد طلب و جستجوئے خویش
پرخوں برم ز چشمۂ حیواں سبوئے خویش

آزردہ تر ز آبلۂ خار دیدہ ام
خوں نابہ ریزم از بن ہر تار موئے خویش

از بسکہ گشتہ پر ز غم و غصہ ہر رگم
چوں خوشہ کردہ دانہ گرہ در گلوئے خویش

آبم نماند در جگر از بس گریستم
دیگر بکار گریہ کنم آبروئے خویش

میسوخت کلک و دفتر اگر داشتی دلم
از گفتگوئے خویش سیر گفتگوئے خویش

در حیرت جمال تو گم بودم اے دریغ
فرصت نشد کہ از تو کنم جستجوئے خویش

دستِ طمع کہ پیش کساں کردہ دراز
گل بستہ رکہ بگذری از آبروئے خویش

عشق است و صد امید نظیری گناہ نیست
با او بگوئی یک سخن از آرزوئے خویش

ساقی بیار جام مئے خوشگوار پیش
تا بعد ازیں چہ آوردم روزگار پیش

راہم قضا بطرفہ فضائے فگندہ است
خوف سوار در پے و گرد شکار پیش

من در میاں لجۂ خونیں فتادہ ام
کو دیگرے قدم ننہد از کنار پیش

بعد از ہزار سعی کہ بر در رہم دہند
آرند یک بہانہ بصد انتظار پیش

گیرم کہ باغباں قفسم بشکند چہ سود
گل در حجاب گلبن و صد نیش خار پیش

ساقی دل از تاسف دورم ملول شد
بیش آر مستئ کہ نیارد خمار پیش

از گفتگوئے موعظہ گویاں دلم گرفت
ہرگز نیامدہ است مرا ہوشیار پیش

مُدِ دہقاں و دُردِ صُراحی سرود شعر
ہرگز جز ایں نبودہ مرا فکر کار پیش

دیگر چہ اجرِ طاعت ازیں خوبتر دہند
جامِ شراب در کفِ و رُوئے نگار پیش

ما از قضا بقسمت امروز راضی ایم
گر ہست ساعتے بہ ازیں گو بیار پیش

گر چوں نبیست معجزہ در آستیں نہند
دست از سوال خویش نظیری مدار پیش

خراماں آمد از مے در سر آتش
چو او آمد در آمد از در آتش

بنفشہ کردہ خنداں بر بنا گوش
چہ ہر طرف گلہ نیلو فر آتش

ز رنگ آمیزی آں زلف و رخسار
سمندر کردہ از خاکستر آتش

لبش افروختہ از خندہ مجمر
لبشقش سوختہ عود تر آتش

زہر سو ہندوئے آتش پرستے | بگردِ عارضش رقصاں بر آتش
پر پروانہ جاں افشان و از اشک | فشاند شمع ہر دم بر سر آتش
گر آں بت را خلیل اللہ بسوزد | برد بہر خوشامد آ ذر آتش
ور انکار آورد آں لب عجب نیست | کہ رُوح اللہ زند در مادر آتش
اگر دوزخ بآں لب بر فروزند | گل و ریحان شود بر کافر آتش
بجنت سوز عشقش گر نباشد | شود بر مومن آبِ کوثر آتش

نظیری کامِ دل از سوختن جو
شود پروانہ را بال و پر آتش

برکس نماندہ سنگم زدو چشمِ شوخ و شنگش | سخنم گراں بطبعش خبر دم سبک لبنگش
نظرم در و معطل خبرم از و ماوّل | نہ تصوّرش بشکلش نہ حکایتش برنگش
بکرشمہائے ابرو خبرم دہد وگرنہ | سخنش بحیلہ یابد اثر از دہانِ تنگش
چو بخانہ دیر ماند ہمہ اہل شہر کو رشش | چو بکوچہ زود آید ہمہ خلق گوئے لنگش
نشود کہ خصم باشد دلِ مہربانِ مومن | بہ بتِ کہ دوست دارد دلِ کافر فرنگش
مژہ چوں صفِ مہاجر ہمہ معجز و کرامت | دل ما چو فرق منکر شدہ پائمال جنگش
بمصاف چوں ننازم بمیانِ سینہ تیغش | بسپہر چوں تنازم بکمانِ دل خدنگش
بقصور توبہ گیرم در خلوتم بہ بندند | چہ نوا مغنّی را کہ شکستہ است چنگش

بکدام قدر گیری سر رہ بر و نظیری
ز نیاز تست عارش ز سلامِ تست ننگش

طاعتِ پیر مغاں کن وز ہمہ بیگانہ باش | اوّل از میخانہ بودی آخر از میخانہ باش
کشتگانِ عشق مے از ساغر سر مے خورند | چونکہ سر از خاک خواہد خورد گو پیمانہ باش
کاذبی در عشق اگر خاکسترت گردد خموش | پا چو در میدان سربازاں نہی مردانہ باش
آنچہ در رُخسار گل آلبستہ شمع آتش است | عندلیبت گر نخوانند رَو پروانہ باش
تا مقیم خانہ و تسخیر و افسونت کنند | گر پری می بایدت رَو ساکن ویرانہ باش
شکر للہ در سرت کز عشق ہست اندیشۂ | اندک اندک مشق ایں سودا کن و دیوانہ باش

تا از و غافل شدی خوردی نظیری زخم تیر
صد نظر بر صید گاہ یک نظر بر دانہ باش

شرم دارم از دلِ بے صبر و بے آرام خویش | خود بیارا ز بیقراری می برم پیغام خویش

در جهانِ درد و غم فرمانروا بنشسته‌ام / در کمالِ اوجِ طالع بر کنارِ بامِ خویش

خود ز خود ساغر ستانم خود بخود ساقی شوم / از کفِ نوشین لبی هرگز نگیرم جامِ خویش

عود مطرب نرزدم نی سر حیران مانده‌ایم / بر که این آتش اندازم کبابِ خامِ خویش

گنج در ویرانه دارم با پری در خلوتم / سایه‌ای هست از جنون تا من بگردم بامِ خویش

شد نظیری عاقبت فرخنده از لطفِ ازل / فالِ نیک تیغ همره داشت هم ز نامِ خویش

هرگز گلی شگفته نشد از نسیمِ خویش / گاهی تو هم بخلافِ [illegible] قدیمِ خویش

نشناسدم کسی که ندارم قرینه‌ای / عنقا نهفته ماند ز مثلِ عدیمِ خویش

در هم تراز حسابِ تو کاری ست چون کنم / با تیره خاطری ز دماغِ سقیمِ خویش

من موشگافم او گره هم بر گره زند / درمانده‌ام ببازیِ بختِ ندیمِ خویش

مجبورم از تقیدِ خود مستی کجاست / کایم برون ز خرقهٔ پرهیز و بیمِ خویش

گر پا کشم سرم بخرابات می‌برد / امیدوارم از روشِ مستقیمِ خویش

دل را بکوی عشق بتکلیف خوانده‌اند / هر جا برم رود بمقامِ قدیمِ خویش

گر بر فرازِ مسندِ شاهی نشسته‌ام / بیرون نمی‌نهم قدمی از گلیمِ خویش

نستی بگو بریز نظیری گرفت نیست / ظاهر مکن سلامتِ طبعِ سلیمِ خویش

هر جا که بود عیشِ خوش و روزگارِ خوش / آمد باین دیار که باد این دیار خوش

هر جنس خوش که ابر و زمین صرفه کرده بود / شد صرفِ این بهار که باد این بهار خوش

دارم درین دیارِ مغان شیوهٔ دلبری / بیخود خوش و میانه خوش و هوشیار خوش

چون بانگِ نوبهار در آید ببوستان / از در در آید و کشمش در کنار خوش

دستار افگند خمِ کاکل پراگند / کاین است وضعِ صحبتِ زیبا نگار خوش

شاد و شگفته مطرب و ساغر طلب کند / یک سو نهد حجاب و در آید بکار خوش

هر گه کند شتاب برفتن که دیر شد / تسکین دهم دلش بسکون و قرارِ خوش

تا دم زند که روز چه رفت و ز هفته چند / نگذارمش شمار که نبود شمار خوش

او در وداع و من بجزع گریه و بهار / [illegible] ماند در روضه [illegible] خوش

ساغر کنم لبالب و گویم سبک بنوش / در موسمِ بهار نباشد خمار خوش

چندانکه گویمش گذار [illegible] عمر باش / گوید صبا روانه [illegible] سوار خوش

کارے بلا بہ پیش نظیری نمی رود
باشد بہ واگذاشتن اختیار خویش

باختیار تو در باختم ارادت خویش
کنون بلطف تو مستغنیم من درویش

نمی تواں دل یک ذرہ بے جراحت یافت
ز ابروے تو کہ تیرے خطا نکرد از کیش

ز صد ہزار یکے با تو ما بسر نبریم
تو لاابالی و خود رائی و ما صلاح اندیش

بغمزہ کو بتامل قیامت انگیزد
ہنوز می چکدش خون خلقے از سر نیش

کرشمہ ایست کہ بجز داغ بر جگر ننہد
غنیمت است کہ گاہے بخار دم ز دل ریش

ز تن چگونہ براحت برون رود جانم
خیال گردش چشمت نمی رود از پیش

ز چاشنی و حلاوت نمی کند سیرم
نمکت کہ ہست کم او فزون تر از ہر بیش

ہمیشہ راہ ز دیدم پئے تو گردیدم
ز شوق عشق تو غافل شدم ز مذہب خویش

دگر نماند سر خانمان نظیری را
کہ آشنائے تو بیگانہ می شود از خویش

دہر پر فتنہ و شور است ز چشم سیہش
دار یا از چشم بد دہر خدایا نگہش

ہر کہ با عشق عصیان و خطا عشق شود
ملک از رشک بسوزد کہ نویسد گنہش

پر مگو خواجہ کہ عشق نگہ ما روشن از وست
ہمہ جا ہست ولے در ہمہ دل نیست رہش

دل ہر کس کہ درین غمکدہ صحرا گردد
ناگہاں یوسف کنعاں بدر آید ز چہش

رشک بر کودک شکر شکن ما دارد
باد شہزادہ کہ ہستند ز خاصان سپہش

لک چنین رابت و بتخانہ بیغما ببرد
گر سلہ گوشہ بیغما شکنند باد شہش

اجر بیداری چل سالہ نثاریست قلیل
روز گردیدہ شب ما ز مہ چار دہش

ماہ نو کردہ ز افلاس تہی پہلو را
باز بر اوج ہوا سودہ چہ تر کلہش

عجب از در دل ویران نظیری گنجد
کوہ را تاب نباشد کہ شود جلوہ گہش

یا رب آں سرو کہ پروردہ از اشک منش
آفت صرصر بیگانہ ببر از چمنش

خاتم لعل سلیمانی او یاد آورد
پیش ازاں دم کہ برد آب و صفا اہرمنش

عشق شوریدگیم مے طلبد مے ترسم
کہ پریشاں کند ایں خواب پریشاں منش

شہر بہ ہم خوردار یا د بزلفش گذرد
کہ کمیں گاہ صد آشوب بود ہر شکنش

رسن زلف چو در چاہ ذقن آویزد
ابلہ آنست کہ در چہ نرود از ذقنش

پارسائے کہ بسوداش دل از دست دہد | گر فرشتہ است کہ باشد خطرا زفہ نیتنش
دہر از افسانہ و افسوں لبش پر شدہ است | گرچہ دانم نہ بر درہ بدہا نش سخنش
چوں سحر پردہ اغیار بدرّم تا چند | ہمچو گل شب بہوا پارہ کند پیرہنش
عشق بے آتش و بے دود ہمہ سوختن است | عاشق آن نیست کہ خود داغ نہد بر بدنش
تندرستیم و ز رنجوری خود در تا بیم | ہر کرا درد دہد ایں عارضہ بستر فگنش

بامیدے کہ غزلہائے نظیری خوانی
بالد از شوقِ تو چوں غنچہ زباں در دہنش

در بغل مصحف و سجادہ تقوی بر دوش | بر در از مدرسہ ام مغبچۂ بادہ فروش
در نماز از صفِ اصحاب بروں آورد | بر زباں نیت و تکبیر مؤذن در گوش
ہم از احرام زسوداش بسر ماندہ دو دست | ہم زنیت بتماشاش زباں کردہ خموش
ہر دو از زمرۂ اسلام رواں گردیدیم | او بمن عشوہ کناں من ز پیش طعنہ نیوش
گاہ دادی بسر ایں تکیہ کہ ہاں تیز بدو | گہ قلندری بقفا نوش کہ ہاں تیز نیوش
مست در دو الی بخرابات مغا نم آورد | وز حریفاں خرابات بر آورد خروش
صنم آراستہ کردند و قدح در دادند | گرم گردید ز من زمزمۂ نوشا نوش
ردّ اسلام و ورع برہمنم تلقیں کرد | بابتاں روئے بروئے و بمغاں دوش بدوش
آنچہ آیات و حکم بود ببرداد یادم | و آنچہ ابیات و غزل بود دقیق سخت بہوش
عمرہا مطرب و میخانہ پرستی کردم | ناگہم خورد بگوش انقدح بادہ سروش
کیں چہ مستی و غرورست بطاعت بگرائی | اینچہ نااہلی و دور یست بخدمت میکوش
زیں صدا رفتم از آہنگ مقامات بدر | زیں ندا آمدم از بادۂ طامات بہوش
بردم از کوئے حریفاں بسوئے زاویہ رخت | سردم از نشاء تحقیق بعلیّیں جوشش
تابروں آمدم از عالم فرد اتبیست | خود خراباتی و خود زاہد و خود بادہ فروش

قصۂ عاشق دیوانہ نظیری دگر ست
عاقلاں راز چنیں راز پسندند خموش

کے بود شفقتِ مغل سوئے اسیراں کششش | نالہ کاری ما تا در زنداں کنندش
سایہ بر حسن گل و سیر چمن نسند ازد | نا کہ نا لیدنِ مرغاں بگلستاں کشندش
چشم مارغت سیہ خانہ سوئے صحرا زد | سجنت ساز دکہ غزالے بہ بیاباں کنندش
مے ما دید و مسلمانی ما نپسندید | زیں سے از گبر جیبندل بہ بیاباں کشندش

مست از خانۂ ما رفت برون می ترسیم — شحنہ در رسد و جانب سلطاں کشندش
کوکبے را کہ رہِ مقصدِ ما کم سازد — صبح خنداں بدر آید بگریباں کشندش
کسے از منزلِ ما در پدراں در گذرد — نقش از خونِ دل و دیدہ برایواں کشندش
دل ما از لب او آب تو ورے شاید — بسرِ زلف گر از چاہ زنخداں کشندش
بس کزاں روئے بحسرت نظرم برگردد — طفلِ اشکم دود و گوشۂ داماں کشندش

بے رخت در ظلمات نظیری خواہم
خضر خطِ تو سوئے چشمۂ حیواں کشندش

رمید طائرِ جانم ز آشیانۂ خویش — کہ در ہوائے تو خوش یافت آب و دانۂ خویش
دل از قفائے نظر کو بکوئے می گردد — نظر ز شوق تو گم کردہ راہِ خانۂ خویش
ز باغ رفت گل و بلبلاں خموش شدند — منِ اسیر و ہماں عاشق فسانۂ خویش
کسے کہ واقفِ ذوقم شود نمے بینم — بغیر خویش کہ مے رقصم از ترانۂ خویش
بشب کہ دردئے درد بجام دل ریزند — کنم بزور طرب از مئے شبانۂ خویش
مروّتے دگر از دیگرے نمے یابم — نشستہ ام بگدائی بر آستانۂ خویش
ز بسکہ دورِ زماں راز خسرواں بشکست — زمانہ ناز دا گر گو نیش زمانۂ خویش
بگنج خانۂ محمود مدح نفروشم — بشاہنامہ خرم بیت عاشقانۂ خویش
ترا کہ نقدِ جہاں باید از طلب منشیں — مرا خوشست دل از داغ جاودانۂ خویش
اگر ز برہمناں سرکشی نیازارند — ترا کہ ہست بتِ خویش در خزانۂ خویش

دلے بشرط نظیری نہادہ بر سرِ راہ
بہر کہ تیر زند می دہد نشانۂ خویش

بسینہ گریہ گرہ شد نقاب برتر کش — دل کباب مرا از آتشِ دروں برکش
تو نشتم آنچہ نہ دل بر زبانِ ما دادی — بسہو اگر رقمے کردہ ام قلم درکش
بر دل خرام و بیا آئینہ بزم خوش بنشیں — غزل سرائی و گریباں کشا و ساغر کش
بہ نیم عشوہ مسیح از فلک بزیر آور — بیک کرشمہ خلیل از کنار آذر کش
مئے مراد بہ پیمانہ ہمیشہ دوراں — تو باش ساقی و جام از کفِ سکندر کش
ترانہ گو بمن و گریہ عقیقیں بیں — پیالہ دہ بمن و کیمیائے احمر کش
ستارہ کس بشمرد با عدیشان بہا ست — خزف برید ترازو بیار و گوہر کش
ہر برد بار رگ ہا من بین و داد بر ہم زن — بنقش طالعِ من بین و خط بر اختر کش

چو غم حواله کند آسمان قضا گوید
رقم بنام نظیری دلِ توانگر کش

یا در درونِ قبهٔ این آسمان مباش
یا از حوادثی که رسد دل گران مباش

کس را خطِ دوام فراغت نداده اند
بارِ جهان اگر نکشی در جهان مباش

تا میهمانِ میکده نقل و جام هست
این تلخ و شور کم نشود بدگمان مباش

دخلِ بقا بخرجِ فنا سر بسر نمار
گر در مقام سود نه در زیان مباش

بی مایگان بو الهوست قدر بشکنند
با دل توانگران بنشین رایگان مباش

سائل که دلنشین ست گره بر جبین مزن
مهمان که انگبین ست ترش میزبان مباش

سیمرغ قاف شو که خردمند بایدت
نادان فریب نغمه و بیت آشیان مباش

عالم سبیل نیست سبیلِ جهان مگرد
جنت طفیل نیست طفیلِ جنان مباش

آزار تو ز نیست نظیری ز خود گریز
خصمی تو بس است ز خود در امان مباش

از خوی کریم تو گنه گشت فراموش
شرمنده نماندیم زهی عفو خطا پوش

دل راه تو بوسیده نهد بر سر جان پای
جان دست تو بوسیده زند بر دل و دین دوش

جز بر تو نخوانم که ندرد ورق بخت
جز از تو نپرسم که نتابد فلکم گوش

گویا سخنِ عشق تو شد فوت خردها
کاندم که کنم وصف تو در دم فتد هوش

من خود شوم از هر سخنِ خویش پریشان
وین قوم بمن هیچ نگویند که خاموش

بختیم رگ و ریشه و لذت مگر فهیم
زین جامِ حریفان که ندارند بهم جوش

گردد دو جهان هیچ چو با هم ننشینند
سلطان قلندر روش و ابدال نمد پوش

از رفتنِ دوران هنر دوست یتیمم
نتوان پدر از سر شده را گفت که خاموش

هر چند بعشرت گذرد فرصت پیری
ایام جوانی نتوان کرد فراموش

افسرده تر از صبح خمار شب دیهم
امروز که بر دوش برندم ز میی دوش

بنشین بخود از خویش شود وقت نظیری
یوسف که خری مفت بقلب دو سه مفروش

لطف می خون در رگِ افسرده می آرد بجوش
قولِ نی و چنگ طبع مرده می آرد بجوش

نرگسش هر گه که می بیند بسوی سنبلش
مجمع دلها بهم برخورده می آرد بجوش

شب بمستی چون برش مطرب ره حرفم کشود
سمع دانا نکتهٔ پرورده می آرد بجوش

نیست ما را در صلاح کار ما هیچ اختیار
پند بیدردان دل آزرده می آرد بجوش

قول ما صافست در میخانهٔ ما درد نیست
پیر ما در خم عنب افسرده می آرد بجوش

سهل شد گو کشتن ما کافران آگاه باش
قتل ما کز خاک خون خورده می آرد بجوش

یار چون گرم غضب گردد نظیری لب ببند
شکوه خوئے در عتاب آورده می آرد بجوش

حیاتے در گذر دارم چه پرسی بود و نابودش
متاع روئے در نقصان چه سامان آید از سودش

سرم شوریدگی دارد ندانم چیست سودایش
دلم آوارگی جوید ندانم چیست مقصودش

ز اظهار محبت در زبان خلق افتادم
چو محتاجے که گنجے یابد و ظاهر کند زودش

نگار تند خو دارد قمر هیکل فلک شیوه
بهر کس بد کند خاطر نباشد روئے بهبودش

مزاج نازکی دارد که بهر هیچ می رنجد
چه در رنجید از کسے نتوان بصد جان کرد خوشنودش

عیار صدق من گردد بمیخوردن بره ظاهر
بیار آتش که میسازم مشامش تازه از عودش

در اول با همه بیگانگی خواند و قبولم کرد
نخواهم بعد چندین آشنائی گشت مردودش

دل آزرده ام ز خنده اش آزرده تر گردد
جراحت بیشتر گردد چو میسازی نمک سودش

نظیری را بمجلس بردم امروز و غلط کردم
مرا رسوائے عالم کرد چشم گریه آلودش

هر غمزده خنده زدم گفت حزین باش
گر با تو هم اندیشهٔ ماهست چنین باش

گفتم شده دل منکر دین گفت غمے نیست
گو عاشق ما باش و صنم خانه نشین باش

کافیست اگر عشق بود عرض شهادت
تصدیق کن و بیخبر از لذت دین باش

از دور فلک شکر کن و سیر کواکب
بخت تو که خولست بدردی زمین باش

در فکر هما بودن صیاد همایونست
در دام تو هر چند نیفتد بکمین باش

کس راه بجولانگه سیمرغ نبرده
شاید که مثالے بنماید بچنین باش

افلاک و زمین بار امانت نکشیدند
آن حوصله پیدا کن و آنگاه امین باش

تا هست نزاعے بدلت دشمن خویشی
گر دوست نهٔ با همه با خویش بکین باش

از تلخ سخنهائے تو ما [illegible]
گو خاتم یاقوت تو الماس نگین باش

تا خط سیه کار تو در فکر خسی خفتست
گو آه مرا توسن شبرنگ بزین باش

آزرده نگردیدے ز ابرام نظیری
هر چند که بهتر شده بهتر ازین باش

آنکه غائب از نظر گردید در مے یابمش
هر که از خود بیخبر گردد خبر مے یابمش

جلوهٔ سرو دلفریب نرگسم دل مے برد
سوئے بستان میروم آنجا اثر مے یابمش

گوئیا شرط وفاداری بسر خواهد رساند
بیشتر حاضر بهنگام خطر مے یابمش

چون توانم غافل از مژگان خونریزش شدن
من که دائم بر سر رگ نیشتر مے یابمش

هیچ نتوانم سر از فرمان او بر تافتن
کز رگ گردن بخود نزدیکتر مے یابمش

هیبت شام فراق او نرفتست از دلم
روز فیروزی که آید از سحر مے یابمش

در جوانی معتکف گشتم به پیری کوچه گرد
آنچه در خلوت ندیدم در گذر مے یابمش

گوئیا طول املهائے نظیری گم شده
اندکے در چشم مردم مختصر مے یابمش

گر جهان کشتهٔ بیداد شود بر گذرش
از تکبر بسوئے خلق نیفتد نظرش

بقفا رو نکند بهر تسلئ دلے
گرچه یک شهر بغفریاد دود در اثرش

هر کرا فتنهٔ او برد بیک بار ببرد
هیچکس باز نیاید که بگوید خبرش

بسر و مال اسیرانش امان میخواهند
کس نگوید که مروت نبود اینقدرش

بسکه از جنگ و پشیمانئ او میترسند
مفت گویان نفروشند نصیحت بزرش

لولوئے دیدهٔ مردم بخزف نشمارد
لیک خواهد که بریزند بدامن گهرش

هر کرا شهرت سودائے زلیخا باشد
ماه گل پیرهن آرند همه از سفرش

مژدهٔ کام بما داد دهانش ز اول
کس چه داند که همه هیچ بود چون کمرش

بخت ما را که مه چارده در ابر بود
نکند جز بغلط ناله خروس سحرش

آن کهها کز نظر همت ما بر میخاست
بود با نام تو آموخته کندیم برش

آن تذروے که دم از فرط محبت میزد
بود از سرو تو آمیخته دادیم سرش

هرچه نیکوست نو و کهنه نظیری نیکوست
خشک سازیم رطب چون نفروشیم برش

مطرب بگوشم نغمه نوا از گریهٔ محزون کردمش
ساقی بدستم داد مے پیمانه پرخون کردمش

شد هر که گامے همرهم یکتا نماند همچو من
با هر که بنشستم دمے چون خویش مجنون کردمش

شد شورش سودائے من در هر سرے بیشتر
راهم نگردید آن پری چندانکه افسون کردمش

باز آکه از شرم گنه سر تا قدم بگداختم
کو سے که در ره دختنم از گریه هامون کردمش

نزدیکت شد آهٔ نیم شب نیروز بر کردم جهان
گردون بدیگر گونه بود اختر دگرگون کردمش

قربانِ آں مژگاں شوم کز حق او نایم بروں　　صد زخم بردم و وام از و یک سینہ مرہم کردمش

سروِ چمن را راستی دہقاں بہار آموختہ　　گر در نظر آمد کجی بر طبع موزوں کردمش

از داغِ مہجوری تو بر دل نشانے ماندہ بود　　ہمچوں مہِ نو دمبدم از مہر افزوں کردمش

از بس تلخی در جگر بے یار دوز دیدم نظر
خونِ نظیری ریختم و ز خویش ممنوں کردمش

افسر بقبا دے دہ و خاتم بجمے بخش　　از دام ہما پیچے و از زلف خمے بخش

زیں کعبہ نشیناں گرہ دل بکشاید　　توفیق نگاہے نہ زغزالِ حرمے بخش

عفوِ تو پسندیدہ ام و کیشِ برہمن　　یا حورِ لقائے برساں یا صنمے بخش

تا سجدہ کنم نقش پے راست رواں را　　زیں قوم سراغے بنشان و قدمے بخش

واسوختگاں را بجگر آب نباشد　　کانے بسرشکے دہ و بحرے بنمے بخش

آں شیشہ کہ بر طاق بلند ست فرود آر　　زاں بادہ کہ دستے زبید و است دمے بخش

بر خوانِ تو امساک نباشد جگرے دہ　　مرسومِ تو نقصاں نپذیرد کرمے بخش

غمہائے تو آسودہ کند عالمے و گوید　　گر غم بکسے می دہی آنگو نہ غمے بخش

گر دیدہ ام از فکرِ تو محجوبِ نظرہا　　با عشق اگر گفتنت کہ راحے زمے بخش

تنہائی و خلوت طلبد عشق نظیری
ایں خیل و حشم را با میر حشمے بخش

بزم خالی میشود مطرب خموش　　ساقیا جامے بدہ جامے بنوش

تلخی از میگوں لبت در جام ریز　　نیم مستم از شراب نیم جوش

در دمِ آخر گراں تر دہ قدح　　تا برندم بیخود از مجلس بدوش

دل بہ بدخوئی نمی آید بدست　　لطف و حسنت ہست در خوبی بکوش

گر گرہ بکشائی از بندِ قبا　　خار گردد گل بجیب گل فروش

غمزہ صد جا پردۂ دل می درد　　تو خوشی می گوی و بندے می نیوش

تو درم بکشائی ہر کس خوب نیست　　پردہ گو بر روئے نازیبا بپوش

ہیچ میدانی کہ در صحرا و باغ　　تا سحر از غیب مے آید سروش

خار و گل در جوش و ما شب خفتہ ایم　　ناطقاں خاموش و گنگاں در خروش

صد چو بلبل مست دستانت شود　　گر برآری نغمہ ہمچوں گل زگوش

در غمم گفتی نظیری را چہ رفت　　عقل و ہوش و عقل و ہوش و عقل و ہوش

از نقل و بادہ گوشۂ دل گشتہ روشنش
کو جام جم کہ آئینہ سازد ز آہنش

زحمت کشد ز شمع مسخر کنم سپہر
تا ہر شب آفتاب در آرم بروزنش

غائب شوم ز خلوت و حاضر شوم بُا و
دلق از بدن برآرم و در بر کشم تنش

نگذارمش بحرف کہ گوید کدام و کیست
گر از قفائے در رسد آواز دشمنش

از دستِ من بحیلہ بروں رفتہ بارہا
تا پا نگیرمش نکنم سُست دامنش

سیب ذقن بباز یش از کف نمی دہم
تا دست کو تہم نشود طوق گردنش

زیں سیمگوں حصار نظیری سے نے رود
تا قفل سیم او نشود نعل توسنش

بیتو سنے غم خوش وے نے خانہ خوش
بانگار خانگی و ویرانہ خوش

مرغِ آزادم نخواہد آمدن
خویش را دارم بدام دانہ خوش

من خود از فرزند دل برکندہ ام
کودکاں دارند با دیوانہ خوش

دیدہ را از گریہ نیساں مے کنم
شاہداں راہست با دُردانہ خوش

مردِ کو چیک دل ندا د چوں کند
خواب شیریں آید و افسانہ خوش

صبر باید تا جگر خالی کنم
درکشیدم زہر ایں پیمانہ خوش

دعوئی چابک سواری می کنم
گرچہ رو بر تافتم مردانہ خوش

می دہم شکرانہ مگر بختش
ہم مصافم ہست ہم شکرانہ خوش

سہل نبود بر صفتِ آتش زدن
می نماید گرچہ از پروانہ خوش

ہرزہ باطل بیں چرا کارے کند
کا شنا خوش نشود بیگانہ خوش

در خراباتی نظیری عیب نیست
ہست دیوانہ خوش و فرزانہ خوش

بلاست خطِ نگاریں و زلف خم بخمش
دگر ز فتنہ چہ بر سر نوشتہ تا قلمش

بایں جمال و نکوئی کہ اوست می ترسم
موحداں بخدائی کنند منتقمش

اگر فریب ملائک دہد عجب نبود
کہ یا صمد بنویسند جائے یا صنمش

بشبے بنالہ دلش را اگر بدست آری
بہر امید تواں کرد تکیہ بر کرمش

دلے کہ راہ بآں چشمۂ زنخداں برد
مسیح آب خضر می دہد بجام نمش

شعور نیست کہ یکدم بنجویش پردازم
خرابم از قدحِ التفات دم بدمش

اگر نہ بی برگم نیش با خبر نشوم
ز پائے تا بسرم محو لذت المش

بقیدِ زلفِ گرہگیرِ او گرفتارم | دریغ جاں نتوانم فشاندہ در قدمش

پرید دل بہوائے کسے نظیری را
کہ گرد کعبہ نگردد کبوترِ حرمش

بزم میسازیم ساماں گر نباشد گو مباش | نوش می گوئیم پنہاں گر نباشد گو مباش
جرعۂ درد و حیات تلخ قسمت کردہ اند | عیش خضر و آبِ حیواں گر نباشد گو مباش
غمزہ را فرہنگ دانش ترجمانی مے کند | چشم ہندو فارسی داں گر نباشد گو مباش
زلف ہیں سنبل در آغوش از نگردد گو مگرد | رُخ نگر گل در گریباں گر نباشد گو مباش
چشم مالا آب روئے او گلے خواہد شگفت | دانہ در خاک پنہاں گر نباشد گو مباش
زخم مژگانِ غرب بہر قبولِ کعبہ بس | در قدم خارِ مغیلاں گر نباشد گو مباش
صد خطا در کار داریم از برائے عفوِ او | منعفت صدق و نقض پیماں گر نباشد گو مباش
گر بزاری گر بخواری ما بیادش خو کنیم | عمر در کش باد درماں گر نباشد گو مباش

راہ بے وادی و بے منزل نظیری میرویم
عشق رہبر گشتہ ایماں گر نباشد گو مباش

داشتم از دردِ جدائی خروشش | دل چو ترا یافت زبان خموشش
غم نخورم غائب من حاضر است | مژدۂ دل میرسد از لب بگوشش
گر نرسد بوئے تو ہر صبحدم | تا سحر حشر نیایم بہوشش
ہر کہ ہوائے تو بجنت برد | ساعد حورا شودش بار دوشش
گر بقدح زہر ہلاہل کنند | شہد شود چو تو بگوئی بنوشش
لعل تو افگند دلم را ز چشم | کعبہ بجا مے نخرد مے فروشش
از اثرِ گریۂ چوں لعلِ ما | خوں بدلِ سنگ در آید بجوشش
بر نگہِ غیر سپندے بسوز | یا بر رخِ خویش نقابے بپوشش

عشق ز پندار و گماں برتر است
تار مقے ہست نظیری بکوشش

از فراقِ یار نا خوشنود خویش | زوئے در نابود بینم بود خویش
بسکہ در سودا بشوق افتادہ ام | از زیانِ خود ندانم سود خویش
خوبی او شد پدید از چشم من | سوختم بر آتش خود عود خویش
گر بر آید از بند آئینہ ام | زشتی خود می کند مردود خویش

از خطایم مغز جانم سوخته / سخت می ترسم ز آه و دود خویش

خاک معبدها رسانیدم بآب / از رخ زرد زمین فرسود خویش

در گنهگاری ندیدم هیچ گه / بر کنار فرق خاک آلود خویش

زنده زاں مانم که یابم جستجوئے وصل / از فراق عاقبت محمود خویش

روز فیروزی نظیری از پی ست / دیده ام در اختر مسعود خویش

غیرتم بانگ زد که در او باش / عشقم آهسته گفت باش و مباش

غمزه در تاخت خوش قریں نااهل / گرد اسرار هائے پنهاں فاش

از پس پرده سر بروں آورد / یار لولی وش حریف تلاش

غنج و نازش ز راه چشمم داد / داروئے بیہشی بعقل معاش

عقل و فهم و خرد به یغما برد / رفت پاکیزه خانه را فراش

مفلسم کرد و در عتاب آمد / چکند آفتاب را خفاش

شاهد شه شناس شحنه فریب / در نگنجد به پهلوئے قلاش

آه و احسرتا بر آوردم / گفت بنشیں و بر گلو مخراش

مے نهی لب بعیش بر لب ما / چوں گلت پخته میشود درداش

گفتمش ایں درنگ و مهلت چیست / تا چه بر گل نویسدم نقاش

گفت رو هر چه آرزو داری / تا بمردن بفکر آں می باش

ره برگشتنم نظیری نیست / بجا میروم بدانم کاش

## ردیف الصّاد

هر که چوں یوسف شود از محنت زنداں خلاص / قحطیاں را می کند از قحط در کنعاں خلاص

زود از دنبال هر کام و تمنا می روند / ایں تهی ظرفاں نمی گردند از حرماں خلاص

بادشاهاں را دل ما رام کردن دولتست / ما بدام آئیم دشوار و شویم آساں خلاص

ما نظر بازیم و عاشق پیشه گو معنی مباش / نیست زاهد از ریا و عاشق از بهتاں خلاص

زاهد خلوت نشیں را دل بصد جا میرود / کس نیابد از فریب آں صف مژگاں خلاص

خوش نظیری دامن وقتے بچنگ آورده / دیر باز آید گر از دستت کند داماں خلاص

دم دمِ شاہدست و مے مئے خاص — لب زلب بوسہ جیں و جان رقاص
مئے بتعیش بر آمدہ زسبوئے — چون زر خالص از درون خلاص
گوئیا در مزاج نافع او — ہمہ اشیا نہادہ اند خواص
گہر اندر محیط خم دیدہ — مے بشیشہ چو دیدۂ غوّاص
بسکہ با سلسبیل مے ماند — مستش بمن بود ز روز قصاص
مطربش چوں سرود بردارد — مانئی را کند ز غصہ خلاص
ساقی سیم ساعدش باید — ساغرش خواہ سیم و خواہ رصاص
واعظ ار رد ما کند خوانیم — قول القاص لایحب القاص

ہر کسے از رہے رسد بخدائے
تو ز طاعت نظیری از اخلاص

ہمیشہ خندۂ شادی بآں لباں مخصوص — فریب حسن باقبال جاوداں مخصوص
درِ تو قبلۂ اُمیدہائے روحانی — سر نیاز بآں خاکِ آستاں مخصوص
حکایتِ تو چو فکرم ز مغز بیگانہ — محبت تو چو مغزم باستخواں مخصوص
غمے فتادہ کہ با طائرانِ وحشی دل — نے شویم بہم دریک آشیاں مخصوص
شدیم ہر درے از شاہدانِ ہر جائی — نہ مے بمیکدہ نے گل بگلستاں مخصوص
ز طولِ روز قیامت عجب ہراساں نم — کہ روز ہجر تو باشد بایں نشاں مخصوص
بجا جتم نرسد گرچہ شد بخدمتِ تو — بآشنائی آہ من آسماں مخصوص
ز تو رگم برگ و مو بموئے در سخن است — حکایت تو ہمیں نیست با زباں مخصوص

زمانہ تو معطر بغل نظیری را
چو گلفروش کہ باشد بباغباں مخصوص

حریف خود شو و یا خود بر آز خلوت خاص — چو سرو باش کہ ہست از ہوائے خود رقاص
نشاں ندادہ گرانمایہ تر ز تو گہرے — ازاں زماں کہ دریں بحر میشود غوّاص
بجرم یک نظرم ناگہاں کہ افگندم — بکُش کہ مفتی دیں بر خطا نہ کرد قصاص
نکردہ ام نظرِ التفات بر عملے — ز بیم آنکہ مشوش نگردد دم اخلاص
فشانم ار بجمال تو جاں ہنوز کم است — مرا نشاطِ تو از قیدِ خویش کرد خلاص
مقربانِ تو از چشم خلق پنہانند — عوام را نبود راہ در مقام خواص
اگرچہ نہ فلک از خاصگانِ درگاہند — ولیک ہست نظیری غلام خاص الخاص

ساقیا برخیز با مستان برقص — عشق ساغر می‌کند گردان برقص

کفر و ایمان از درون پرده اند — تو درون پرده با خاصان برقص

واعظ افسرده است بر مسجد گذر — سرو مخمور است در بستان برقص

جلوهٔ در خلوت بی ذوقی مگیر — بر سر خم چون می جوشان برقص

راه زین شورش بمقصد میرسد — همچو کشتی بر سر طوفان برقص

برفشان هستی که جانان جان تست — صوفیا با ساز و با دستان برقص

هر سر شکم در تماشا دیده ایست — لخت دل گو بر سر مژگان برقص

هوشمندان دار برپا می کنند — مست گو منصور در زندان برقص

خرقه‌ها را گل فشان کن از شراب — جام بر کف چون گل خندان برقص

هست از کشتن نظیری زندگی
روی بر شمشیر در میدان برقص

## ردیفُ الضّاد

هر صبح کن دو جام شراب مغانه فرض — فاضل ازین دوگانه کن آن پنجگانه فرض

در میکده مرید صراحی و جام باش — بر خویش کن سجود و قیام شبانه فرض

جدست انکار عشق همه هزل و کذب نیست — زانرو خبر حقیقت و زان لب فسانه فرض

زاهد سوال مذهب مستور و مست چند — شد بر تو ذکر سنت و بر ما ترانه فرض

از اکل و شرب صوم تو یکماه واجبست — از غیر دوست روزهٔ ما جاودانه فرض

تعظیم و احتقار با سلام و کفر نیست — روزی که بود بتکده شد طوف خانه فرض

در شرع حور و صحبت و زهد و صیام هست — بر عاشقان کدام بود زین میانه فرض

اقرار کرد بر سر منبر بجهل خویش — ترسم که بر امام شود تازیانه فرض

بردار دام حیله و ایثار پیشه کن — یک نان را عوض شده هفتاد دانه فرض

پیوسته رسم بود شکایت ز روزگار — شد در زمان حسن تو شکر زمانه فرض

شد از بیان کشف نظیری بمدرسه
جام شبانه واجب و کیش مغانه فرض

از جمال تو کمال بشری بود غرض — یا شکست ملک از رشک پری بود غرض

زین لب لعل دزین گونهٔ میگون بردن — چشم خونین و سر شک جگری بود غرض

از دو گیسوئے دراز تو و از خال سیاه — نالہائے شب و آہِ سحری بود غرض
قتل اسلام کہ شد بہرِ کلہ گوشۂ تو — طرح از طرفِ کلاه تتری بود غرض
آں ہمہ صنع کہ در آئینہ اسکندر کرد — عکس روئے تو ز آئینہ گری بود غرض
جلوه پرتو رخسارِ تو از پرده بس است — بس چہ مقصود ازیں پرده دری بود غرض
چو ندیدیم بایں دیدۂ تر دانستیم — کز نظر دیدن کوتہ نظری بود غرض
ایں بہوش آمدن و رفتن ما می گوید — کہ خبر یافتن از بے خبری بود غرض

از رہِ آمده ناکام نظیری برگرد
کہ ز آوردنِ ما جلوه گری بود غرض

حضورِ وقت نمے یابم و صلاوت فرض — دلم بقہرِ تو رہینست و جاں ز لطف تو قرض
بہم برآمده از شوخئ تو اوقاتم — نہ سنتم ز تو سنت بود نہ فرضم فرض
فلک حجابِ دعایم نمے شود اما — بغمزه حاجب ابروئے نماید عرض
سخن کہ از دل شوریده بر زباں آید — برسم تحفہ ملک بر سما برد از ارض
بشکرِ نعمتِ تو بر نمے توانم خاست — کہ تا بگردنم از بارِ منتت در قرض
مثالِ ما گلِ خنداں و سرو آزاد است — دریں حدیقہ بطول است عیش ما نہ بعرض

بفضل اوست نظیری چو مزد کار آخر
معلمِ ملکوتت بعلم کردم فرض

دہم دو ملک بیک نغمۂ رباب عوض — کنم بسایۂ ابرے صد آفتاب عوض
ز قیدِ خانقہم دل گرفت دیر کجاست — کہ زہد ناب کنم با شراب ناب عوض
سبوئیم از چہ زمزم شکستہ مے آید — بگردن خمِ مے افگنم طناب عوض
دلے ز بادیۂ کعبہ تشنہ تر دارم — روم بدیر بطوفاں کنم شراب عوض
طمع کہ سر بزمیں داد آبرویم را — بجوئے حاصلم آرد بجرعۂ آب عوض
فلک کہ پرده ز چشم حسود برانداخت — ز تاب مے فگند بر رخم نقاب عوض
فغاں کہ ظرفہ زیاں کاره ایست انبازم — برد ذخیرۂ عمر و دہد حساب عوض
عمارت دل من دور چرخ برہم زد — کہ ہست مایۂ صد گنج ایں خراب عوض
بمدعائے دل خود کجا رسم ہیہات — کہ صد سوال مرا نیست یک جواب عوض
کنوں دل و خرد از خواب چشم بخشایند — کہ رفت دیدۂ سودائیم بخواب عوض
نماند مایہ نظیری قناعت اکسیر است — مجو جز از در ہمت ہیچ باب عوض

نه خانقاه نشیں مے شویم و نے مرتاض — که میفروش کریم است و جام مے فیاض

جز این ادیب نگوید بما که چوں طفلاں — رواں کنید سواد و سیه کنید بیاض

درازی شب ما گو بهر و تم افزوں شو — بریده دست که زلف ترا کند مقراض

بخانهٔ که عبادت علاج بیمار است — کم از دوائے طبیباں نمی شود امراض

نه بوے سنبل آهش نه رنگ با گل اشک — دلے که جلوهٔ حورے نباشدش بریاض

دهن ز خنده رسد تا بگوش مستاں را — دراں صباح که مخمور مے کند اعراض

سخن بگوئی که در طبع مے کند تاثیر
چو خالص است حکایت نظیری از اغراض

## ردیف الطاء

بوے دل با دوست باید داشت در مرگ نشاط — راست رفتی در محبت راست رفتی در صراط

دوستی با دشمنان دوست دشمن دوستیست — تا نباشد دل موافق در نگیرد اختلاط

اعتدال از سرو باغ آموز نه از خار و گل — نے سراپا بستگی نے پائے تا سر انبساط

چیست ایں گردوں طلسمے بوالعجب تعویذ دهر — سر نیارد کسے بیرون نش از خط و نقاط

آسمان را نیست دلگیرست از بازی خویش — لیک آخر هم نمی گردد که برچیند بساط

نیست در کل جهاں جزوے که آں درکار نیست — نکته گر گم می شود میرید از هم ارتباط

نظم عالم را حکیمے بست آخر در شکست — حکمتش از استواری استواری ز احتیاط

خود عجب دارم که در کنه جمال خود رسد — کے تواں یکذات را گفتن محیط است و محاط

نیز فرض خود ادا فرما نظیری تا رویم
خواب در مسجد حرام است و اقامت در رباط

صد جا در انتخاب تو دیدیم اکثر غلط — تا بر صحیح من نکشی بے تمیز خط

دیدیم اهل دائره بزم خاص را — چنداں نوشته که نگنجد دراں نقط

چشمت به پند نامهٔ ما وا نمے شود — تا کے قلم جلی و محرّن زنیم قط

ما طعم قوز کوچه و بازار برده ایم — عطار کوئے تو نفروشد بجز سقط

تا کے زنند گرد تو اوباش دائره — گیرند در میانه ترا تنگ چوں نقط

زیں طور بد فرشته نگردد دگر بتو — یکهفته اختلاط کنی گر بایں نمط

ما بر کنار تشنهٔ یک گوش ماهیم — طوفاں گذشته در شط خم از گلوے بط

می با خلیفه تا خطِ بغداد جام کش　　با تشنهٔ فرات مده جرعهٔ ز شط

با این روش که پیش گرفتی فلاح نیست
تو لے سپرده ایم نظیری کشیده خط

در عشق کار بوده و ساماں نبوده شرط　　سر بوده و طریق گریباں نبوده شرط
گفتم چنانکه درد دهندم دوا دهند　　افغاں که نام بردنِ درماں نبوده شرط
بر خلق بوده پیشتر آساں گریستن　　با چشم خونفشاں لب خنداں نبوده شرط
طاعت بباد دادن و ایماں بیا زدن　　در کیش گبر و دین مسلماں نبوده شرط
پیمانِ استوار بصد نقض می شود　　از عهد کس شکستن پیماں نبوده شرط
بهتانِ گنج بر دل مسکیں نهاده اند　　ور نه خراج بردهٔ ویراں نبوده شرط
در عینِ اتحاد حجاب از برای چیست　　گر از نخست حسرت و حرماں نبوده شرط
ناهید و زهره شاد نسازد بجام صوت　　آنرا که از ازل دل شاداں نبوده شرط
در خواب میرسید بیوسف پیام مصر　　آسودنش بدامن کنعاں نبوده شرط
منصور را که رخصت اظهار داده اند　　غیر از قصاص و محنت زنداں نبوده شرط

چوں گو سر از نظاره نظیری بباد داد
خود را نمودن از سر میداں نبوده شرط

حکم جفا صحیح و امید وفا غلط　　تعبیر تو درست و لے خواب ما غلط
نه کاسهٔ سگِ تو بماکس همی دهد　　لاف گدا ز مکرمت بادشاه غلط
یک فال خوب راست نشد بر زبان ما　　شومی چُغد ثابت و یُمن هما غلط
در التماس ما سخنِ دوستاں رسد　　در احتیاجِ ما مددِ آشنا غلط
آخر از اں جمال فروغے دلیل ساز　　وا کرده ره در اں سر زلف دوتا غلط
هر چند ما بغل و غش آئیم در نظر　　اما بخاصیت نکند کیمیا غلط
آنجا که حل و عقد برد و قبول تست　　حکم ستاره باطل و علم قضا غلط
تا سهو کارِ ما ز تو اصلاح میشود　　خواهیم دیگرے نکند غیر ما غلط

همت ز سیر و شِ نظیری طلب که هست
اخبار خضر و چشمهٔ آبِ بقا غلط

جگر بخنده همی سوز و بر کراں میغلط　　گهر شکسته همی ریز و در میاں میغلط
زجهد خویش گلستاں نما شبستاں را　　خیال سبزه و سنبل کن و براں میغلط

اگر چو نخل مرادم ببر نمے آئی | چو آرزوئے دلم در میان جاں میغلط
ز درس و مدرسہ کارے بنقد نکشاید | پیالہ میکش و بر فرش گلستاں میغلط
مثالِ نقطہ سنجیدہ بے اثر تا چند | گہے بلغزش مستانہ بر زباں میغلط
بزشت خوئے در بستہ زود بکشایند | خروش مسکیں و بر خاک آستاں میغلط
معانداں بسناں میزنند و میگذرند | بخاک معرکہ مجروح و خونفشاں میغلط
خدنگ جمعیت ایں قوم بر نمے تابند | ہمیں کہ میزند تو پا بند چو کماں میغلط

بیا فتیم نظیری کسے تو گویائی
پیش چہ باد ہمے گیر و بر نشاں میغلط

# ردیف الظاء معجمہ

اگر تو نشنوی از نالہائے زار چہ حظ | دگر تو نگری از چشم اشکبار چہ حظ
درآ بہ مشرب روحانیان و داخل شو | معاشرانِ تو مستاں تو ہوشیار چہ حظ
بچشم مادر و دیوار بوستاں مستند | ترا کہ بادہ نے نوشی از بہار چہ حظ
نمک ببینہ مجروح چاشنی بخشد | اگر نمے ندہندت ز غمگسار چہ حظ
کلیدِ قفلِ ہمہ گنجہا بما دادند | بدست ما چو ندادند اختیار چہ حظ
گرم بہ پہلوئے ساقی ببزم بنشانند | مرا کہ بیخودم و مستم از اعتبار چہ حظ
ز عمر آنچہ گرامی ترست در سفر است | مرا کہ دل بغریبی ست از دیار چہ حظ
بلاف ہم تگ برق براق مے سازم | بروں نمیر دم موکب از غبار چہ حظ

ہزار ذوق نظیری بدرد نومیدیست
فریب وعدہ نباشد ز انتظار چہ حظ

نے خاطرم از کتاب محظوظ | نے طبع ز انتخاب محظوظ
از بسکہ مشوشم نگردم | از بوئے گل و گلاب محظوظ
کو خر بشراب مے فروشم | مستغنیم و ز آب محظوظ
صد شہر کنم بگریہ دیراں | دیوانہ ام از خراب محظوظ
پوشیدہ حیا جمالِ عالم | محظوظ شدم ازیں نقاب محظوظ
گر آتش دوزخ آتش ماست | کافر شود از عذاب محظوظ
ور کار باں فرشتہ خویست | عاصی شود از حساب محظوظ

از بادهٔ تلخ تو بهام داد — گردیدم ازین شراب محظوظ
آتش برگ و بیش رسیده — گشتم ز دل کباب محظوظ
از فرقت آب تا خبر شد — ماهی شده ز اضطراب محظوظ
ظاهر شد و گفت لن ترانی — موسیٰ شد ازین جواب محظوظ

بر رفت بآسمان نظیری
شد ذره ز آفتاب محظوظ

درود پاک بر ریش تو با صفا واعظ — که ره ز قول تو دور است تا خدا واعظ
تو از عذاب خدا از مغفرت گوییم — نگاه کن تو کجائی و ما کجا واعظ
نفس ز دوری و بیگانگی زنی هر دم — مگر دل تو بحق نیست آشنا واعظ
شد از وعید تو پر گوش ما چه مے گوئی — اگر بحشر بریم از تو ماجرا واعظ
ز جهل شوم بوحدت نیاوری اقرار — ترا چه زهر تکذیب اولیاء واعظ
فراز عرش نشان خدائی مے گوئی — کشد خدائے بچشم تو توتیا واعظ
کلام حق بغلط تا بکے کنی تفسیر — تو هیچ شرم نداری ز مصطفیٰ واعظ

کجا حدیث نظیری ترا فروغ دهد
نداده آیت قرآن ترا ضیا واعظ

## ردیف العین مهمله

هنوز زمارت و عامی نداشتند نزاع — که لائے باده مقدر شد از برائے صداع
مرید و مرشد و خادم تمام مے دانند — که رند صومعه می میخورند بنگ و سماع
فریب و عاشق و مستم خدا نگهدارد — ز شر تشنهٔ غدار و مفتی طماع
اگر طبیب ترش رحے دیر مے میرد — چه غم ز تلخی صبر است چون بود نفاع
برین بساط تماشا گریم تا بینیم — چه مے کنند اهل پهلوان و مرگ شجاع
رسوم تو نهد مهر و ماه تا دوران — هزار بار نگوید به تنگیم از اوضاع
پی سعد بد سرانجام کارها رفتند — بآن دیار که نایاب قحط بود متاع
ترا اگر چه بابن خاک پای رجوع است — ضمیر غائب ابدال را بتست ارجاع

تو قدر ذره چه دانی نظیری از خورشید
که دیدهٔ تو ضعیف است از تمیز شعاع

فریب دختر رز خواہشے ست نامسموع — بشرع غیرت ما در طلاق نیست رجوع
اگر بشیشہ شود مے پری نمے ارزد — بناز ہائے خمارش کرشمہائے طلوع
گل از کرشمہ و مے از فساد باز آید — نہ عاقلست کہ باور کند بفرض وقوع
من و خرد کہ مشیت بنور او اوّل — در آفرینش افلاک و ارض کرد شروع
چہل صباح کہ معجون خلق پرورد ند — حکیم کرد ہمیں نسخہ حاصل از مجموع
چنانکہ خوف و رجا از نتائج خرد اند — بود نتیجہ خوف و رجا خضوع و خشوع
اگر خرد ننماید رہ ثواب و عقاب — ز قلب عشق نمی خیزد و ز عین دموع
نگاہ مرد خردمند بر حقیقت کار — فقیہہ مدرسہ درماندہ اصول و فروع

بفعل غیر نظیری نمی تواں رستن
مگر بجذبہ عشقت خطا شود مرفوع

پائے کوباں دست افشاں در سماع — می خرامد بر دل و جاں در سماع
طرہ عمامہ بے شاں می کند — زلف و دستار پریشاں در سماع
صوفی از چاک گریباں بیندش — میشود از خرقہ عریاں در سماع
از مے اندیشہ خود گشتہ مست — ہست خود پیدا و پنہاں در سماع
زاہد تسبیح خواں بر یاد او — آید از ناقوس رہباں در سماع
عیسیٰ از چرخ چہارم بگذرد — گر زند دستش بداماں در سماع
جبرئیل از سدرہ مے آرد بخاک — چوں شود مست غزلخواں در سماع
او چو چوگاں پا زدہ بر فرق ما — ما چو گو از زخم چوگاں در سماع

بیخودیہائے نظیری آورد
بخیہ بر چاک گریباں در سماع

بقائے از لب تو تا ابد ہمہ فارغ — بیک نگاہ ز چشم تو بادشاہ فارغ
جہان و آخرت از راندگان راہ تو از — دو عالم از تو بیک حرف آشنا فارغ
فروغ روز تو بر فرق ما سے تابد — بہ نکہتے دم صبحیم از صبا فارغ
کتاب قول و غزل کردہ عشق در نشویم — ز آب و دانہ مرغان بے نوا فارغ
صفائی فطرت ما کردہ خاک ما اکسیر — نگشتہ ایم بہ نیرنگ کیمیا فارغ
ہوائے چشمہ آب بقاست در سر ما — کجا شویم بہ آب و بہ ہوا فارغ
غبار دیدہ ما بر دو قدر خود نمی — نمی شویم ز عیسیٰ بہ توتیا فارغ

تفقدے عنمائی تعرضے فرما  ز شکر تو تبلخی شود گدا فارغ
چہ بخہا کہ نظیری ز عہد دوست ندید
بس از ہزار بلا شد بیک عطا فارغ

کند ہمیشہ بدل چشم رو سیاہ نزاع  گدائے گرسنہ دارد بپادشاہ نزاع
چو رونمشہ نقاب از جمال برداری  کند بچشم پراگندہ بیں نگاہ نزاع
ز خلق ورائی رخت پست طالعم چکنم  نمی تواں بفلک کرد مہر و ماہ نزاع
ضعیف انگن و مسکیں کشند چشمانت  کنند مردم بدخو بہ بے گناہ نزاع
حدیث بندگی و اجر می کنم بسپہر  نمی کنم بسر خواجگی و جاہ نزاع
بلا و حادثہ برپا بحکم غمزۂ تست  بہ پشت گرمی سلطاں کند سپاہ نزاع
کہ داد نالۂ مظلوم می دہد فردا  کند برائے تو داور بداد خواہ نزاع
بغیر معنی شکرت اگر بیاد آمد
نفس بقول نظیری کند براہ نزاع

# ردیفُ الغین معجمہ

راز دیرینہ زرخ پردہ برانداخت دریغ  حال ما شہرہ بانشائے غزل ساخت دریغ
عشق از اں روز کہ آتش بہ نیستانم زد  بہ بیابانیم دل سوختہ ننواخت دریغ
جوہر بینش من در تہ زنگار بماند  آہنم آئینہ من ساخت نپرداخت دریغ
کیمیاگر کہ مس جملہ از و زر گردید  قلب ما را نز داکسیر چو بگداخت دریغ
عقل ما پیر شد حسن شہادت نشناخت  دیر بر معرکۂ عشق دلم تاخت دریغ
پے سکندر بلب چشمۂ حیواں آورد  خیمہ بر لب آں چشمہ نیفراخت دریغ
شرح بیچارگی کلک قضا می گفتم  شاہ غیرت بسرم تیغ غضب آخت دریغ
کعبتین مہ و خور مایۂ عمرم بردند  چرخ کج باز بمن نرد دغا باخت دریغ
تو نظیری ز فلک آمدہ بودی چو مسیح
باز پس رفتی و کس قدر تو نشناخت دریغ

نہ گل اینجا ز عشق خار فارغ  نہ گل از شہدش خمار فارغ
درین مجلس طرب ہر دم فزونست  نگردد ساقی از ایثار فارغ
شب آمد نوبت سودائے ما شد  ز شور و فتنہ شد بازار فارغ

ملک خفته عسس طبل سوم زد  شدیم از زحمتِ اغیار فارغ
رقیب و پاسبان خوابنده گردید  دلِ پوینده از زنهار فارغ
شکرلب بوسها بر کام جاں داد  لب جوینده از اظهار فارغ
بیک رنگی و یکتائی رسیدیم  شدیم از مصحف و زنّار فارغ
ازاں سودائے ما آخر نگردید  که محسن او نگشت از کار فارغ

بشب ازبسکه گستاخم نظیری
نکردم روز از استغفار فارغ

گوید سحر که شب گذر افگنده بباغ  گلها نشاں دهند ز تو بلبلاں سراغ
هر شام جستجوئے تو آرد بکاخ و کوئے  هر صبح گفتگوئے تو خواند بباغ و راغ
فردوس غیرت آرد و رضواں حسد برد  بر هر زمیں که با تو میسر شود فراغ
زخمم ز بوئے مشک تو بتخاله در دهن  داغم ز شورِ لعل تو خونناب در ایاغ
نورِ ستارها همه از آفتابِ تست  روئے تو هست نیست غم از مردنِ چراغ
آں را که داغ عشق بهستی نهاده اند  تائب هزار بوسه زند بر نشانِ داغ
مارا که فالِ عیش قدومِ تو مطلب است  خوشتر بود ز نغمهٔ بلبل فغانِ زاغ
مغز از بخور مجمر زلفت معطر است  جامے مئے که از تو گلستاں کنم دماغ

از دوست گو نظیری و با دوست دم برآر
غیر از حدیثِ مهر و وفا لابه دان ولاغ

نالم ز چرخ گر نه بر افغاں خورم دریغ  گریم بدهر اگر نه بطوفاں خورم دریغ
بر گل شکر نشاند و خونِ جگر دهد  بر سفرهٔ سپهر بمهماں خورم دریغ
صبحم بر صبوح خودم خوانده روزگار  خندم بطنز و بر لب خنداں خورم دریغ
مهماں بسرفم که بمسک رسیده ام  بر مرگ میزباں بسر خواں خورم دریغ
باجاهلاں معجم افتاده اختلاط  تحسیں کنم بظاهر و پنهاں خورم دریغ
کارم بدوستی ریائے فتاده است  در مرگ دوستاں بگریباں خورم دریغ
بیماری ضعیف خرد را علاج نیست  با حکمت مسیح بدرماں خورم دریغ
دشوار کم شود اگر افسوس کم خورم  مشکل ازاں فتاده که آساں خورم دریغ
باز آئی تا بپائے تو ریزم نثار خویش  من آں نیم که بهر تو بر جاں خورم دریغ
شورائے که برلبم از دیدگاں چکد  دونم اگر بچشمهٔ حیواں خورم دریغ

در آه و ناله عمر نظیری بسر رسید
سیر آمدم ز بسکه پریشاں خورم دریغ

جاں بلبم از شوق وے آرند پیغام دروغ
دوست دور و نامه میسازند بر نامم دروغ

راہب بتخانه را عز کرامت کے دہند
ہست کشفم مکر و استدراج و الہامم دروغ

لبتهٔ طاماتِ رعنا یا نه گر دیدم مدام
چوں روم دنبال حق افگنده در دامم دروغ

محو نیرنگ مجازم ذوقم از تحقیق نیست
راست چوں گویم که شیر نیست در کامم دروغ

رو بسوئے قبله دارم دل بسوئے سومنات
در نہاں کفرم یقیں در ظاہر اسلامم دروغ

رام از افسانه و افسونِ ہر کس مے شوم
گر بمن وقتے آید سخن آنداز و از نامم دروغ

چہره رنگیں کرده عکس ساغر و پیمانه ام
پرتوِ نور شفق افگنده بر شامم دروغ

ہمچو طفل بے پدر میگریم از حرمانِ بخت
می دہد مادر نویدِ نقل و بادامم دروغ

چوں سپندم بر سر آتش نظیری بیقرار
گر کسے در عشق گوید ہست آرامم دروغ

# ردیف الفاء

ہر که تائب گردد از مے بر رخ او رنگ حیف
از سر کوئے مغاں بر کاسه او سنگ حیف

از عصا و سبحه ام افزود قدر و حرمتے
گردنِ مینا زدستم رفت و زلفِ چنگ حیف

از مے مستاں بریدم تا زہشیاراں شدم
خویش را انداختم در قیدِ نام و ننگ حیف

کام را نیہائے خاطر جانِ دل را تیره ساخت
شه چو بے عصمت بود بر ملک بر اورنگ حیف

تا براحت تکیه کردی گفت الدنیا رحیل
بانگِ بے ہنگام دارد مرغ خوش آہنگ حیف

پیکر فغفور و خاقاں شد دریں منظر خراب
میخورد عاقل بنقش مانی و ارژنگ حیف

خوئیے در کس نمے بینم که بنمایم باو
در بغل تاریک شد آئینه ام از زنگ حیف

خانه چوں شد باطره اش ہمسایه جائے جا نگرفت
خانهٔ درویش شد از قربِ منعم تنگ حیف

ناز بر شاہد نظیری وقتِ پیری مے کند
بس خرف گردیده از عقل و از فرہنگ حیف

کرشمهٔ تو برد از قمار خانه حریف
خورد ز دست تو تائب شراب بے تکلیف

رفیق کعبه و ہم مشرب خرابا تی
بنام و ننگ نه بینی زہے حریف لطیف

ز عشق روئے تو در ہیچ باغ و مصطبه نیست
که مطربے نکند صوتِ تازه تصنیف

جفاتے می‌کشم و با تو بر نمی‌آیم      نهاده بارِ گرانِ عشق پیش مردِ ضعیف

نمی‌شود نکشم ناله و نبر نبرم      غمے چو کوهِ گران و تنے چو جانِ نحیف

فلک ز سیر بماند زمانه برگردد      اگر درازی ایں راه را کنم تعریف

ضعیف نالی و مسکین دلی طلب دارند      نه حرفِ شیدِ بره میرود نه طبعِ ظریف

دو هفته با تو وصالے و خلوتے خواهم      که صرفِ باده کنم حاصلِ ربیع و خریف

بوجد خرقه چو پروانه جانش در سوزد
چو شمع گر به نظیری عطا کنی تشریف

آنے باز داری و شانے بتصرف      دلها نشود شگفته کس بتکلف

فکر تو بوحدت بردار گفت مجازم      هر چند که طبعم بگریزد ز تصوف

بر قامتِ ما کسوتِ تقصیر بریدند      تا زیبِ خداوند شود عفو و تلطف

لب باز کشیدیم که مهرِ تو در آید      پستانِ کرم شیر در آرد بتوقف

از غبن زمانے که بقیدِ تو نبودم      بر خود بغضب بینم و در تو بتأسف

چوں گرسنه سفله بخوانِ تو رسیدم      از لقمه بسوزم لب و کام و نکنم لُف

مستوری تو بیش کند شوق نظیری
جز عصمتِ یوسف ندرد پردهٔ یوسف

فتنه با زلفِ تو گرفته طرف      دلِ ما را نه دهد از کف

نیم کش سر دهی خدنگِ نگاه      بگذرانی ز صد هزار هدف

دست برد نگاهِ چالاکت      مرد بر باید از میانه صف

بندِ سلطان خزانه داد کند      رفته بازی و مهره گشته تلف

عاق بر مادر و پدر گردد      از نکو پروریدنِ تو خلف

بر بساطِ تو بندگانِ تو اند      خواجه را بر غلام نیست شرف

هر کجا نغمه و ترانه نشست      از کفِ مطربان بیفتد دف

جعد اگر ز آفتاب برداری      ننماید بروئے ماه کلف

آنچه بے روئے تو نظیری دید
بے سلیمان ندیده بود آصف

تو ایں کشاده گره‌ها بدامِ فکر مباد      امید نیست که عنقا بر آید از پسِ قاف

دریں دیار که مائیم آدمیت نیست      تو هر کجاش ببینی بگو چه شد انصاف

هزار سنت و حرمت سہ انتخاب افتاد | امام سادہ رُخ و عشق پاک و بادہ صاف
ز علم زہد و ورع بوئے نشید مے آید | کجاست بادہ کہ از خود بشوئیم ایں اوصاف
جمال جاہ بحسن و فا صفا دارد | ترا کہ حسن و فا نیست از جمال ملاف
شجاعتے کہ برآئی بدیگراں سہل است | اگر بخویش برآئی بہمتنے بمصاف
کہ ایں جماعت جاہل خداشناس شوند | کہ در امور خلافت نمی کنند خلاف
ترا چنانکہ توئی وصف می توانم کرد | خطیب شرع اگر تیغ می نہد بغلاف
نہ عارفست کہ گفت از حسد نظیری را | چگونہ نصیحت تو اقلیم را گرفت اطراف

زلطف شد بہ یمن پوشش درزئی شہر
چہ حیرتست اگر جوہری شود صراف

# ردیف القاف

صبح اوّل کردہ حسنت عشوہ در کار عشق | مشتری آوردہ با خود جنسے از بازار عشق
تا شود ممتاز فہم عارف و عامی ز ہم | عشق ہر شود دلبا سے می کند انکار عشق
زانسوئے بازار خوشبوئے عبیری می رسد | عطرہا بایکدگر آمیختہ عطار عشق
عاشقاں را ہر نفس صبح و بہارے دیگر است | باد نوروزی وزد پیوستہ بر گلزار عشق
طاقت آزار نیش ار آوری نوشت دہند | صبر کن کز پردہ دل سر برآرد خار عشق
آنچہ گفت ایزد بآدم با ملک ہرگز نگفت | گوش نا قابل نباشد محرم اسرار عشق
بادمے بوید دل آگاہ بوئے می برد | نافۂ آہو شگافد بر گذر رطرار عشق
مست چوں رہ می رود گام پریشاں می زند | بیخودی در خاک پید ابا شد از آثار عشق
ہر کہ امشب خفتہ ایمن خواب خوش فردا نکرد | خواب خوش در پیش دار دیدۂ بیدار عشق

نالۂ زار نظیری دشمناں را دوست کرد
در دل خارا نشیند زاری بیمار عشق

لب ساقی روانہا دل چشمۂ حقائق | لفظ آفتاب روشن معنیش صبح صادق
از سخت گیری تو مرتد شود مسلماں | و زراست گوئی تو مومن شود منافق
چاہ ذقن بجوئی معراج ماہ کنعاں | گیسو کلام ملہم رخسار حق ناطق
بے جذبۂ دلیلے از خود نمی تواں رست | کار یست باصعوبت عقلیست ناموافق
عونا تجدک روحی یا مظہر العجائب | کشف ہموم قلبی یا کاشف الدقائق

بے نورِ تو ہیولا صورت نمے بتذیرد — لولاک فی وجودِ ما تُخلق الخلائق
اصحاب پیش حشمت دنیا و دیں نہادند — گویند قبول وردت زیں ہر دو حیثیت لائق
از پیر و شیخ و مرشد کارے نمی کشاید — دریابم از عنایت برہانم از علائق

آخر ترحّمے کن بر زاری نظیری
بہر شفائے دلہا لطفت طبیب حاذق

رفیق بر نکند در رہِ تو کام رفیق — ترا دلے ز غم آزاد ہمچو بیت عتیق
بجست وجوئے تو دست از دو کون افشاندم — بسا رکاب مجرد خدا دہد توفیق
دلم بچاہ زنخدان و طاق ابروئے تست — اگر بعرش عظیم است اگر بچاہ عمیق
براہ آمدم از جہد بر طریقتِ عشق — ز کودکی نشدم آشنا بہیچ طریق
بیا و ہر چہ بجز دین تست غارت دہ — کہ بے دلائل و اعجاز کردہ ام تصدیق
ز صد گرہ گرہے وا نکردم از زلفت — بسے گداختم و گشتم از خیال دقیق
تو مے بجامِ دگر کن کہ در پیالۂ من — بہ از شراب عقیقی بود سرشک عقیق
سحر ز روح چمن بے ریاح معلوم است — کہ جمع می نشود اجزائے گل پس از تفریق
تو مے پرست و نظر باز شو کہ طبع ترا — مجاز مے برد آخر بجانب تحقیق
ببیں خزان و بہار جہان و عبرت گیر — کہ در مواعظ پند است روزگار شفیق
کسے کہ خواست بشکرانہ مزد خویش گرفت — نہ کاہلیست کہ افتادہ کار در تعویق

بایں سپاس کہ دوران مسلّمست ترا
بخاص و عام نظیری بدہ شراب رحیق

## ردیف الکاف

نگشت دامن گردے دریں بیابان چاک — درون تاختن ہوارے دریں جہان چالاک
اگر مسیح وشی پائے در رکاب کند — بمرگ باز نداریم دستش از فتراک
کجا رسیم دریں تیرہ شب خدا داند — بیکدو گام فتادیم در ہزار مغاک
بمسکنت بنغیلیم تا قبول کنند — طفیلیان سر خوان خواجۂ لولاک
بفتوے خردِ یار رسا طلاق دہیم — اگر ہزار بہ بخشند مہر دختر تاک
بگریہ دیدہ ز آلودگی فرد شوئیم — کہ پاک را نتواں دید جز بدیدۂ پاک
فریب نغمہ و ساغر خورم معاذ اللہ — بقول مطرب و ساقی ردم زجاج خاشاک

خلاف در سرِ ماطرۂ تو آشفتہ — کند زجانبِ ماچہرۂ تو آتشناک
چہ تلخیست کہ در سینۂ محبت ماست — کہ زہر خندہ ات افعی وماند از تریاک

ازیں نشاط کہ در خاطرے نظیری را
عجب نباشد اگر گل بروید ش از خاک

رہ نداد آنقدرم بر سرِ خوانِ تو فلک — کز نمکدانِ تو بر لب زخم انگشت نمک
رستخیزی کہ شود زیر و زبر وضعِ جہاں — چند رختم بسما باشد و بختم بسمک
میشدم دامن تر سا بچہ گیرم بےکام — عشق فریاد بر آورد کہ اللہ معک
من کجا فنِ سرائیدن اشعار کجا — آنچہ بر لوح قضا رفت نمی گردد حک
بر جمال تو نہادند ازاں خال سیاہ — کہ ز حسنِ تو نیفتند ملائک در شک
عشق می جستم و دل بود سراسیمہ کہ چیست — ناگہم فکرِ تو در صد ہوس آورد بیک
شد چناں عشق تو کز صحبتم ار دور شوی — متصور بجمالِ تو در آیند ملک

ہر دم افسانۂ جانکاہ نظیری پیشت
عمر رفت و نہ نشستیم بہم یکدو شبک

رسید فصلِ گل و عیش گلشنم نزدیک — تکلم بسخن و خرمن بدامنم نزدیک
رفیق بہر خدا رو بروں در بنشیں — بخلوتم مے دیار است دشمنم نزدیک
بحیلہ شمع دگر میفروختم افسوس — کہ آفتاب بلند ست روزنم نزدیک
چہ شمعہا بسرِ رہ مزار سوختہ ام — کہ بردہ اند چراغے بروغنم نزدیک
برہ بت پرستی اگر ستر کار خود گویم — دگر بہت نگذارد برہمنم نزدیک
چہ مرد خلوت انسم کمالِ بخت منست — اگر فتد گذرِ شہ بگلخنم نزدیک
کسے مصیبت و سوز مرا نمیداند — کہ ہست صوتِ سرورم بشیونم نزدیک
بصحنِ مزرعم اے ابرِ رحمت آبے ریز — شب است و آمدہ آتش بخرمنم نزدیک
سزد چو فاختہ گر طوقم از گلو روید — زبسکہ ہست بقید تو گردنم نزدیک

ز ہمت است نظیری کہ ماندہ ام ز طلب
نمودہ آتش وادیِ ایمنم نزدیک

دریائے بستہ واشد آہ سحر مبارک — بانگِ طلب بر آمد دل را سفر مبارک
بالین ارجمنداں خشت در مغانست — بر روئے صبح خیزاں باشد نظر مبارک
عشق از کمیں برون تاخت عقل از میاں بر آمد — عجب و غرور شکست فتح و ظفر مبارک

شبهائے دود مانم شد روز تا قیامت — این آفتاب تابان بر بام و در مبارک
بر جان و سر نلرزم در عاشقی که باشد — بسیار منفعت را اندک ضرر مبارک
فال سیاه روزے بر بخت بد شگون شد — آواز نوحه باشد بر نوحه گر مبارک
آنجا که عاشقانند اختر بعکس گردد — دل در بلا سعید است سر در خطر مبارک
طفلی بعار بگذشت پیری بعیب آمد — نے بر پسر شگونم نے بر پدر مبارک
هاں اے بسر که طفلی علم جفا میاموز — هرچند جهل شوم است هست اینقدر مبارک

کونین مختصر کردند بر همت نظیری
بگزید فقر و گفتا این مختصر مبارک

## ردیف الکاف فارسی

نقش دیبا چناں کشید فرنگ — که ز من برد دانش و فرهنگ
کفر از عشق و عشق از ایماں — چیست این فتنه ها داین نیرنگ
زمزمم سوخته است گو هندو — مشت خاکسترم فشاں بر گنگ
وه که بر ما نوشته باده فروش — باده را سنگ و جام را پاسنگ
چند کورانه دست اندازیم — دامن کس نیاید اندر چنگ
دو همه نقشها و او بے نقش — زو همه رنگها و او بے رنگ
گله در دوستی نمے گنجد — بسکه شد راه دوستداری تنگ
بقضا تن دهم که در دریا — شادیٔ گوهر است و خوف نهنگ

تو مکن ضرب زخمه را خارج
گر نظیری غلط کند آهنگ

## ردیف اللامْ

زاں شب که یار کرد نگاهے بسوئے دل — دیگر بسوئے خویش ندیدیم روئے دل
صاحب دلے بود که نصیحت بما دهد — گوئی بخاک ما نرسید است بوئے دل
آنرا که رُخ ز آئینۂ دوست نا فتند — پهلوئے دل نشسته نه بیند عدوئے دل
بر من نکرده مرحمتے پیر مے فروش — تا بر سر خمش نشکستم سبوئے دل
بر حق گرفته خونِ دل و دیده دامنش — از عیبشهائے دیده بریدم گلوئے دل

دستم بچاک سینه ازاں باز کرده اند — تا من بآب دیده کنم شست و شوئے دل
اغوائے دیو و ذلت آدم بآب رفت — سر داده اند سیل محبت بجوئے دل
هر چند گویم از غم دل بیشتر شود — خالی نمی شود دلم از گفتگوئے دل
گفتم بگوئم ملازم دل نیمست مگر — هر چند بر شدم نرسیدم بکوئے دل
زاندم که دل بدست ضایت سپرده ام — از وے نکرده ام پس ازاں جستجوئے دل
یارب که دستگیری یاری کند کجاست — در هر غمم غم تو کند جستجوئے دل

بنشیں که راحت است نظیری وجود عشق
یک آرزو کنند هزار آرزوئے دل

گر کشف حجب خواهی بستاں مئے ناب اوّل — در علم ازل جوئی بگذر ز کتاب اوّل
در عشق مکش دفتر کاسرار لدنی را — گویند بوحی آخر آرند بخواب اوّل
خواهی بیکے آری دل را ز پریشانی — در معبد بُت رُوئے چیدلیش تتاب اوّل
تا صاف ملائک را بر خاک تو پیمایند — در مدرسه بر سر کش دُردی شراب اوّل
در حلقه نگنجی تا پخته سخنے گردی — شرط است که میخواراں سازند کباب اوّل
شاید بشب ظلمت رب ارنی گوئیم — ما را لب ساغر رفت است خطاب اوّل
تا هست مے باقی محروم مکن ساقی — صهبا بخم افگندیم با تو بحجاب اوّل
ما را بصد افسانه در خواب چو می کردی — از بهر چه می گردی بیدار ز خواب اوّل
در پیری دمحروم می خوردیم و خفتیم — گر دور ز سر گیری زیں پیر جواب اوّل
سهل است اگر کارے برعکس صواب افتد — چوں وضع جهاں کردند از رونق شباب اوّل

پیش از همه می بارد بر کشت نظیری را
کو تخم نمی کارد بر فکر سحاب اوّل

دریں بستان بجهد از خار بگسل — چو گل خنداں شو واز بار بگسل
اگر تعویذ بر بالت گرانست — بزخم ناخن و منقار بگسل
سر رشته به بگستن تواں یافت — ز هم ایں تار را یک بار بگسل
ز پیش دیده ام بردار کونین — گره از پردهٔ رخسار بگسل
غمت کو ناخنے در دل فروکن — نمی گویم گره بسیار بگسل
پس از چندیں ورع ترسم که گویند — شهادت عرض کن زنار بگسل
میانے گر زیاں بستی بخلوت — برو در صحبت خمار بگسل

شهود او نظیری سرسری نیست
زباں از ذکر و دل از کار مگسل

| | |
|---|---|
| بلغزش دست از دلدار مگسل | گر افتد و لتے از کار مگسل |
| بنقصانے کہ باید خرقہ سہل است | برفتن دامن از ہر خار مگسل |
| در میخانہ آخر مے کشایند | تو رفت و آمد از خمار مگسل |
| قبا سبزاں قریب چشمہ سازند | چو ابر از دامن کہسار مگسل |
| اگر عاشق شدی دل را نگہدار | نگرداں سبحہ و زنار مگسل |
| غلط سنجان عامے دشمنانند | مگر در صحبت اغیار مگسل |
| پریشانی کند پامال خوارش | گہر را عقد در بازار مگسل |
| بشہر روشناں صیقل گرانند | بخشت از آئینہ زنار مگسل |
| نسیم آخر شمیمے می رساند | تو رفت و آمد از گلزار مگسل |
| تہ کیسہ پے آز ار بلنگاف | کرم ہر ساعت از دنیا مگسل |
| بہر جرمے کہ متانت برانند | تو دست از دامن خمار مگسل |
| بقدر آنکہ از سوزن کشی تار | اگر زنار مانی تار مگسل |

نظیری بس نخواہد کرد انا الحق
خلیفہ گو رسن از دار مگسل

| | |
|---|---|
| مرحبا ساقی خجستہ جمال | از جمالت دو کون مالا مال |
| بتر از وے اجر سنجیدہ | تشنہ را قدر و جرعہ را مثقال |
| مے تو در شریعت تو حرام | خون ما در محبت تو حلال |
| رفت دوران حاتم و کسریٰ | ماند از عدل وجود شاں تمثال |
| بیشتر فعل بود و قول نبود | نیست فعل ایں زماں وہست اقوال |
| جوئے شیریں و قصر خسرو را | از بیاباں بپرس واز اطلال |
| گریہ بر ما دراں کنند از بخت | چوں بزایند ایں زماں اطفال |
| غم ترکاں چناں گرفتہ دلم | کہ طرب را درو بنماند مجال |
| در دیارے کہ تنگ چشمانند | بیم قحط است در فراخی سال |
| زیں عطشہا کہ در دل جا کست | بزلال است تشنہ طبع زلال |
| شبہہ عشق از نظیری پرس | بو علی حل نکردہ ایں اشکال |

منادلیست دراں گو کہ خوں زند بسمل — بعشق نیست زیاں قاتل است اجر قتیل
نگاہ بر رہ مرداں غیب دوختہ ایم — ہنوز دیدہ بگردی نکردہ ایم کحیل
رسوم فقر و توکل دراز دستی نیست — نشستہ ایم کہ خرما در او فتد ز نخیل
باضطراب پدید آمدیم و نیست شدیم — کہ در نہاد کرم بود غایت تعجیل
جمال و جاہ موافق بہم نساختہ اند — قبائے سرو قصیر است و قد سرو طویل
شقاوت ازلی را علاج نتواں کرد — بصد جہد بدخو سیہ کنند از نیل
بتر و بحر زمیں فرصت اقامت نیست — بچار حد جہاں می زنند طبل رحیل
دمے سہ چار شبستان عمر روشن دار — کہ روغن است بچراغ است و نور در قندیل
خوشی باغ و گلستاں طلب نہ مزرع دِہ — وظیفہ گر نشود وجہ مے خدا است کفیل
قدح کش و بچمن صنع حق تماشا کن — بل است سرو بتکبیر و مرغ در تہلیل

بجاں مپیچ نظیری اگر جناں خواہی
کہ بوئے باغ و چمن نشنود دماغ بخیل

نخست عشق بمیخانہ کردہ است نزول — بگرد مدرسہ گردید نیست تا معقول
زراہ قربت دست است رقص بیجا لال — سماع عشق نخیزد مگر ز اصل اصول
کمینہ بوالعجبی در دیار عشق انیست — کہ حاکمے شود از حکم کودکے معزول
ازاں عزیز خراباتیاں شدیم کہ ما — ادب نگاہ نداریم در خروج و دخول
بروں ز دلبر شہرے بروں نشاہد غیب — گنہ بطور ملامت کشاں بود مقبول
متاع ہر دو جہاں را بیک گدا بخشم — گر از ہزار تمنا یکے رسد بحصول
بلند شد سخن عشق لیک معذورم — کہ نیست رخصت گفتار جز بقدر عقول
غرض گدائے در دوست بود نیست ارنہ — بگنجہا نکنیم التفات بر مسئول

خموش تا نشناسد کسے نظیری را
چہ لازمست کہ معلوم گردد ایں مجہول

کتاب خواندہ شد و شبہہ نشد معقول — بہیچ مسئلہ خاطر نمے شود مشغول
اگر رسوم ادب شد زیاد ما چہ عجب — شدیم پیر بتعلیم کودکانِ فضول
فقیر مدرسہ و خانقاہ کم ز دست — گدائی در مے خانہ می کنیم قبول
اگر بمدرسہ او را دیر گم نشود — کنم عدول ز شاہد بشاہدانِ عدول
غم حوادث اگر دہر را گرفتہ فرو — الم بخاطر کودک دلاں نکردہ نزول

تو مے بشرط جزا دہ کہ من نہ آں شخصم ‏ کہ از گناہ خجل گردم از عذاب ملول

جزائے خلق نظیری بحشر تحقیق است
بغیر ما کہ مصابیم قاتل و مقتول

تا عشق چہا کند بہ بلبل ‏ بسیار دریدہ پردۂ گل
شمشیر مقرباں برہنہ ‏ دیوانۂ عشق بے تأمل
برتر بود آستانۂ عشق ‏ از ہر چہ خرد کند تعقل
خواہی چو اماں گذر ز کونین ‏ دنیا سیل است و آخرت پل
بر آتش قہرت از نشانند ‏ دل خستہ مدار در توکل
تا چوں رُخ دلبراں برآری ‏ از خرمن شعلہ شاخ سنبل
بر مور نہادہ اند بارے ‏ کافلاک نمے کنند تحمل
رحمے کہ ز دست می رود کار ‏ بر غرقہ جفا بود تغافل
دورے چو تو یوسفے برآید ‏ از جنس توالد و تناسل
در عشق گریز تا بیابی ‏ ملکے کہ نہ کردہ کس تخیل

بزم تو و انجمے نظیری
از چرخ نمی کند تنزل

نیم ز کعبہ بیخوردن حجاز خجل ‏ بہ پیش بادہ فروشم ز کشف راز خجل
ز روئے مستی اگر پردہ درم سہل است ‏ بپائے خم سحرے بردہ ام نیاز خجل
گذار بیخود و مستم کہ گر بہوش آیم ‏ شود فرشتہ ز پرہیز و احتراز خجل
بہ پیش مشرب ساقی ملولم از توبہ ‏ نہ در طریقت رندانم از نماز خجل
ہمیشہ با غزل و جام در مشاہدہ ام ‏ حقیقتم نکند از رُخ مجاز خجل
بلند و پست بسے پیش راہم آمدہ است ‏ نہ از نشیب ملولم نہ از فراز خجل
بخوب و زشت جہاں ہیچ اعتمادم نیست ‏ کز امتیاز شوم در ہر امتیاز خجل
ز کعبہ آنکہ طلب داشتم دلیلم بود ‏ ز رنج بادیہ ام در رہِ دراز خجل
ز عرض حال اگر منفعل شدم سہل است ‏ تسلیم کہ نگشتم ز کارساز خجل

کمالِ قرب نظیری حجاب وسوسہ است
فراز مسندِ سلطاں بود ایاز خجل

# ردیفُ المیم

ما حالِ خویش بے سر و بے پا نوشتہ ایم
روزِ فراق را شبِ یلدا نوشتہ ایم

قاصد بہوش باش کہ بر یک جوابِ تلخ
عرضِ ہزار گونہ تمنا نوشتہ ایم

شیریں تر از حکایتِ ما نیست قصۂ
تاریخِ روزگار سراپا نوشتہ ایم

روئے مگو معالجۂ عمرِ کوتہ است
ایں نسخہ از علاجِ مسیحا نوشتہ ایم

تحقیقِ حالِ ما ز نگہ مے تواں نمود
حرفے ز حالِ خویش بسیما نوشتہ ایم

بر ما مسلّم است کہ منشورِ راستی
بس واژگوں تر از خطِ ترسا نوشتہ ایم

ما از خطِ پیالہ و معشوق نگذریم
درسِ صلاحِ ما بہمیں جا نوشتہ ایم

ہر سو کہ کردہ ایم رواں کشتیِ اُمید
طوفانِ باد و شور بدریا نوشتہ ایم

ہر جادوئے کہ کلکِ نظیری نمودہ است
خود کردہ ایم باطل و خود وا نوشتہ ایم

ما برہمانِ خبر پیرِ و ترسا نشویم
تا رُخِ بُت نپرستیم شکیبا نشویم

در تماشائے تو چوں آئینہ گم گردیدیم
کز پیدائی دیدارِ تو پیدا نشویم

مہر بر لب چو سرِ کیسۂ مُمسک زدہ ایم
تا سرِ شیشۂ مے وا نشود وا نشویم

سُرمہ در دیدۂ دل تا نکشد لُطفِ حکیم
گر سراپای شود دیدہ کہ بینا نشویم

برگذر بودنِ حُسنِ گل و خوبیِ بہار
گوشمالیست کہ مشغولِ تماشا نشویم

ابتلاہائے عزیزاں ہمہ انست کہ ما
غرّۂ مہلتِ دہ روزۂ دُنیا نشویم

نقشِ امید بصد دو نرخ و دریا شستیم
تا دگر مصدرِ ہر عرضِ تمنا نشویم

نرود جامۂ تکلیفِ خرد از سرِ ما
تا چو سودائے جنوں کے سر و بے پا نشویم

قیمتِ خاکِ رہ ان کوئے بافلاک رسید
ماند انیم چہ نرخیم کہ بالا نشویم

بگذارید کہ در تنگِ شکر گم گردیم
کاں نیشکریم کہ بیجا نہ سودا نشویم

در محبت دل و دیں باختن اوّل قدم است
ما نظیری ز تو خورسند باینہا نشویم

شکوہ نقصاں بود فصلے از بیاں انداختم
نرخ ارزاں بود کالا در دکاں انداختم

از کفم سر رشتۂ گفتار بیروں رفتہ بود
ہر گرہ کز دل کشادم بر زباں انداختم

تا مگر ایں بختِ سرکش زودتر جائے رسد
ہر کجا رہ شد نگوں از کفِ عناں انداختم

راهبر دلال کالا بود و رهزن مشتری | درمیان راه بار کاروان انداختم
ساختن نوعی جذبه کارم را که معلومم نشد | که صنم از جیب و زنار از میان انداختم
ثابت اندازی ز صافی نظر شد ورنه من | بی پر و پیکان خدنگی بر نشان انداختم
طعم حنظل را بعادت راست کردم در مذاق | من که شکر را ز تلخی از دهان انداختم
شمع را گفتم چرا منظور هر محفل شدی | گفت از بالا نظر بر آستان انداختم

در پناه گریهٔ عجزم نظیری بعد ازین
جبهه خالی کرده بر دشمن کمان انداختم

همیشه تار و پود کار ناهموار می بستم | دل و دستم نبود و خویش را بر کار می بستم
برش چندانکه می رفتم نبودش شفقتی با من | بافسون خویش را با محرمان یار می بستم
درازا کو بیک شبنم گلگشت مهتابی نشد روزی | همیشه خویش را چون سایه بر دیوار می بستم
اگرچه پای تا سر عذر تقصیر گنه بودم | ز خجلتهای عصیان لب ز استغفار می بستم
سگی دیگر بجز من لذت نقصان نمیدانست | گر از اول ره سودا درین بازار می بستم
نه افتادی چنین رخنه در بنیاد رسوائی | گر از آغاز دست عقل و عیار می بستم
کمر در خدمت عمر بیست می بایدم چه شد قدرم | برهمن میشدم گر اینقدر زنار می بستم
نهال عمر پیوند تو کردم بر نشد حاصل | ثمر میداد گر این نخل را بر خار می بستم

نظیری این تمنا و طلبها وقت مردن بود
متاع جان بغارت می شد و من بار می بستم

مخنوا استغفار من کز اهل ایمان نیستم | خرقه از مصحف اگر سازم مسلمان نیستم
مغنی اخلاص نخواهند و نخواهم اعتقاد | چون نشینم با نکوکاران کز ایشان نیستم
در چمن معذور داریدم اگر گردم ملول | نغمه سنج کوه و دشتم از گلستان نیستم
جذب عشقم فی المثل در حسن میدان سافتن | خضر چاه یوسفم از آب حیوان نیستم
چرخ اگر وارون بگردد یا اگر طوفان کند | گوشهٔ آسوده ام آگه ز دوران نیستم
دهر چون در دشمنی سست است افگندم سپر | دشمن نامرد را من مرد میدان نیستم
گر پریشانی بآن عهد است کاندر زلف تست | بس پریشان تر از نیم کن پریشان نیستم
خیره حسن خود نگاهی میتوان کردن چه شد | سایلم بنکوی خود بیندار مهمان نیستم

گر نیگوئی نظیری هندوی خویشم بخوان
کافر زناربندم من مسلمان نیستم

هنر در شست و ناوک پیش و نه دلبر کمان دارم
ولے بر دست و بازو وفابندی گران دارم

ز ایمای عزیزے همتے در کار میخواهم
خدنگے در کمان پیوسته چشمے بر نشان دارم

بوصلش تا رسم صد بار در خاک افگند شوقم
که نو پروازم و شاخ بلندے آشیان دارم

اگر مستم اگر هشیار دستان سنج دیرینم
ز گل بر هر سر شاخ هزاران داستان دارم

زبان شوریدهٔ عشق است گفتارش نمی فهمی
بخوان از چهره ام رازے که با او در میان دارم

کف پائے نخواهد رنجه شد در بزم مغروران
اگر یکدم رخے پامال خاک آستان دارم

نظیری خوش دلت با غمزه داد و ستد داری
درین سودا شریکم با تو گر صد جان زیان دارم

خواهم که بآزادئ دل نام بر آرم
این طوطی شیرین سخن از دام بر آرم

گر زین قفس تنگ بر آیم دو سه گامے
چون کبک دری قهقهه از کام بر آرم

زین گوشه که ناوک فگنانم بکمین اند
صد بال و پرم کم بود از دام بر آرم

ممنونم ازین دل شکنان گر بگذارند
کز میکده خالی قدح و جام بر آرم

نے بار تعلق خود ازان نخل فرو بارد
کز شاخ اگر من ثمر خام بر آرم

این دل که جگر گوشهٔ شیر است بهمت
بهتر که چنینش جگر آشام بر آرم

دل بر کنم از یار جفا پیشه نظیری
در شهر بد عهدی اگر نام بر آرم

دهشت از صیدم مکن بے زخم کاری نیستم
خود شکار کس شوم شیر شکاری نیستم

مغز افروزد شمیمم کشت سوزد شبنمم
آه محنت دیده ام باد بهاری نیستم

خود بخون خویش همچو شیشه چون صهبا در سبو
زین حریفان از کسے ممنون یاری نیستم

به که از من کم رسد زحمت بصد اعتبار
گر بتنگ از گوشهٔ بے اعتباری نیستم

آگهی بخش است عالم پند ده بینائیم
در سر مغرور کم از هوشیاری نیستم

فصلها از سر گذشت را امیدی خوانده ام
گوش بر افسانهٔ امیدواری نیستم

هر چه می گوید زبانم کرده نقشا کاتبم
جز رقم از خامهٔ بے اختیاری نیستم

انتظار وعده دارم در ادائے وام دوست
بد ادا وقت طلب در جانسپاری نیستم

خوئے شرم بدگیران را نظیری بر جبین
گرچه دارم التفات چشم [illegible] نیستم

تا کے نصیحه چو گل بر گذر باد نهم
صهبا خیال گذران [illegible] نهم

حاصل مزرع آفت زدگانست این گنج
من غلط قرعه بویرانه و آباد زنم

بیش ازین شور نمی گنجد اگر کان نمک
بر جگر سوختگیهائے خدا داد زنم

مست شوقم می و خون در نظرم یکسانست
سر ز ساقی کشم و چنگ بجلاد زنم

خار حسرت بدل و خندۂ شادی بر لب
جام می گیرم و خود نوشم و خودش باز زنم

شرح هجران تو بر مرغ گلستان خوانم
شانۂ زلف تو بر طرۂ شمشاد زنم

گر مقیمان چمن از تو نشانم گویند
بوسه ها بر قدم بنده و آزاد زنم

قلم عقل ز بازیچۂ ساقی بشکست
خنده ها بر سبق و سر خط استاد زنم

منهدم گشت چو بنیاد وفا کعبۂ دل
حملۂ کو که ز بیداد بتان داد زنم

در گلستاں چوں حدیث قد آں سرو کنم
ناوکے بر دل صد پارۂ شمشاد زنم

من و وردِ سحری نیست نظیری انصاف
راه میخانه زدم دوش بزهاد زنم

شب نه تشویش صبا نے شور بلبل داشتم
خلوتے تا صبح دم با سنبل و گل داشتم

عیشها سیل بهاری بود تا آمد گذشت
صحبتے با دوستداران بر سر پل داشتم

یاد آں مستاں که هر چند از نشه بی نقل و جام
بهرۂ کیفیتے از جزو تا کل داشتم

پرتو اکسیر چشمانم بگنج افتاده بود
هر چه می بردند در بردن تغافل داشتم

کارم از یک خم آخر شد که ظاهر کرد عشق
هر چه در جوهر ترقی و تنزل داشتم

عشق و مستی زود تر زینم بمقصد میرساند
دیر ازاں رفتم که در رفتن تامل داشتم

در همه کارے مسافر بیکسا ری گشت
بیکسانه توشه در بار توکل داشتم

می شنیدم از نظیری عشق و می کردم هوس
کے چنین جانسوز دردے در تخیل داشتم

کنم با باده مستی که سودائے دگر دارم
بساقی تلخ می گویم که دل جائے دگر دارم

نظر گرد حباب آنجا که من بیدار مے بینم
نهاں از چشم ظاهر بیں تماشائے دگر دارم

بهر دوے عقل ریزم مزد عقل کار فرما را
که غیر از کار او بر سر تقاضائے دگر دارم

ندانم با که در حرفم همیں مقدار می دانم
که با خود هر نفس آشوب غوغائے دگر دارم

حدیث طور از من پرس از محمل چه میپرسی
که من پے پیئے مجنون صحرائے دگر دارم

بمژگاں ابر سیرابم بشارت کوه و صحرا را
که در هر قطرۂ آبے ید بیضائے دگر دارم

چه دانی فهم کوتاه بال جولانگاه شوقم را
که او راه دگر رفتست من جائے دگر دارم

خرد را نیست در سودائے من یکذرہ گنجائی
کہ او رائے دگر گردست من رائے دگر دارم

نظیری برتر از مطلب برآور دست ہمت را
کہ برتر از تمنا من تمنائے دگر دارم

گہے بر فرش سنبل گاہ بر روئے گیاہ افتم
نسیم ناتوانم تا کجا خیزم کجا افتم

نئے کلکم ز حسن روئے گل منقار بلبل شد
مبادا از طرف گلشن فرو افتم کز نوا افتم

بہر بانگ و سرودے خاطرم آشفتہ میگردد
گلم گوئی کہ از آمد شد باد صبا افتم

حدیث دام زلفے میکنم در دیدہ دزدیدہ
دلم با خار خارے ہست ترسم در بلا افتم

گرم صد بار سوزی باز برگرد سرت گردم
نیم پروانہ کز یک سوختن از دست و پا افتم

بمردی و بیقدری خضرم گریہ مے آید
چو در فکر شہیداں تو در روز جزا افتم

نظیری بیخود از بزم وصال یار مے آیم
عجب کیفیتے دارم ندانم تا کجا افتم

سخن دوست گراں بود فراواں کردم
جاں بہ بیعانہ بیارید کہ ارزاں کردم

گرد در زد خضرے از نظرم مے پاشید
سوئے ہر چشمہ شدم چشمہ حیواں کردم

پاک الکسیر بتاثیر محبت [illegible]
کفر آوردم و در عشق تو ایماں کردم

[illegible] بود [illegible] فت آخر کار
ہر چہ در کار تو بایست ہمہ آں کردم

ہم ساعت بجز از تفرقہ نتواں پرداخت
در مقامے کہ دل جمع پریشاں کردم

ہر چہ آموختہ بودم ہمہ از یادم رفت
سود چل سالہ بسودائے تو نقصاں کردم

حال از اں ترک سیہ چشم بپرسید کہ من
سحر پیش نظرش بردم و قرآں کردم

سوئے تو رہ بتگاپوئی خرد نتواں برد
سعی چندانکہ بتحقیق تو متواں کردم

خانخاناں کہ بیاد نظر تربیتش
طبع گر خاک نگارید نش جاں کردم

نکتہ آرا و غزل سنج نظیری مے باش
بمدیحے کہ ترا صاحب دیواں کردم

ما چو سیل ایں خاک را از اول بہ پشت پا زدیم
خیمہ ہمچوں گل زعہد غنچہ بر صحرا زدیم

کوہ دانستیم دنیا را و خود را شاخ گل
از لعل مینا بر آوردیم و بر خارا زدیم

جنس کنعاں مصریاں گفتند بیازار نیست
بیشتر راندیم رخش از کارواں سودا زدیم

دہر زاول پیر کہن است بندارد کہ ما
سنگ مریخ و زحل بر گنبد مینا زدیم

نکہ بر آب و سرے پر باد نخوت چوں حباب
ہر زہ وا کردیم چشم و غوطہ در دریا زدیم

کس ز ما گمشتگان ره بر مراد خود نیافت
بال و پر در جستجوی منزل عنقا زدیم

قصر فوق و کاخ ته جستیم غیر از ما نبود
خوش بخلوتخانه بنشستیم و تنها زدیم

غیرت ما پا کسی تار و دو تائی بر نتافت
بر خود آخر تاب همچو رشته یکتا زدیم

دلکشا دیدیم صوت و نغمه امروز را
مهر نسیان بر سر افسانه فردا زدیم

سبزه وش شاید که راز خاک بر صحرا نهیم
باده حمرا ز جام لاله حمرا زدیم

کس حدیث آشنائی در جواب ما نگفت
قفل خاموشی نظیری بر لب گویا زدیم

تا یکی از کثرت غم روی بر زانو نهم
تنگ گردد خانه کز من سر بشهر و کو نهم

در فتح دل تنگی دمی از شغل خالی نیستم
دست اگر بردارم از جیب آستین بر رو نهم

شاکر بختم که منت دار از خویشم نکرد
عشرتی یاد آورم غمهاش بر پهلو نهم

کوچه معشوق باغ دلکشای عاشقست
بینم از سر جا ملالی رو بکوی او نهم

کس فریب کاسد دیار از من مشامی خوش نکرد
چند چون گل رخت رعنائی برنگ و بو نهم

مایه من انگبین تا وی پر آشوب شهر
هر کزین بازار جنس خویش بر یکسو نهم

کفر و ایمان را بیک تحریک ابرو میکشد
تا یکی اعجاز را در پله جادو نهم

خو به عشرت کرده ام عادت براحت چند گاه
میروم تا سر ازین عادت ز طبع این خو نهم

طی ره از اشک بر مژگان سکسر مسکنیم
خم نمی گردد ز ثقلم بار اگر بر مو نهم

نافه مشکم که عطر افشان بپا افتاده ام
در چه پا آویزم و رخ بر پی آهو نهم

بو العجب در پی نظیری را بشور آورده است
سینه بشگافد گرش زنجیر بر بازو نهم

همیشه گریه ملکی در آستین دارم
بنرخ دهر فروشم گر انگبین دارم

بیاد و بر قلم از احوال خویش در گفتار
گرا بر در گذرد و تخم در زمین دارم

کسی که خانه بهمسایگی من گیرد
مدام خوش دلش از ناله حزین دارم

نه جا کلم نظری نی بصوتم آهنگی
شکسته بالم و صیاد در کمین دارم

مرا بساده دلیهای من توان بخشید
خطا نموده ام و چشم آفرین دارم

دلم رفیق سمندر مزاج می طلبد
سموم غیرت وادی آتشین دارم

زد به بانت و بتخانه می برد عشقم
خجالت از رخ مردان راه دین دارم

بدست هر که فتد جرعه حریف منست
ندیم میکده ام دل چرا غمین دارم

سرم بکار نظیری فرو نمی آید
که داغ بندگی عشق بر جبیں دارم

جز نسخهٔ احوال کساں پیش ندارم
هرگز نظرے بر ورق خویش ندارم

بر دام هوا و هوسم خنده زند مرگ
صد داعیه ام بیش و نفس بیش ندارم

روغن ز سوداز کاوش احباب چراغم
زخمے نزند کس که سرے بیش ندارم

هر نوع که آید سخن عشق سرایم
صبر خرد قافیه اندیش ندارم

چوں خامهٔ آشفته دماغاں شدم از دست
پروائے نوشتن ز دل ریش ندارم

زاں نیش که دی زد برگ دست تو فصّاد
در یک بن مو نیست که صد نیش ندارم

از من سخن عشق و جنوں پرس نظیری
دیریست دل و دین و سر کیش ندارم

رضا بعشق کدام است و اختیار کدام
چه دل بعشق دهم دل کدام و یار کدام

دریں کمند که صد سر ز حلقه ریزد
بهائے کشته چه و قیمت شکار کدام

دو نیم گشته دل از کفر و دیں نمی دانم
کزیں دو پاره دل آید ترا بکار کدام

چه چشم اعمیٰ از هجر نور کو بندم
که قرب ذرّه چه و نسبت شرار کدام

فلک ز عربده آسوده است حیرانم
که گشته خوئے تو با طبع روزگار کدام

ز بسکه مست رخ ساقیم نمے فهمم
که تاب طرّه چه و چشم پر خمار کدام

قرار صبر نظیری بچشم او دادیم
ز عهد ما و تو بینیم استوار کدام

هر کجا ساخت غمے دائره معمار شدم
هر کجا نقطه شد آنده خط پرکار شدم

بوئے یار من ازیں سست وفا می آید
گلم از دست بگیرید که از کار شدم

بس کز و خنده برم آسوده دو دستم در خواب
همچناں زیر سرش بود که بیدار شدم

دل دیوانهٔ من قابل زنجیر نبود
بشکنج سر زلف از چه سزاوار شدم

من دگر قوت پرواز ندارم در دام
کاش صیاد بداند که گرفتار شدم

قیمت زخم بلا درد طلبگاری بود
نرخ کالا نشنیدم چو خریدار شدم

کس بآتش بدل خویش نظیری نرود
زاں نگه سوخته بودم که خبردار شدم

خود را کباب ازیں دل خود کام کرده ام
ایں پاره آتشی است دلش نام کرده ام

گر روزگار دشمن من گشته دور نیست — خونها ز رشک در دل ایام کرده ام
این دل که در وصال تسلی از و نبود — خورسندش از تغافل و دشنام کرده ام
بی صبرم آنچنان که بقدر کرشمه — جائی کز و نهاده دلی وام کرده ام
پیش خیال او حذر آید ز اضطراب — این صید را بحیله دمی رام کرده ام
شام فراق در نظرم داغ حسرتست — هر می که روز وصل تو در جام کرده ام
از نیم جرعه لطف نظیری چه بیخودیست — این روز وصل بود که من شام کرده ام

ما قلم در آتش و دفتر در آب افگنده ایم — هر چه با آن خواهشی هست از حساب افگنده ایم
شب که در مستی سر اغ کلبه ما کرده — جائی غم شادی بر دل از اضطراب افگنده ایم
کوی جان معمورتر داریم از بازار دل — راه سلطان را بعمد آخر خراب افگنده ایم
ما گرفتاران بیدل هر کجا نالیده ایم — لرزه بر عرش از دعای مستجاب افگنده ایم
بر سر انگشت نیاز ما ثریا بی که دوش — طره مقصود را در پیچ و تاب افگنده ایم
چاشنی گیر ندمستان از دل پر شور ما — ما همان بر آتش از خامی کباب افگنده ایم
کفر و دین را از سوی باطن رسولان رستند — ما غلط بینان نظر با بر کتاب افگنده ایم
برنتابیم از فرشته منت باد مراد — ما که کشتی بر سر موج سراب افگنده ایم
از کرم الکاتبین منت نظیری کی کشیم — ما ز دیوان عمل حرف ثواب افگنده ایم

دست در طره آشفته یاری نزدیم — یادگاری گرهی بر سر تاری نزدیم
شرم ما باد که مشهور جهانیم بعشق — نشدیم آتش و برقی بدیاری نزدیم
در ره دوست چو خاشاک دو اریخته اند — بر سر آبله نشتر خاری نزدیم
کرده صد سالک چالاک برین راه گذر — دست در حلقه فتراک سواری نزدیم
همه از سستی و زیبائی ما در نظر ست — بخیه بر طرف پرده کاری نزدیم
هر چه دلوند و گرفتند در آن کوی نکوست — بر ترازوی و محک زن عیاری نزدیم
خلوت انس نظیری نبود روندی ما — حلقه بر در دل در شب تاری نزدیم

از ما حذر که دست ز آداب شسته ایم — شرم از دل و زبان ستیزه پا شسته ایم
از یک حدیث لطف که آن هم دروغ بود — امشب ز دفتر گله صد باب شسته ایم

امروز آب دیده ندارد اثر که دوش　　تلخیِ گریه را به شکر خواب شسته ایم
از رنگ و بوی گریهٔ ما دور دامنت　　صد آرزوی کشته درین آب شسته ایم
از عیش ما مپرس نظیری خبر که ما
چون خضر لب ز چشمهٔ نایاب شسته ایم

نمی گردید کوته رشتهٔ معنی رها کردم　　حکایت بود بی پایان به خاموشی ادا کردم
به لذت بود گر لخت جگر گر پارهٔ دل بود　　نمک رفت از سخن تا با تکلف آشنا کردم
درین دکان کاسد صد هنر میدانم و هیچست　　به مس محتاجم اکنون گرچه مس را کیمیا کردم
خدنگ جبههٔ توفیق امشب در کمانم بود　　غزالم در نظر بسیار خوب آمد خطا کردم
شهادت را عوض فردوس جانان داد در محشر　　دیت خود نیست خونم را غلط کردم بها کردم
بسم جوشش انا الحق داشت چشم گریه گرمی　　شکایت بود بر لب یاد او کردم دعا کردم
گره نیکو نمی زیبید آن ابروی زیبا را　　اگر افسون او کز سحر بابل بود وا کردم
بهر کاری که نیت می گماری نصرت از حق جو　　که بر گنجشک دام افگندم و صید هما کردم
ز کوی یار چون بودم و آشفته می آمد
نظیری گشت صد گلزار امروز از صبا کردم

من روزه خانه خمار ندانم　　مستی طرب جز لب یار ندانم
مست آمدم و مست ازین مرحله رفتم　　من قافله و قافله سالار ندانم
پیداست که بر کشتی صدپاره سوارم　　پا و سر این قلزم خونخوار ندانم
بی کسب کمالی شده و طی مقامی　　از راه بجز جنبش و رفتار ندانم
چون کودک بر خشم بود گریه حدیثم　　صد عرض هوس دارم و گفتار ندانم
عمرم به صفیر قفس و دام گذشته ست　　من زمزمهٔ درخور گلزار ندانم
در سردی هنگامه همین کام فروشم　　من گرمی و شیرینی بازار ندانم
خاموش ز غوغا که درین باغ نظیری
یک نغمه به صد شاخ سزاوار ندانم

در پی دشمن زنم و دوستی اظهار کنم　　دست در دل گیرم و در لوزهٔ دلدار کنم
نالهٔ نغمه سرایان چمن بی اثر است　　روش دام ز مرغان گرفتار کنم
دلم از زمزمهٔ طرف چمن نگشاید　　گوش بر قهقههٔ دامن کهسار کنم
رشته را این صنمان حیله متین می سازند　　تا دم از سبحه برآرید که زنار کنم

ترسم از رشک در میکدها دربندند
گر از آں شیشه که مے خورده ام اقرار کنم

نیست با خشک و تر بیشهٔ من کوتاهی
چوب هر نخل که مسند نشود دار کنم

میگساراں همه خفتند و نظیری در شور
داروئے بیهشی نیست که در کار کنم

مبیں بعیب و قبولم که نیک خواه توام
اگر بدِ دو جهانم که در پناهِ توام

مپوش چشم ز حالم که از پریشانی
ز دیدهٔ تو گریزاں تر از نگاه توام

بگرد کوئے تو گردم نسیم درگاهم
بهیچ در ننشینم که خاک راه توام

هزار زخم ستم خورده ام رسیده بتو
نمانده قوت رفتن ز صیدگاهِ توام

صور نگار صد افسانهٔ پریشانم
که در سوادِ شبِ طرهٔ سیاه توام

کجاست هجر کزو انتقام خویش کنم
که در حمایتِ مژگانِ کینه خواه توام

نظیری از که گذشتی دگر کرا دیدی
که باز سوختهٔ شعلهاے آهِ توام

سوزن بدل از بخیه و پیوند شکستیم
از بے هنری دستِ هنرمند شکستیم

در عشق بکامے نرسیدیم که بسیار
عهد پدر و خاطر فرزند شکستیم

از بهر نهالے که نشاندیم بخاطر
بس شاخ و بر نخل برومند شکستیم

ما حلقه بگوشِ سخنِ عشق و جنونیم
در حلقهٔ نسیاں گهر پند شکستیم

امروز نشد نقلِ عزیزاں گلهٔ ما
صد بار من و تو بهم ایں قند شکستیم

هرگاه شنیدیم ز اخلاص حدیثے
طرفِ کلهے پیش خداوند شکستیم

تا روز نمکیدیم سر انگشت حلاوت
زاں قند که امشب ز شکرخند شکستیم

گفتیم بشادی مشو آلوده نظیری
لب خوش نشد از خنده و سوگند شکستیم

شب در بتخانه را با دو چشم تر زدم
کعبه در لبیک آمد حلقه تا بر در زدم

همچو مرغ تیزپر رفتم بسوئے آفتاب
آنقدر کز گرمیش آتش ببال و پر زدم

ظرف من سربسته بود و سیل گریه تندرو
پر نشد پیمانه ام هر چند در کوثر زدم

داشتم با صاحب منزل رهِ گستاخئ
نکته بر واعظ بگفتم نعره بر منبر زدم

فیض صحبت تا سحر نگسست از دنبال هم
تا کواکب سبحه گرداندند من ساغر زدم

داشت پر زنگار دل اندوه حرماں خاطرے
صیقلے آئینه را در پیش روشن گر زدم

شمع محفل خفته بود و شوق صحبت رفته بود — آتش افگندم بمجلس بال بر مجمر زدم
همچو خورشید آتش دل بیشتر شد موج زن — آب هر چند از نم مژگان بران اخگر زدم
در رهِ قاتل نظیری را فگندم غرق خوں
آتشے آوردم و در عرصۂ محشر زدم

ما برق جلوۂ نور بکاشانه برده ایم — آتش بپاسبانی پروانه برده ایم
بگرفته خواب دیدۂ بخت و امید ما — از بس ز وعدہائے تو افسانه برده ایم
با ما اگر خدوئی کند دشمنی بجاست — از آشنا پناه به بیگانه برده ایم
ایں گوشمال درخور ماهست از فراق — نام جدائی تو دلیرانه برده ایم
هستیم آنچنانکه بقصد هلاک خویش — خنجر بخصم و سنگ بدیوانه برده ایم
از سایۂ خودیم رمان مار میدگان — کز کنج خانه گنج بویرانه برده ایم
حرفے بگو بپرس نظیری چه محرمیست
حسرت بر آشنائی بیگانه برده ایم

چند در دل آرزو را خاک غم بر سر کنم — آتشے را تا بکے در زیر خاکستر کنم
چند بینم خواری در سینه دزدم تیر آه — شعله را تا کے نهانی ببال و پر کنم
زاریم گویا اثر دارد که امشب بر درش — نالۂ ناکرده خواهم نالۂ دیگر کنم
تا نه بینم زهر چشمے را نمے یا بم حیات — گر آب خضر کام زندگانی تر کنم
با وجود نا امیدی بسکه مشتاق توام — مدعی گر مژدۂ وصلم دهد باور کنم
گرچه [illegible] خضر — خاک صحرائے قیامت را همه بر سر کنم
عالمے امروز بر حال نظیری خوں گریست
وائے گر فردا چنیں جا در صف محشر کنم

زیں غم نه گریه آمد و نے ناله بر کشم — سخت است حال مشکل اگر تا سحر کشم
غائب نگشته از نظر یا در آمدم — من آں نیم که رنج فراق و سفر کشم
آں بلبلِ ندیده بهارم که انتظار — در آشیاں ز کوتهی بال و پر کشم
بد خوئے خانه زادم و مغرور عهد متم — معذورم ار ز نامر تو یک بار سر کشم
پیدا شود که هر چه مراهست از آں لست — فردا که رخت خویش از بزم [illegible] کشم
ما و سفال آں سگے کوزانکه ایں شراب — مستی نمی دهد چو نه جام دگر کشم
چنداں مرو ز هوش نظیری بروز وصل — کیں جان بے بهاش به پیش نظر کشم

امروز پشت از غم خود دم نمی زنم — فارغ نشین که برزم تو برهم نمی زنم

انداختم به بیرون خانه‌ای هزار کم — غیر از دو شش بباختن غم نمی زنم

نازم باین شرف که غلام محبتم — لاف نسب ز نسبت آدم نمی زنم

صدره سوار همتم از این و آن گذشت — با آنکه تازیانه بر ادهم نمی زنم

مے سازم ارچه دست جفا پیش میکند — می بازم ارچه نقش وفا کم نمی زنم

امروز بهتر است نظیری جراحتم

آسوده ام که دست بمرهم نمی زنم

ضبط حرفے میکنم کز وے زباں می سوزدم — شکوه در دل گره دارم که جاں می سوزدم

پاس حق از دور میدارد شب هجر تو جاں — بسکه از داغ جدائی استخواں می سوزدم

جاے شیون دود آهم از دهاں سر می زند — بسکه از سوز دروں بر لب فغاں می سوزدم

خواستم شمعے که از وے خانه روشن شود — وه چه دانستم که رخت خانماں می سوزدم

مهربانان زود تر بخشید خونم را باو — بے گناهم کشته و از بیم آں می سوزدم

از که می نالد نظیری باز مرغ بام کیست

عیب گویهاے آں آتش بیاں می سوزدم

خاک دیگر بر سر مژگان بے نم می کنم — دست دل می گیرم و دریوزه غم می کنم

در تن از آسودگی خونابهٔ دل تیره شد — مے شگافم سینه و الماس و مرهم می کنم

بیغم و بیغم زمن لے دردکاران الحذر — مهر از افلاک و تاثیر از دعا کم می کنم

درد دل بے لذت من یکسر مو در ذنیست — از کدورت سور را با آنکه ماتم می کنم

جز پریشانی نمی آرد دماغ از کار من — از سحر تا شب حساب زلف برهم می کنم

سنگ را در دل گره شد گریه از بیدردیم — خنده از بے غیرتی بر اهل عالم می کنم

وصل را خواهم نظیری طوق بر گردن نهاد

دهشت دل ند گردن شوق کسے خم مے کنم

میروم زین کوے و از رشک محبت میروم — بسکه با من آشنا گشتی ز غیرت میروم

گرد شیرین اشک تلخم را شکر خند و داغ — جیب و دامانے پر از نقل محبت میروم

نوحه بر خود می کند دیوار و در از رفتنم — می برم ذوق از جهاں از بس بحسرت می روم

حالتے دارم باین خواری که از خاک درش — گر بجنت خوانده ام رضواں بمنت میروم

از حجاب رفتن بیجا نظیری از درش — بخیه بر دیده از اشک ندامت میروم

باز از جرم شکایت ناامید از رحمتم / گفته ام کفرے واکنوں بدترین تہمتم
تا زمن دارد ملالے سایہ ام خصم منست / در دل خود خوارم و در چشم خود بے غیرتم
گرچہ در ظاہر دلم اظہار طاقت می کند / لیک پنہاں بر سر جنگست با من طاقتم
می نویسم خط بیزاری دل پر شکوہ را / با ہوس پیوند دارد نیست با او نسبتم
عالمے از رنجشم راہ حکایت یافتند / از نکوخواہاں دگر در زیر بار منتم
من کہ جا یابم برش بار رشک اغیارم چہ کار / اینچنیں دایم در آتش از دل پر غیرتم

نیست از رنجش نظیری گر شکایت مے کنم
عندلیبم نالہ کردن ہست رسم عادتم

تا از فضائے دشت بگلشن فتادہ ام / از چشم طائران نوا زن فتادہ ام
در نقش کارگاہ جہانم نمود نیست / کز ضعف ہمچو رشتہ سوزن فتادہ ام
گہ سینہ می خراشم و گہ چہرہ مے کنم / شوریدہ تر ز باد بخرمن فتادہ ام
نے در حساب گوہرم آرند در نظر / از کیسۂ کریم بہ برزن فتادہ ام
مشتاق التفاتم و محتاج رحمتم / چوں طفل شیرخوارہ بدامن فتادہ ام
سعیم اسیر دوست دریں ترکتاز کرد / طالع نگر کہ قسمت دشمن فتادہ ام
زیں بوم و مرغزار نیم گر ملوّنم / طاؤس سدرہ ام ز نشیمن فتادہ ام
باز شہم کہ تا کشد از مرحمت مرا / در دست ایں عجوز برہمن فتادہ ام
طبل رحیل قافلہ سالار مے زند / من در طلسم بے در و روزن فتادہ ام
چوں گل برنگ و بوئے ہوا خرقہ در گرو / دستار داغدار بگردن فتادہ ام

ریحاں دمد ز عشق نظیری ز آتشم
در گلشن خلیل ز گلخن فتادہ ام

بتمنائے غلط بر ہمہ کس میر شدیم / بدر از خانہ نرفتیم و جہانگیر شدیم
مہ کلہ گوشہ پئے خدمت ما مے شکند / کہ سرافراز باندازۂ تقصیر شدیم
مئے تلخ دگر و شور ز ما پرس کہ چیست / طفل بودیم کہ باز از شکر و شیر شدیم
غافل از شیوۂ رندی بسلوک افتادیم / تازہ ناکردہ دماغ از پئے نخچیر شدیم
دوست بر ما نگراں از سر شفقت بگذشت / خاک بودیم ز فیض نظر اکسیر شدیم
ہر کجا راہ دہد اسپ بر آں تاز کہ ما / بارہا مات دریں عرصہ بتدبیر شدیم
شادی ہفتہ بآزادیِ ما مے گردد / ہیچ آدینہ چہ سر حلقۂ زنجیر شدیم

چار فصلِ چمنِ عمر ندیدیم افسوس
نارسیده بجوانی ز تعب پیر شدیم

رشک بر پیریِ ما چرخ و عطارد دارد
پشت خم همچو کمان راست تر از تیر شدیم

خوشتر از عمرِ زلیخا بطرب برگشتیم
عذر تقصیر عمل در پی توقیر شدیم

زاں دو محراب نشیں هندوِ زنار پرست
پیش گفتار بدریوزهٔ تکبیر شدیم

فکر آبادیِ ایمان نظیری کردیم
سوی دلهای خراب از پی تعمیر شدیم

ز جا نتوانم از کم نشاری که چالاک برخیزم
بهر سو جنگ محکم سازم و چون تاک برخیزم

چنان ز آلایشِ خرگاهِ تردامن گرانبارم
که سست از جا چو نورِ دیدهٔ نمناک برخیزم

بصافی مشربان صحبت گزیدم صاف باید شد
بسوزم زهد خشک و خرقهٔ تر پاک برخیزم

چو موجم نقش بر آب و چو گردم رحمت بر صرصر
ز دامن تا گریبان همچو سوسن خاک برخیزم

ملال آشیانم گشت کی باشد بهار آید
چو بلبل مست گردم از خس و خاشاک برخیزم

بیکدم باده صاحب همتی دستم نمی گیرد
که دامنش گردم و از خانهٔ امساک برخیزم

درین صحرای پر صرصر چه تمکین هست بوم را
چو دُور از یاد بگریزم چو گرد از خاک برخیزم

بسعد و نحس دوران خط تسلیم و رضا دادم
که نتوانم چو نقش ثابت از افلاک برخیزم

نخورده زخم افتادم ز پا ترسم که نتوانم
بخون رنگین پی آرایش فتراک برخیزم

شب از میخانه سوی خانقاه رفتم غلط کردم
سحر می بایدم از نشاء تریاک برخیزم

مکن منعم نظیری گر ز حکمِ آسمان نالم
ز مظلومی بداد از حاکم بیباک برخیزم

بسیار فطره کردم در گرم و سردِ عالم
چشمی نشد بمالم از دود و گرد عالم

عزم رحیل دارم از شهر بند دنیا
صوم وصال گیرم از آبخورد عالم

بر خاک ره گذارم افلاک پایمالم
خلوت نشینِ شهرم صحرا نوردِ عالم

رخ می کنم بناخن لب میگزم بدندان
با خویش در نبردم غالب نبردِ عالم

از حسنِ آن پری وش تا یافتم نشانی
دیوانه دوست گشتم ویرانه گرد عالم

خشمی همه تبسم تلخی همه حلاوت
در نیش و نوش جانها در خانه دردِ عالم

ریزان ز من بشرها الوانِ من چمن ها
رنگی نه همچو بادم از سرخ و زرد عالم

نابود هست بودم پندار در نمودم
چون نقطه نیز یادم از نقش نرد عالم

نو بالغانِ این عهد زن مشرب اند یکسر
مردانگی مجوئید از هیچ مرد عالم

بدین خاکدان برستیم وز اختران گذشتیم — ما ئیم صبح ثانی خورشید فرد عالم
صبح از کفِ نظیری رطل گران کشیدیم
بر طبع شد گوارا اندوه و درد عالم

کعبه دیر شدم صد ره و ویران گشتم — بارها معبد ترسا و مسلمان گشتم
باد خاکم بهوا برد و پریشانم کرد — عطر طرف چمن و گرد بیابان گشتم
نفسے از گل و آبے نفسے ز آتش و باد — نشدم جمع از آن بس که پریشان گشتم
سیلیء نهی فضولی ز سلوکم انداخت — چشم ترسیدهٔ از طفل دبستان گشتم
بازیء نفس ز تعلیم گه عقلم ببرد — گرچه صد بار بدل دست و گریبان گشتم
طوف و سعی حرمِ عشق نیاورده بجاے — تشنهٔ زمزم آن چاه زنخدان گشتم
عمر بگذشت و خریدار بهیچم نخرید — کار بد بوده و بر خویش بتاوان گشتم
پرده ام از رخِ اعمال ندامت برداشت — خجل از طاعتِ آلوده بعصیان گشتم
دل گرفتم ز کفِ دیوِ هوا آخر کار — صاحب جام جم و مهر سلیمان گشتم
نبیدار ز گرد وحش و برحوران گردم — که جلا یافته از خار مغیلان گشتم
اگر از ذوق نظیری بفتادم چه عجب
طفل بودم که غزل گوی و سخندان بودم

غساله شوے تهِ کاسه ایاغ شدم — تبرزینهٔ رنگیں روئے داغ شدم
نه خضر بود درین تیره ره نه چشمهٔ خضر — ز شرم سبزه دوی سرو در سراغ شدم
فغان و شیون مرغان چنان ملولم کرد — که جیب و دامن خالی برونِ باغ شدم
نگویم اینکه سیه بختیم سنے انداخت — چه بالِ زاغ بدم همچو چشمِ زاغ شدم
بروئے سبزه و گل بود سیر و پروازم — نصیب خواند که پروانهٔ چراغ شدم
نه پیاله من داد لیک از مستی — فتیله بر دل خامان نهاد و داغ شدم
بدشت و مزرع گشتن هوا پرستی بود — بکنج عزلت و خلوت ز باغ و راغ شدم
نسیم نیم شبم بر مشام بوئے زد — سحر شگفته و خوش طبع و خوش دماغ شدم
مدارِ کار نظیری بخلق دم در کش
که فارغ از همه در گوشهٔ فراغ شدم

نه خراش دم برقت نه گداز دل بدردم — دم آتشیں بیانان بفسرد و گفت سردم
شده ام ز خویش قانع بخیال خلق و دلقے — نه بدر دبانه گشتم نه ز دیده آب خوردم

دہم از غذائے مرغاں بخیال دام و قیدم / کنم از دعائے یاراں ہوائے سرخ و زردم
نکنم قفا به بازی که دو شش نشسته نقشم / نشوم ز لعب فارغ که عقب فتاده نردم
بہوائے ابر خیزم فگند ز پائے ثقلم / بگذار سیل افتم نرود ز دیده گردم
بقطار کس نگنجم چه گراں بہا امیرم / بعیار خس نیرزم چه بلند قدر مردم
بزنند خنگ سنگم بکشند غار خنجر / به تہمتن ار در افتم بگریزد از نبردم
برمم ہزار پایه ره بسته قطع سازم / بجہم ہزار پلہ پے مور در نوردم
بخزان و گل نه پیچم نه ز قسم رنگ و بویم / به بہار و دے نسازم نه ز جنس گرم و سردم
وزد از کمیں نسیمے زندم بموج دریا / که سحاب خشک مغزم نه زخار و نے ز بردم
ہمه را بمہر بینم که قرین خویش خویشم / بجہاں ضیا رسانم که چو آفتاب فردم

بسماع جان نظیری ز خودم خلاصی ده
بفشاں چناں غبارم که غبار کس نگردم

آتشیں گفتار خاکی پیکرم / قطعه باغ خلیل آذرم
در دم احیائے عیسیٰ معجزم / در ید بیضائے موسیٰ دفترم
جائے گل بلبل برآرد شاخ گل / گر فشانی بر چمن خاکسترم
عالم معنی بنورم روشن است / در حقیقت آفتاب دیگرم
غوطه‌ها در بحر معنی صنع کرد / تا بزاد از نه صدف یک گوہرم
از سخن ہر یک ہیولائے نمود / من ہیولائے سخن را جوہرم
کس بمعیارم نمے آرد سخن / ہیں محک صاحب عیارد ہیں زرم
وصل معنی دیر اگر دستم دہد / پرده افلاک را برہم درم
جوہرم جسمم نمی دانم چیسم / ہر چه ہستم غرق مہر حیدرم
اختراں چوں سرمه در چشم کنند / آسماں گوید غبار آں درم

برتر از حال نظیری نکته‌ها
گویم و از خود نیاید باورم

بگل پیراہنے امید دارم / که خوشبو سازد آغوش و کنارم
من آں آسیمه صبا دم دریں بحر / که در دامم نمی گنجد شکارم
قضا ہم سنگ کوہم داد سودا / بموئے بر تر از و بسته بارم
فشانم خوشه باراں ز مژگاں / بشورش بردشت و کوہسارم

شود شوریده تر هر دم گل و آب
ازین مرغان بیابانِ چشمه سارم

بامید وصال آن پری وش
بشکلے هر نفس بت مے نگارم

بایمان نایم از پندار بیرون
عجائب مومن زنّار دارم

گریبان می درم از عشق و کارش
که تاب این هر و سودا ندارم

ز شهرے زادگانِ عشق پرسید
یکے از عارفانِ آن دیارم

باین خشکی گر آزادم گذارند
ز سرسبزانِ وادی یادگارم

نظیری ذوق شب خیزاں ز من پرس
که از بیگه درین وادی سوارم

سوخت چون شمع پائے تا بسرم
شد تنم جمله مایهٔ نظرم

در صبحم بروئے نگشایند
بر تبسم خنده مے زند سحرم

من که بر گلبن آشیاں دارم
چه غمست از فنائے بال و پرم

پشت عمدیدگاں بمن گرم است
غم به بیتیم ستان و من سپرم

یک ره ابرام دوست نشنیدم
زین تغابن که شاهنوز کرم

کشدم غم باین گنه که چرا
شادی از دور دیده بر گذرم

حادثات جهان ز هم رنجند
نسپارند اگر بیک دگرم

توبه ناید بعشق شاهد راست
بر گذرگاه ژاله شیشه گرم

بسکه دل بر قفا روم ز درت
قدم پس تر است پیشترم

مست و آشفته می روم بر راه
حال من ظاهر است از اثرم

خوش نکردند صبحدم مرغان
نام کردند مرغ خوش خبرم

آنچنان داردم نظیری شوق
که بر نیرند عضوها ز پرم

شست سقائے ابر برگ و برم
نمی شد دل و دماغ ترم

دانه چون خوشه د گلو آورد
شاخهائے رگ از نمِ جگرم

بس هوا طرح انبساط انداخت
شد درونِ سرا برونِ درم

بدو بال سحاب دوخته اند
دامنِ بحر و دامنِ بصرم

مژه بر هم نمے توانم زد
که بطوفانِ گریه بار ورم

مریمِ ابر در تموز آورد
میوهٔ مهرگان بما حضرم

عقد سنبل شد آه پیچانم　　خوردهٔ نرگس اشک چون شررم
همه امنیت و فراغت شد　　هرچه آفت نمود در نظرم
چون بجوی گلستان نگرد　　بوسه بر دیده می زند نظرم
بسکه از شوق سینه در جوشم　　پای تقدیم می کند بسرم
پای در فرق مو برا عضاهت　　همه آبستنی و جا نورم
آنچنان گم شدم بعیش و نشاط
که نظیری نمی رسد خبرم

ز خیل نغمه سنجان رفتم و طرز کهن بردم　　صدای بلبل کج نغمه از طرف چمن بردم
نه زیب باغ کم شد نه بساط سبزه خالی شد　　خس خشکی زنزهتگاه سرو و یاسمن بردم
دگر در شهر از مستی و رسوائی نمی گنجم　　بیابان دیدم و دستی بجیب پیرهن بردم
زبی مهری یارانم ازین به یادگاری نیست　　که مهر خویشتن را از ضمیر خویشتن بردم
نه آمیزش که سنجیدم خواص زهر می بخشد　　مذاق ناخوشی از شهد و شیر انجمن بردم
بصد کان مومیائی ای حریفان به نمیگردد　　شکست خاطری کز بزم آن پیمان شکن بردم
فراغ خاطر از سیر و سفر جستم نشد حاصل　　غم غربت فراهم کردم و سوی وطن بردم
نظیری مست بدخو دیدمش فرصت غنیمت بود
لب پر شکوه پیشش رفتم و تیغ و کفن بردم

پیروی تو پروانه را امشب بچراغم　　خود را بچنان بیخودی سوخت که داغم
مطرب بکنایت غزلی دوش ادا کرد　　از گریه شدم مست و شد از دست ایاغم
دور از تو ز خود رفتگی امید بدم دست　　کز بیش نظر ناشده گیرند سراغم
بوی اگر از مهر و محبت نشنیدم　　گل را گنهی نیست گرفتست دماغم
ای گلبن طالع چه نهی روی بزردی　　فصلی نگذشت است ز سرسبزی باغم
گو جیب کشا صبحم و پر کن ز سیاهی　　شد روشنی روز رقم بر پر زاغم
مشغول بعلم و ادبی باش نظیری
لب پر شکوه پیشش رفتم و تیغ و کفن بردم

نه مقامی که در آن زاد سفر تازه کنیم　　نه غباری که از آن سرمهٔ نظر تازه کنیم
[illegible] این بادیه هرگز نو زیدست نسیم　　سینه هر برق کشائیم و جگر تازه کنیم
[illegible] چو پروانه پر انداخته ایم　　وز طپیدن نتوانیم که پر تازه کنیم

تشنه دارند بحر و دم آبے ندهند — خود لب خشک بخوناب جگر تازه کنیم
مے بود یار سفر کردهٔ ما باز آید — جان مشتاق ازاں سینه و بر تازه کنیم
خلق را فتنهٔ ایں شهر فراموش شده — زخم پنهاں بنمائیم و خبر تازه کنیم
وقت آں شد که مے از ساغر خورشید زنیم — لبے از خندهٔ شادی چو سحر تازه کنیم
شمس دیں اختر اعظم بسعادت خواهیم — نوبت سلطنت شمس و قمر تازه کنیم
بنده باشیم و ملوکانه حکومت رانیم — روشن دیگر و آئین دگر تازه کنیم
بتضرع کلهٔ فقر ز سر برداریم — پادشاهانه همه تاج و کمر تازه کنیم
نقش امید نظیری بجهان نتواں یافت
هر که ایں تخته بشوئیم و ز سر تازه کنیم

یک گلیم اما برتبت چوں خم و پیمانه ایم — مختلف در رنگ و بوئیم ارچه از یک دانه ایم
سر معبودیم و با شرک خفی هم پرده ایم — روح مسجودیم و با نفس رذی همخانه ایم
طبع معشوقی و لاف عاشقی از ما خطاست — طعمهٔ بازیم اگر شمعیم اگر پروانه ایم
گنج در ویرانه باید کرد پنهاں ایں عجب — بوالعجب تر اینکه خود گنجیم و خود ویرانه ایم
قفلها از ما کشاید فتحها از ما شود — هر کجا تقدیر مفتاح است ما دندانه ایم
کاشف نیت چو شکل قرعه در نقطه ایم — رهزن باطل چو فال سبحهٔ صد دانه ایم
با بد و نیک ارچه یک وتیم همچوں آئینه — در صلاح کار در تیم صد بار چوں شانه ایم
گر پریشانیم عطر سنبل آشفته ایم — ور سیه کاریم کحل نرگس مستانه ایم
آمدیم از علم و در تقدیر سرگرداں شدیم — زانکه چشم دهر در خواب است و ما افسانه ایم
در طریق بردباری گر نظیری عاجزیم
شکر لله در ره وارستگی مردانه ایم

ساقی بزحمت آمده ام تا بپائے خم — یک کاسه مے بیار و گر هست لائے خم
باطن ز کسب معرفتم به نمے شود — تبدیل خلق می کنم از کیمیائے خم
از یک پیاله ام ز خلاف فلک بجز — کز سر بروں شدم چو می از تنگنائے خم
گر خم شکست محتسبم غم نمے خورم — کافیست یک کرشمهٔ ساقی بجائے خم
تا هست باغ و میکده از غم پناه هست — یا زیر گل شویم نهاں یا قفائے خم
چشمم غنی شد از کرم پیر مے فروش — طبعم کریم شد ز دم دلگشائے خم
مستی من ز جنس حریفاں دو رنیست — نوشم مے از قرابهٔ دیگر و رائے خم

پیمانگی کند فلکم مهر قطرگی　　گردون صلائے جام ندن صلائے خم

در حرص نان چو مور نظیری چه مانده
طاؤس می شود مگس اندر هوائے خم

# ردیف النون

دیریست بیرون رفته ام از اختیار خویشتن　　بنشسته ام اندوهگین در انتظار خویشتن

گر از عیار حال خود در مجلس اظهارے کنم　　سازاز مقام خود فتد مے از عیار خویشتن

مشرب مصاحب میکند ورنه تفاوت بیحداست　　تو مست حسن و ناز خود من در خمار خویشتن

تا رفتم از کوئے مغان در من غریبی کار کرد　　هرگز نمی آید مرا یاد از دیار خویشتن

توفیق اگر یاری کند در زهد خشک آتش زنم　　زآب فروغ سوز آورم رنگیے بکار خویشتن

سیلاب مستی سر دهم تا بیخ هستی بر کنم　　یکبارگی فارغ شوم از خار خار خویشتن

گر بهر صلح آورد روزے پشیمانی مرا　　چندان بگریم کز دلت شویم غبار خویشتن

گر بیش میخواندی مرا ذوق مرا مے یافتی　　نقش خرابی مانده ام از یادگار خویشتن

آن شب که در خون خفته ام در کم شب آسود گیست　　کم روز راحت دیده ام از روزگار خویشتن

یک روز بر قعه برفگن انصاف مشتاقان بده　　خلق جهان را کرده امیدوار خویشتن

معشوق و عاشق را بهم نازے نظیری لازمست
دشمن نمی باشد کسے با دوستدار خویشتن

عمر اگر باقیست ریختها کهن خواهد شدن　　آن لبان تلخ گو شیرین سخن خواهد شدن

باز خواهد آمدن از نقش بازیها خیال　　این دو چشم بتگر من بت شکن خواهد شدن

پاسخ گفتار زشت ما هم استغفار ماست　　کے صنم گویا بکفر برهمن خواهد شدن

باز عشق حیله گر شاهد فریبی مے کند　　یوسفے هر گوشه و رخیبے رسن خواهد شدن

مستی از گم کرده یار خود مے یابم نشان　　گر به بیت الله روم بیت الحزن خواهد شدن

من کجا و عیش و مستی باده بر من زهر باد　　بے تو گر شکر خورم تلخم دهن خواهد شدن

اسم اعظم ثبت لعل تست یاکش وارهان　　این نگین روزے نصیب اهرمن خواهد شدن

جیب ماتم دیدگان چاکست تا دامان حشر
شاهد حال نظیری پیرهن خواهد شدن

در چراغ حکمت از مغز خود روغن مکن　　جز بنور عشق راه معرفت را [illegible] مکن

حکمت از جوئی و از یونان و یونانی مخواه / از کنار خوشهٔ چینیاں دانه در خرمن مکن

عشقبازاں را قوام جسم از قوت دلست / چوں دلت باشد قوی فکر غذائے تن مکن

دلبرے بگزیں کز اول یار و هم آغوش تست / شاهد هر جا نشین را دست در گردن مکن

آب پاشانست در کوئے پریرویان یزد / تا نمانی پائے در گل چشم بر روزن مکن

رود مصر و چشمهٔ موسیٰ براه قدس هست / وقت پیری هم بس از آلایش دامن مکن

اختیار عشق با هزل و هوس شغل خطاست / مرکبے کز موم سازی نعلش از آهن مکن

اے خوشا خواری و خورسندی گه فقر و قبول / کس نگوید گلخنے را جائے در گلخن مکن

آشتی داری بخصماں با نظیری کیں مکن
دشمناں را دوست کردی دوست را دشمن مکن

دلا روز آں خم ابرو بگرداں / بدل کردیم قبله رو بگرداں

رخ از هندوئے خطش سومنات است / مسلمانی رخ از هندو بگرداں

نه بینم غرهٔ آں رو را مبارک / عنان طره بر یک سو بگرداں

بهار حسن عالم بے خزاں نیست / رخ از اصلاح ایں جادو بگرداں

بهر فصل ایں جهاں طبعے پذیرد / ترا هم رفت فصلے خو بگرداں

ز دست انداز زلف از کار رفتم / شکنجے بر خم بازو بگرداں

مبادا بر نشاں آید خدنگے / کمینے دیده ام آهو بگرداں

بشفقت پارسائی پیشه کردم / بر سوائیم در هر کو بگرداں

زلالت تیره گشت از ناروائی
نظیری آب خود زیں جو بگرداں

درمان ضعف دل بلب نوش خند کن / حرفے بگوئی و مشک گلابے بقند کن

لب پاک از ترشح آب حرام کرد / طرف ردا بگردن صوفی کمند کن

بوئے عبوس عارف شهرم دماغ سوخت / خادم بیار مجمر و فکر سپند کن

زهرم ببرگ ز حاسد بدگوئی می دود / نیشم ز دل برآر و علاج گزند کن

با ما بدست خصم بجو دار چه خوب هست / کو ماست تلخ بطینت ناارجمند کن

آنکس که دیں ندارد و گوید که عارفم / تکفیر او بملت هفتاد و اند کن

تا کے چه موج آب بهر سو شتافتن / در عین بحر پائے بگرداب بند کن

نقدت همه زره وسے ریا قلب مانده است / صراف خویش شو سخن چون و چند کن

دشمن اگر بسفرهٔ تو میهماں شود / سرنجش و نام خویش بهمت بلند کن
آرایش بروں چه کنی پیشم گو سپند / گرگے که در درونست ترا گوسپند کن
افغاں که سوختی و بمرهم سنے نخری / آنرا که داغ مے نهی اوّل پسند کن

عالی نموده عشق نظیری مقام تو
معنی بلند آور و دعوے بلند کن

با مسلماں زادگاں تا کے دل و جاں باختن / بعد ازیں خواهم بترسا زاده ایماں باختن
بر امید یک نگاه مرحمت می شایدم / خویش را چوں سرمه در چشم عزیزاں باختن
تشنه چندیں راه ظلمت کرده طی حیف حیف / جام جم را در کنار آب حیواں باختن
شیوه ها دارد محبت ورنه کار عقل نیست / یوسف افگندن بزنداں عشق زنداں باختن
کار بر اندازهٔ ما نیست لبس رسوائیست / زود همچوں اهرمن مهر سلیمائی باختن
بر امید التفات خضر نادانی بود / زورق اندر بحر و مرکب در بیاباں باختن
عشق بے تعلیم می آید بریں معنی گواست / کودکاں را عشق با هم در دبستاں باختن
گر دلے داری دو عالم را بدادے بر فگن / کس ندیدم برده باشد از هزاراں باختن
ما مقامر شیوگاں را عادتست اوّل زیاد / واکردن دل پس ایماں بسر آں باختن
گرد کوی ما چو گردی رو حریف ما شو / با فقیراں منعماں را نیست آساں باختن
لاف آں بهتر که در میدان سربازاں زنم / شرط دعوے نیست تنها گوی و چوگاں باختن
هر قمارے را که شرطے نیست فرقے نیز نیست / از لب تو بوسه و از ما گریباں باختن
می سزد مغلوب بودن لیک غیرت عالی است / عشق میخواهد بیا بازم لیک نتواں باختن
طاعت چل ساله را در عشق ترسا زاده / در سر بازار مے باید بعصیاں باختن

چیست میدانی نظیری وقت مرگ افلاس ما
جاں بساحل بردن و ساماں بطوفاں باختن

بگریه دود دل تو گر اثر تواں کردن / ترا ز ذوق محبت خبر تواں کردن
اگر بمهر من آب و گلت سرشته شود / دل و زبان تو شیر و شکر تواں کردن
قبول سلطنت هر دو کون چنداں نیست / که محبت تو سر بسر تواں کردن
بپنجه مژه ام ازیں راه بے نکے گردم / بجستجوے تو سر در خطر تواں کردن
بیان شوق بتقریر در نمے آید / نمی شود که سخن مختصر تواں کردن
بنامه گر صفت اشتیاق بنویسم / ز کاغذ و قلمم بال و پر تواں کردن

زدیده تا بدلم رفت گریه طوفان کرد  گذر عجب که ازین رهگذر توان کردن
علاج نیست که خصم از درون جان برخاست
زکید دشمن بیرون حذر توان کردن

نوشِ می ریزد حدیثت در گزندِ خویشتن  تلخ از آن گوئی که داری پاس قندِ خویشتن
بس پریشان ساختی زلف دراز خویش را  گر دلے نگذاشتی فارغ ز بندِ خویشتن
هیچ کارم بیش از شفقت بکامِ من نبود  چون پسندیدی مرا گشتم پسندِ خویشتن
دولتِ عشق توام هرگه بخاطر بگذرد  سجده آرم پیش بختِ ارجمندِ خویشتن
باخیالے مونسم کز فکر خود در وحشتم  از عزیزے نادرم سر در کمندِ خویشتن
هر که از مجلس عبیر و عود بیرون آورند  دفعِ چشم بد برم دود سپندِ خویشتن
رام دل زلف سیه غارت نشد شرمنده ام  از فسون و دعوتِ ناسودمندِ خویشتن
صلح و جنگت بر دلم میدان طاقت تنگ ساخت  عرصهٔ جو در خور سیر سمندِ خویشتن
عشقبازی گرچه می گویم خطا کردن بود  برنگردم زین خطاکاری به پندِ خویشتن
پیش گفتارت نظیری جان بتحسین می دهد
نازکن بر حسن ادراکِ بلند خویشتن

مردانه قماری کن دستے بدو عالم زن  خصلے که نهی پر نه نقشے که نه ای کم زن
هر دم چو فلک لعبے از پرده برون آری  این شعبده یکسونه وین معرکه بر هم زن
گر مهر نهی بر دل از شوق بیانی نه  ور قفل زنی بر لب آز رطل دمادم زن
بینائی جان خواهی شمشیر تبارک زن  آگاهی دل خواهی الماس بمرهم زن
تو هرچه خاموشی کز هیچ نیندیشی  من پاس کرا دارم غواص نه ام دم زن
ایمان ز یقین خیزد از هرچه بشک باشی  در آتش حرمان بین یا بر محکِ غم زن
مومن نتوان گفتن عاشق که مجاهد نیست  رو بوسه چو سربازان بر طرهٔ پرچم زن
شادی و غم عاشق توام بزمین آیند  تخت از پئے سور ما در حلقهٔ ماتم زن
ماجان بهوائے تو دادیم درین گلشن  بر هستی ما دامن چو باد بشبنم زن
تا عذر گنه گوید آن حور بهشتی را  خالی دگر از عصیان بر جبههٔ آدم زن
گر کعبه هوس دارد احرام رخت بندد  چون خال زنخدانت کو غوطه بزمزم زن
شرع آخر سنگین است پابند طبیعت را  از کعبهٔ گل بر کن در کعبهٔ اعظم زن
جا نیست نظیری را بیمار لب و چشمت  یا شربت نافع ده یا ضربت محکم زن

دلم شد زود رنج آزار او کن
تغافل گونهٔ در کار او کن

بکوشش در نگیرد چراغم
شرر داری حرارت یارِ او کن

گلابے پاش بر دلق وجودم
چو گل آغشتهٔ پود و تار او کن

سخن کز سختگی رنگے ندارد
اگر معجز شود انکار او کن

کسے کز روئے آگاہی زند حرف
بجاں دست ار رسد ایثار او کن

نگه سرہنگ کم آزار حسن است
غضب را شحنهٔ بازار او کن

اساسِ حسن داری ساده از مہر
مثالے نقش بر دیوار او کن

نفس کز تفتگی تابے ندارد
گر از عیسےٰ بود زنار او کن

نظیری را مسوز از داغ حرماں
ترحم بر دل افگار او کن

عشق تو شیرازهٔ اجزائے من
شوق تو فہرست سراپائے من

بسملهٔ گوشهٔ ابروئے تست
فاتحهٔ شرح تمنائے من

رابطهٔ بند به بندم ز تست
ثبت بداغت شده اعضائے من

کعبهٔ کوئے تو بود مرجعم
بر سر معراج بود پائے من

مردمکِ چشم جہانے ز تست
روشنی دیدهٔ بینائے من

از شکرستان تو اجرت خورست
طوطی گویائے شکرخائے من

از چمنِ حسن تو بیروں مباد
زمزمهٔ بلبل گویائے من

اینقدر ار زم که بهیچم خری
بیم زیاں نیست ز سودائے من

ایں شرفم بس که شوی مشتری
ہیچ مده قیمت کالائے من

پس ز رفیقانِ ره افتاده ام
گر نکنی رحم بمن وائے من

جائے نظیری دگر اینجا کجاست
من شده تو آمده بر جائے من

غم از دل بر کراں نتواں نہادن
گرانے بر جہاں نتواں نہادن

مرا سرے بجاناں از ازل ہست
که با جاں در میاں نتواں نہادن

ارادت کرده محرومی مقدر
گنه بر آسماں نتواں نہادن

نواله کز کف معشوق باشد
بتلخی از دہاں نتواں نہادن

سرے کافراختم از آستانش
بجز از آستاں نتواں نہادن

زبس داغ جنون آشفته مغزم ‌‌ سرم بر پرنیان نتوان نهادن
سمند عشر نظم توسن چنان است ‌‌ که موئیش بر عنان نتوان نهادن
ثبات از عالم و ارکان برونست ‌‌ اساسے آنچنان نتوان نهادن
فضاے چرخ ما ربیضه خوار است ‌‌ درین کاخ آشیان نتوان نهادن
عزیز خاندانم از مکان رفت ‌‌ قدم بر لامکان نتوان نهادن
توانم جان بآسان داد لیکن ‌‌ بجسم مرده جان نتوان نهادن
چنان هجرش دل و دستم شکسته ‌‌ که کلکم در بنان نتوان نهادن
قلم درکش بدیوان نظیری
زبس سهوش نشان نتوان نهادن

نه مراست حسن فضلے بعیار سر بلندان ‌‌ نه خوش آمدے موافق بمذاق خود پسندان
بخیال نقش ورنگم زد و دیده خواب برده ‌‌ خم ابروے نگارین چو شب نگار بندان
بتگ و دو اندرین ره نرسم بگرد مردے ‌‌ که براسپ چوب تازم پے بادپا سمندان
بچراغ تیره بختان دم خسته ے فروشم ‌‌ که زنا کسے نیرزم بفروغ ارجمندان
بهوس زکیم سودا من و آهوے خطائی ‌‌ بخطا فرو نیاید سر عنبرین کمندان
دل سوگوار ما را بت شوخ و شنگ باید ‌‌ مئے تلخ تر مناسب بمزاج دردمندان
بکسے نشین نظیری که بنیش نوش بخشد
چه تمتع حلاوت ز حدیث بے گزندان

بیمار بیدردی دلا درمان نخواهی یافتن ‌‌ وحی ار بتو نازل شود ایمان نخواهی یافتن
چه خلیست درگرد آمده کاریست سردرگم شده ‌‌ سررشته کز کف گم شده آسان نخواهی یافتن
قربے که خاصان شهش در آرزوے یک دمند ‌‌ مفت از خطا در باختی ارزان نخواهی یافتن
باشد سخن سیم و گهر نزد معیر پاک بر ‌‌ کاندم که نرخش بشکند تاوان نخواهی یافتن
باغیست طبعت پر شجر از نظم و نثرش شاخ و بر ‌‌ دهقان طرازش گر کند نقصان نخواهی یافتن
از جویبار خود نوا بر تو بهار من مزن ‌‌ فردا چو صحن اشگفد بستان نخواهی یافتن
شب رخت سودا باز کن ورنه بوقت صبحدم ‌‌ از گرمی بازار من دوکان نخواهی یافتن
سلطان ظالم را ظفر بر لشکر مظلوم نیست ‌‌ در دولتش اگر ماند بجا سلطان نخواهی یافتن
احسان ساقی بے زبان ظرف نظیری بیکران
دور ازچنین گردان شود پیمان نخواهی یافتن

سبو بیار و پُر از آب زندگانی کُن | زجام مے طلب و عمر جاودانی کُن
نگفت جم بفرید دل جُز اینکه جو رسمن | جہاں زلست دگر ہر چہ می توانی کُن
نشاط طبع حکیماں علاج بیمار است | غم شکستہ دلاں دار و شادمانی کُن
زسال خوردہ مکش سر کہ ہست کار آموز | شراب کہنہ بچنگ آور و جوانی کُن
شب از قرابہ شنیدم کہ با قدح می گفت | چو ماہ باش تجوز رشید ہم قرانی کُن
تہی ز خویش شوی پُر دہر ساز ندت | نظر بکاسہ مہ و دور آسمانی کُن
پدر بشکر و مادر بشیر پرورد ت | بہر دو شیر و شکر باش و کامرانی کُن
سبیل حق شو و عالم سبیل خود گرداں | طفیل شاہ شو و بادشہ نشانی کُن

چو نام فرخ خود باش در طریق سلیم
دگر چو نظم نظیری جہاں ستانی کُن

منہ برنگ جہاں دل کہ دے و بہاراں ہیں | وداع حسن گل و لالہ ہزاراں ہیں
بنفشہ خستہ و نرگس بخواب و گل در کوچ | وفائے ہمسفراں اتفاق یاراں ہیں
ز پارہ جگر خلق خاک آگندا ست | زچاک سینۂ گل داغ گلعذاراں ہیں
بجور خانۂ دلہا خراب ساختہ اند | نظر بملک ندارند شہریاراں ہیں
رسیدہ اند باوج سپہر بر لب بام | چو ماہ کاستہ حسن کلاہ داراں ہیں
جواں و پیر پیاداں دو اسپہ تاختہ اند | نبرد گوئے سعادت کس از سواراں ہیں
زمیں مجوی ز بہر سکوں کہ مردار است | نشستہ بر سر ہر کوئے جیفہ خواراں ہیں
دریں مسافرت آزادہ نخواہی دید | طریق اہل فنا گیر و رستگاراں ہیں

زآب دیدہ نظیری گل وفا روید
دراں چمن کہ منم فیض ابر و باراں ہیں

پیش بنشیں ساغرے بستاں و طبع آزاد کُن | ویں پرستاران معنی را شگفتہ شاد کُن
تختہ تعلیم گردوں بین و نقش درہمش | خندہ چوں شاگرد زیرک طبع بر استاد کُن
ایں رقم زشتست طرح تازہ بر صفحہ کش | ویں بنا سست است قصر قائمی بنیاد کُن
ابر ساقی از ہوائے سرو بر مستاں گریست | عندلیبا گل گریباں می درد فریاد کُن
عاقبت چوں جائے ما خاک است کار آب بہ | گل کنہ آتش می گذارد نجیہ گو برباد کُن
درنمازم دل ز محجوری بصد جا می رود | قبلہ گم شد محتسب میخانہ را آباد کُن
چشم مستت شب بعبدہا خرابی می کند | پارسایاں را بے خوردن مبارکباد کُن

گر نویسم شکوه می ترسم که نشناسی مرا — آنکه از حالش نکردی یاد هرگز یاد کن

شکر این دولت که دوران بر مراد حسن تست
باده در جام نظیری تا خط بغداد کن

میرود حاجت براه خواهش از دنبال من — همت استغنا همی آرد باستقبال من

صدر عزت قرب می جوید من دشمن کجاست — تا ببیند رتبهٔ عشق بلند اقبال من

عزتی دارم که گر پا دیر در جنت نهم — صد گره در کار رحمت افتد از اهمال من

شوق در رفتن بآن کویم نوازش می کند — عشق می بیند ز زیر چشم از دنبال من

سیر معنی تر ز رمز دستانم در سخن — خامه می رقصد ز تحریر سخن چوں مال من

گرچه ناخوشتر ز هر روزست وقت روزگار — خوبتر از سالهاے دیگر است امسال من

روزگارم گر چنیں با او نظیری بگذرد
رشک آید عالمے را بر من و احوال من

ساقی صلائے عام است کارے بکام گرداں — دامان خم فراخ است دورے تمام گرداں

ما و دل اندریں شهر چوں حسن تو غریبیم — او را عزیز کردی ما را غلام گرداں

آزاده خاطراں را فکرے عناں نگیرد — گر غم گراں رکابست دل تیز گام گرداں

بے کیمیائے مستی تبدیل غم محالست — یا مے حلال فرما یا غم حرام گرداں

هر چند بے بهائیم گنجشک ایں سرائیم — قربان سر نیرزم برگرد دام گرداں

بی تو بتلخ کامی شبها بروز بردیم — با ما بشادمانی یک روز شام گرداں

حکم شراب و شاهد پنهاں مکن نظیری
پیغام خاص خود را دستور عام گرداں

چند فارغ از نشاط و درد و درماں زیستن — همچو خون مرده زیر پوست پنهاں زیستن

شوق و ایں ناآشنائی عشق و ایں بے نسبتی — تشنهٔ دیدار و آنگه در بیاباں زیستن

خوبی از اندازه بیروں می بری انصاف نیست — دشمن جاں بودن و قربیں ترا ز جاں زیستن

دیده پر اشک و زباں پر شکوه مشکل حالتیست — با چنیں نازک دلیها سخت بیماں زیستن

عیش میخواران مفلس را چراغ خلوتم — بایدم از خانهٔ همسایه پنهاں زیستن

تا سحر در ساز و صحبت تا بشب در گشت و سیر — همچو گل طرفے تبسم از پریشاں زیستن

مشت خاشاک نظیری شعله کرد و نشست
با دو شمع انجمن را تا بپایاں زیستن

صد غم ز غم پیاله ستاند بیادِ من<br>صد غصه تیغ تیز کند در عنادِ من

گردد ز شیخ و برهمنم کار بسته تر<br>در جبین ابروئے گرهٔ شد کشادِ من

تسبیح و سجده از گل میخانه می کنم<br>خاک مراد بخشش بر آرد مرادِ من

پروائے راهب و سر زنّارم از کجاست<br>باید به بُت درست بود اعتقادِ من

بعد وصال رخنه بکارم سے نمی کند<br>او بس بعشق گشته قوی اتّحادِ من

بر آتشم خمارِ شرابِ تو آب ریخت<br>جامے بنوش و دود بر آر از نهادِ من

چندے بحیله رفت نظیری براهِ عقل<br>هرگز بران ربوده نبود اعتمادِ من

بسے الطاف و احسان کرد حیرانی چو دید از من<br>گلم را خند سرشت و عشق خود را آفرید از من

عنایتهائے پنهانیش. اگویم معاذالله<br>بجز از دیگرے یوسف که نتوانی خرید از من

خیال او لبالب کرد بیرون و درونم را<br>بصد شمشیر خواں یکسر مو ار برید از من

سخن شوریده مے آید نمیدانم چه می گویم<br>ترش مے بینم آن رو را اگر حرفے شنید از من

بهارے بر سرم بگذشت و گلے از گلم نشگفت<br>همان خاکم که دایم خار کلفت مید مید از من

تقاضا بر تقاضا چوں توانم لب فرو بستن<br>در هفت آسمان را عشق میخواهد کلید از من

ز دیگر کشتگان خود را بخوں غلطیده تر خواهم<br>که در رغد جز مظلوم تر نبود شهید از من

بمحشر هر کسے کارے و هر بارے و بازارے<br>من و آهوے صحرائی که رامیر میداز من

نظیری بس ازیں آه و فغان دلخراش آخر<br>بهر دم تا بکے آزار دل خواهد رسید از من

چه خوش است از دو یکدل سر حرف باز کردن<br>سخن گذشته گفتن گله را دراز کردن

گهے از نیاز پنهان نظرے بمهر دیدن<br>گهے از عتاب ظاهر نگهے بناز کردن

اگر عتاب بردن ز دل هم اندک اندک<br>بدیهه آفریدن بهانه ساز کردن

تو اگر بجور سوزی ز جفا کشان نیاید<br>بجز از دعائے جانت ز سر نیاز کردن

نچنان گرفته رجا بمیانِ جان شیرین<br>که توان ترا و جان را ز هم امتیاز کردن

ز خمارِ مے ندارم سر و برگِ سجدهٔ بُت<br>دل و خاطرِ پریشان نتوان نماز کردن

تو بخویشتن چه کردی که بما کنی نظیری<br>بخدا که واجب آمد ز تو احتراز کردن

# ردیفُ الواوُ

از نصیحت برفروزد رُوئے تو — از شکر گردد ترش ابروئے تو
چند گرم خشم و بیباکی شدن — رُوئے تو در آتش است از خوئے تو
با مئے ما مشک تو آمیختند — رنگ ما نگرفتی و ما بوئے تو
تا کہ پا از خانہ بیروں مے نہم — در بیاباں مے رمد آہوئے تو
گر بمیرم و خاک رہ شویم با شک — جائے خود گم کردہ ام در کوئے تو
گہ گہے از رشحہ ام سیراب کن — آب خوبی نیست کم در جوئے تو
تحفہ زاں حقہ مرہم فرست — تا دلم بکشاید از پہلوئے تو
بہر دفع مرگ حرز جاں کنم — گر خدنگے یابم از بازوئے تو

دوستاں را الفت بر صحبت مکن
رُوئے دل دارد نظیری سُوئے تو

نوید عہد گل از نو رسان باغ شنو — بشارت طرب از گردش ایاغ شنو
سرم ز حرف پراگندہ گوئے در شور است — صدائے مغز پریشانم از دماغ شنو
شہید یار بنا ورد گاہ یار را وصلے — ہمیں وصیت پروانہ چراغ شنو
بر اہل شوق رہ فیض در نمے بندند — نوائے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو
درون قطرہ ز طوفان عشق شورے ہست — صدائے سیل بر اطراف باغ و راغ شنو
ز اصطلاح رہ آگہ شود ز ہر سر خار — لطیفہ کہ شوقی از اداش داغ شنو
خبر ز غرصہ کنعان و مصر بیروں پرس — ہزار یوسف گم گشتہ در سراغ شنو
قصور عافیت از خود گذشتگاں دانند — زمن ندمت آسایش و فراغ شنو

زغم بسوز نظیری کہ گفتہ بود ترا
ندیم میکدہ شو لا بہ گوسے ولاغ شنو

نیست دوراں را نشاطے رطل ملا مال کو — مطربے کز وے بگردد آسماں را حال کو
تاج عزت باشست و تخت رفعت بستر است — سلطنت را یک جوانمردے بلند اقبال کو
بوم و دشت مملکت پر از شکار فربہ است — جرہ شاہینی کہ با کبکے زند چنگال کو
سنگ باران است بر ما روز و شب از حادثات — نا آشیاں خواہیم بر پریم اما بال کو
عالمے از دیوان مردم رُوئے دار الجہل شد — مہدی از ترس ار نمی آید برون دجال کو

حسب حال خوش کس از مجموعهٔ یارے نخواند — حافظ شیراز را دیوان فرخ فال کو

بر خیالش راه آمد شد نظیری بسته شد
کوئے پر از بوالهوس شد غمزهٔ قتال کو

بدور بیت نتوان نیز بود دور از تو — حسد بخویش برد عاشق غیور از تو
مرا کرشمهٔ حسن تو کرده سرگردان — نه غیبتم بحضور است نے حضور از تو
فگندی آئینه را از نظر زبے قیدے — بجز دل تو ندیدم دلے صبور از تو
بتلخی از نظر خشمگین نت افتادم — لبے چو بسته نکردم بخنده شور از تو
امید بود که شمع مزار من گردی — بر آستان سرایم نتافت نور از تو
تو گر مرا بکشی و بتعزیت آئی — میان حلقهٔ ماتم کنند سور از تو
وگر بفاتحه بر تربتم نفس رانی — ز لحد شود دم عرصهٔ نشور از تو
کرامت عجبے داده اند حسن ترا — که سر زنند بدل ماتمے سرور از تو

نظیری اندوه این خون نفشرده چند خوری
بگیر کس بحرف نتست دل بزور از تو

عیش تنگم کز دل افشردن چکد خونناب ازو — چشم سوزن دان که تار آید به پیچ و تاب ازو
عهد ممنون خواهدم از خویش چون گویم مباش — خشک سالی را که گرد آبرو نایاب ازو
هیچکس رخت از طلسم آسمان بیرون نبرد — کشتی صد چون سکندر مانده در گرداب ازو
عرصهٔ کیخسرو و افراسیاب است این بساط — بس بخون غلطیده بینی رستم و سهراب ازو
خلوت شب زنده داران صد و دوقے گر نداشت — دلبرے آمد که گرد مست شیخ و شاب ازو
میرود از دست فرصت زود تر دریاد کن — شمع حاجت نیست گیرد خانه را مهتاب ازو
از درون ساغر میا و روز برون مطرب مخواه — بے دف و نے گرم گردد صحبت اصحاب ازو
لطف خلقش عیب محتاجان بپوشد غم مخور — بوریائے فقر گردد بستر سنجاب ازو
نعرهٔ یا حی مزن برگ صبوحے ساز ده — آفتاب است او نماند هیچکس در خواب ازو
گر امام مسجدش ماموم بیند در نماز — رو ولے بر اصحاب ایستد پشت بر محراب ازو

یار زیرک طبع و نازک گوست دلگیرش مساز
هان نظیری نکته می پرس در هر باب ازو

بدست طبع عنان داده دریغ از تو — بجنگ صد هوس افتادهٔ دریغ از تو
حریف نغمهٔ مستان و صحن بستانی — نه مرد سبحه و سجادهٔ دریغ از تو

زعیشهای صبوحی بدامن عصمت — چه داغ شرم که ننهاده دریغ از تو
بصید گاه ضعیفان ز بازوی شوخی — چه تیر جور که نگشاده دریغ از تو
نگر دلاله لالهٔ درین سرابستان — نگفت سوسن آزاده دریغ از تو
جمال موصلیان خوی کوفیان داری — نه در دیار وفا زاده دریغ از تو
بناز کشته و برمزار کشتهٔ خویش — تحیتی نفرستاده دریغ از تو
زمام شرم بیک جرعه میدهی از دست — سبک وقار و تنک باده دریغ از تو
فسون و عشوه اثر زود می کند بدلت — بهیچ رام شوی ساده دریغ از تو
بمجمعی که به پروانگی نیرزد ندت — چو شمع تا سحر استاده دریغ از تو

بهر حدیث نظیری عتاب می ورزی
بکین اہل دل آماده دریغ از تو

دوش کردیم دل و دیده بدیدار گرو — سر نهادیم بپوشیدن اسرار گرو
پاکبازانه کشیدیم سر از دام حریف — سیم و زر باخته و جبه و دستار گرو
علمی شقهٔ عمامه ازان زلف نداشت — دلق و عمامه نهادیم بیک تار گرو
چون بر آریم سر از دائرهٔ مشکینش — چرخ کرد است درین دائره پرکار گرو
آبروی من اگر بود جمالش چه عجب — نار بردند مغان زان رخ گلنار گرو
بندم از صومعه زنار که در دیر مغان — مصحف و خرقه نگیرند بزنار گرو
مرغ محبوس گر آن سبز بهشتی بیند — بپر و بال کند چنگل و منقار گرو
گرو دسر من ازین شورش و سودا ازدم — کرده ام رخت درین گوشهٔ بازار گرو

می شود نفس از عشق نظیری رنگی
دلق درویش که کرده است بعیار گرو

همنفسی بجان خرم قافلهٔ تتار کو — مردی ازان زمین کجا گردی ازان دیار کو
جاده وی او بخواب خوش غارت صبر می کند — گریهٔ شب رو مرا شورش کارزار کو
فائده نی دهد دار وی تلخ ناصحان — این غم ناگوار را بادهٔ خوشگوار کو
من که سخن نمی کنم شادی بوستان کراست — من که رقم نمی کشم رونق نوبهار کو
حادثه از هزار سو راه نشاط بسته است — غمزده را طرب گهی جز سر کوی یار کو
چون سگ کهف در وفا سر بقدم نهاده ام — فاقه کشم خبر کرا حمله کنم شکار کو
پنز نگلم مشاجها قوت امتیاز نی — عشوهٔ یاکس می خورم حاصل انتظار کو

کس نمود جرعهٔ کز جگرم گزک نخواست — خستهٔ درد سر شدم بادهٔ بے خمار کو
هست نے گوشهٔ لبے عیش مدام آرزو — زد مئے ناشتا دلم مستئ پایدار کو
بخت نظیری از ازل حادثه زائے آمده
توشهٔ عشرتش دهد راحت روزگار کو

از صبح روزگار کشاده جبیں مجو — روئے شگفته از دل اندوهگیں مجو
چشم ثبات مهر ندیدم ز آسماں — جنسے که بر فلک نبود از زمیں مجو
قاصد پیام یار ز ما آورد بما — آنجا نشان مقدم روح الامیں مجو
آنجا که زلف و چهره نمودند جادوئے — گر مریم است معجزه اش زآستیں مجو
تمثال خوبی دو جهانت نموده اند — نقشے که در تو نیست ز روم و ز چیں مجو
در زلف و رخ نظاره کن و خال لب نگر — راه گماں مپوئے و مقام یقیں مجو
عشاق او ز نور ز ظلمت گذشته اند — در کشورے که عشق بود کفر و دیں مجو
تلخ از لبش چو نخل عسل جوش می زند — گر نیش بایدت نخوری انگبیں مجو
بانیک و بد بساز نظیری ز روزگار
گر باغباں گیاه دهدت یاسمیں مجو

بدل فگار دارم گلهٔ بے نهایت از تو — بکدام امیدواری نکنم شکایت از تو
بهزار جانسپاری ز جفا نیامدی باز — شده ناامید دیگر دل من بغایت از تو
سر و برگ من نداری بکجا روم چه سازم — دل پر شکایت از غم لب پر حکایت از تو
تو بخنده لب بجنباں دل و جاں تو مسلّم — تو رحم آشتی کن من و ایں ولایت از تو
ز رقیب اگر تنزّل نکنم چه چاره دارم — که اگر بخوں بگردم نرسد حمایت از تو
بازیں نمی تواں شد که نصیب شد ز اوّل — گنه و جنایت از من کرم و عنایت از تو
دم مرگ شد نظیری ز جفاش دل تهی کن
که بروز حشر حرفے نکند سرایت از تو

## ردیف الهاء

از گلستاں گل ببازار آمده — عید مرغان گرفتار آمده
گر نے نالم بقانون برحقم — زخمهٔ بیگانه بر تار آمده
بیخته اند ایں جهاں را تا چو من — مرد عشقے بر رخ کار آمده

بیکدم از بت خانه غافل گشته ام — صد گره در کار زنار آمده
از قفس در باغ خونین دل ترم — رشته ام در خار دیوار آمده
اندہ اندہ زایدم کائینه را — مایهٔ زنگار زنگار آمده
مستی ما را چه داند از کجاست — آنکه از میخانه هشیار آمده
دست از مقصود کوته کرده ام — بر سر انگشتم ز گل خار آمده

از نظیری شکرستان شد جهان
در قفس طوطی بگفتار آمده

دیوانه ام ز خانه مشوش بر آمده — طوفانم از تنور با آتش بر آمده
آن صید عاجزم که ز تاثیر کین من — تیر و کمان شکسته ز ترکش بر آمده
هرگز نبوده کاسه ام از لای غم تهی — صحبت بمیر میکده ام خوش بر آمده
بر کعبتین اختر من نیست نقد لیک — زین نقشها که چرخ منقش بر آمده
باریده برگ گل بسر از سنگ طعنه ام — در کوچه که طبع جفاکش بر آمده
باد اشکسته خاطر سلطان ز جرم من — کز خانه ام حریم مئے بیغش بر آمده

می ترسم این شراب نظیری جنون دهد
دیوانهٔ ز شیشه پری وش بر آمده

زان عنبرین کلاله که بر سر نهاده — منت بتاج بر سر قیصر نهاده
بر چهره زلف و خال بود خوشنما ولیک — خط بر عذار از همه خوشتر نهاده
آغوش جانم از بر و مویت معطر است — گل در شکنج زلف معنبر نهاده
حسن تو زیور تو بس است اینقدر چرا — بر گوش و سینه زحمت زیور نهاده
ترتیب ساز جشن ملوکانه کرده — اسباب بزم و رزم برابر نهاده
مینا بکف ز ساعد سیمین گرفته — خنجر به پیش از مے احمر نهاده
از بهر برمراد دل کس نبوده — تهمت به بخت و جرم بر اختر نهاده
خط عاشق لبان پر از انگبین تست — در راه مور دام ز شکر نهاده
آبحیات میچکد از لفظ چون درت — لب بر زلال خضر و سکندر نهاده

اوراق نظم و نثر نظیری بگو بسنج
بحرے بکف ز سینهٔ گوهر نهاده

شاهدے بر سر این کوچه پدیدار شده — هرکه زین راه گذشت است گرفتار شده

گل که خندان و شگفته است بایں بیا زد — که بپای دلش از کوچهٔ ما خار شده

گر بارزی که مقیم سر کویش گردی — بس غریبان نگری بیدل و بی یار شده

بس کند غارت هندو و مسلمان زلفش — بدر گوش بهم سبحه و زنار شده

آشیان همه مرغان چمن ویران کرد — که بشب نرگسش از زمزمه بیدار شده

ماه کنعان سفری کرد که بازار بے دید — یوسف ماست که راهش همه بازار شده

صد حسین از لب او شربت کامی بخشید — بر سر کویش ازین عربده بسیار شده

هر کرا جان و دلی هست کند در کارش — زود بینی دو جهان بر سر این کار شده

هجر و مخموری همسایهٔ نظیری سهل است
بخت آن مست که در میکده هشیار شده

کار بسیت برملا گذران در خفا گره — نکرے چو تار سبحه زسر تا بپا گره

سیاره و ثوابت این کارخانه را — دلها چو کهرباست زخوف فنا گره

بس خورده‌های زر چو گلفت دهان کنند — چون غنچه وا کنی اگر این پردها گره

کسب معانی از نظر عشق کن که هست — صد نکته را به نیم اشارت ادا گره

کوته مساز دست تهی کین نگار را — بر گوشهٔ نقاب بود در و نما گره

از بس کرشمه می کند از پرده آشکار — در دیده میشود نظرم از حیا گره

گویا ترم ز بلبل خوش نغمه در بهار — از سردی جهان زده ام بر نوا گره

قطبم که گرچه عقده کشائی خلایقم — نکشایدم ز گردش این آسیا گره

زین چرخ خاکباز که هر صبح روزگار — دامن چو کودکان زندش بر قفا گره

طرح بقا مدار توقع که خاک را — بسیار هست در دل ازین مدعا گره

آب رز در خم آتشین نشده — سیر از و خاک جرعه چین نشده

تا این لعل درد آمیز است — در نگین خانه خوش نشین نشده

مزه نگرفته زمی کده — کز لبت باده انگبین نشده

بر چنان لب عجب که تا امروز — لعل ابلیس آفرین نشده

هر که یکبار دید روی ترا — از غمی در جهان غمین نشده

چه شوی پایمال گل چینان — سنبلت فرش یاسمین نشده

[illegible] زنده — قابل جیب و آستین نشده

کیست [illegible] جبل خسارت — خاطرش جنت برین نشده

ازخرہ دیدہ ارغواں زار است          دریں باغ خار چیں نشدہ
بے قبول نظم نظیری را          رقم سجدہ بر جبیں نشدہ

سر دادہ وعدہ نہانی نہادہ          دل بردہ و داغ نشانی نہادہ
گر در رہ وفا قدمے بر گرفتہ          بر خود ہزار کوہ گرانی نہادہ
یاد ست بخیر باد کہ در گریہ ہائے گرم          شوقے کہ از خودم بر ہانی نہادہ
ارزاں مکن کرشمہ خوبی کہ بر دلم          مہرے کہ پیش زاں نتوانی نہادہ
از درج لب مفرح یاقوت دادہ          در طبع نیز شوق جوانی نہادہ
فارغ نمی شویم کہ در آب و خاک ما          تخم ہزار دل نگرانی نہادہ
غمگیں نمی شویم کہ در ہائے و ہوئے ما          ذوق ہزار رود و معانی نہادہ
بلبل خمش نمی شود اے غنچہ لب بگوی          در خورد ہائے گل چہ معانی نہادہ
باکس زمانہ عہد نظیری بسر نبرد          دل بر وفائے دشمن جانی نہادہ

دلم گداختہ غم و ز تنم تواں رفتہ          ز گرمی جگرم مغز استخواں رفتہ
نشاط روز جوانی بسر نمی آید          کہ ہمچو تیر بجست از خم کماں رفتہ
خبر ز سیرت آیندگاں چہ می شنوید          کہ ماندہ ام بغریبی و کارواں رفتہ
در روزگار دل شادماں نمی بینم          کہ از ہجوم بلا راحت از جہاں رفتہ
کس از تلاطم دریا بروں نمی آید          کہ کشتی کہ بہ بینم بر کراں رفتہ
چہ از تمیز و خرد مفلس اند ایں مردم          کہ یوسفے چو توزیں شہر رائیگاں رفتہ
ز بس بوصل تو جانہائے خلق پیوستہ          ز رفتن تو ز ہر تن ہزار جاں رفتہ
ز بیم ہجر تو ہر جا کہ بود عقل و دلے          رکاب دست تو بوسیدہ در عناں رفتہ

در نگ چند نظیری خوشا سبک روحی
کہ پیش از انکہ شود بر دلے گراں رفتہ

روندگان ملولیم رہ و بہم کردہ          دماغ در سر افسانہائے غم کردہ
گرفتہ کوہ و بیاباں ز تنگی بال          دمے چو برق بافروختن علم کردہ
بطرف ہر چمنے چشمہ نمودہ رواں          بخاک ہر قدمے دانہ بنم کردہ
بذوق کنج فراغے کہ شاد بنشینم          ہمہ حوالئے آفاق را قدم کردہ
بسر کلاہ نمد کج نشستہ بر یکسو          قفا بتاج فریدون و تخت جم کردہ
زبان عقل بے لال کردہ چوں لالہ          علاج مے بقدح ہائے دمبدم کردہ

اگر پیالۂ مے دادہ اند اگر خم زہر — زخوان دہر قناعت بہ بیش وکم کردہ

باشتیاق اجل راہ عمر پیمودہ — مقام بر در دروازۂ عدم کردہ

ززیر پردۂ دل دلبر نہانیٔ ما — کرشمہ برعرب و ناز بر عجم کردہ

حکایت لب او مردہ زندہ می سازد — مسیح راکہ باعجاز متہم کردہ

ربودہ مستی عشق آنچناں نظیری را
کہ پشت برصمد و روئے باصنم کردہ

ازما نہاں زکثرت اغیار بودۂ — چوں گل بزیر پردۂ صد خار بودۂ

ازنور دیدہ در نظر ما عیاں تری — پنہاں نمودۂ و پدیدار بودۂ

فریاد جاں ہمہ زگرفتاریٔ فراق — تو درمیان جان گرفتار بودۂ

خامش کہ گشتہ ایم در اندیشہ گشتۂ — گویا کہ بودہ ایم بگفتار بودۂ

ہم طرہ فتنہ زاشد و ہم غمزہ عشوہ گر — کز شور حسن بر سر اظہار بودۂ

در ہر نظارہ کشف حجب بیشتر شود — تو نور دیدہ مایۂ دیدار بودۂ

قومے طراز خلوت و عزلت طلب کنند — تو شور شہر و فتنۂ بازار بودۂ

دل ہرچہ بردہ است تو دلجوئے گشتۂ — غم ہرکہ دادہ است تو غمخوار بودۂ

انکار حال ماچہ کنی کز دم الست — باما بدیر و میکدہ درکار بودۂ

پرسش چہ میکنی زخطا و ثواب ما — چوں ہرچہ کردہ ایم خبردار بودۂ

جاں مست می شود زحدیث لبت مگر
ہم صحبت نظیری خمار بودۂ

سوئے ہرکس بعنایت نظر انداختۂ — تاقیامت زخودش بیخبر انداختۂ

طمع ام نیست کزیں کو بسلامت ببرم — کہ بہرسو کہ نہم پائے سر انداختۂ

عقل در حلقۂ نگنجد ز لب اندر خم زلف — دل سودا زدہ بریکدگر انداختۂ

فہم در دائرۂ تنگ دہان تو گم است — گرچہ از حلقۂ خالش بدر انداختۂ

دل زشیرین سخنان تو از آں شوریدہ است — کہ بگفتن نمکے در شکر انداختۂ

دل ما کیست کہ سرگشتۂ رویت باشد — خانماں ہا بشکر خندہ بر انداختۂ

شاہ در کلبۂ درویش اقامت نکند — دولت ماست کہ برما گذر انداختۂ

دیدہ صد دجلہ بمن دادہ سر میسوزم — آتشم بیں کہ چہ در خشک و تر انداختۂ

بیں چہا گشتہ ام اے سرو روان گر دستا — کہ چو پروانہ ام آتش بہ پر انداختۂ

گفتم این راه رسید است بپایان دیدم | که ز اوّل قدمم دور ترا انداختهٔ
منکه تقدیر تو چنیت کش تدبیرم بود | بستهٔ دستم و خیمم ز خر انداختهٔ

باید از اوّل شب گرد نظیری شب گیر
بار در مرحلهٔ پر خطر انداختهٔ

گر پائے سروِ دامن یارے گرفتهٔ | از محنت زمانه کنارے گرفتهٔ
آگه نهٔ که در چه نفس سود عمر تست | از هر نفس اگر نه عیارے گرفتهٔ
عمرت همان و ست که بایار بودهٔ | هیچ است اگر جز این شمارے گرفتهٔ
هشدار هان که بطن خود تیره کردهٔ | از هر چه بر ضمیر غبارے گرفتهٔ
نخلِ برهنه سنگ ز مردم نمی خورد | از خود بریز اگر برو بارے گرفتهٔ
گردون کشید رخت ترا چون مسیح اگر | وقتے رکاب شیر سوارے گرفتهٔ
هر سُو نقیر فاتحه در کار می کند | یکبار از دمے نه نگارے گرفتهٔ
نازان بحسن خویش مشو هیچ از امتحان | آئینهٔ ز آئینه دارے گرفتهٔ
بازی نه کعبتین فلک خوردهٔ مدام | نقش حریف کے بقمارے گرفتهٔ
چندیں فراهشی ز عیب و دیار حبیبت | آخر اجازت از پے کارے گرفتهٔ
اینجا صداع را سر مخمور مے خرد | تو سر ز درد نیم خمارے گرفتهٔ

بو از شمیم زلف نظیری نبردهٔ
گر بر فراش عیش قرارے گرفتهٔ

غم بسنر ادادهٔ دل بنوا کردهٔ | از تو بذیر فته ایم هر چه عطا کردهٔ
جز گل و برگ رضا حاصل تسلیم نیست | هیچ ستم کندهٔ قطع جفا کردهٔ
نوبت شادی زدیم بندگی از ما رفت | شهره بداغ تو ایم گرچه رها کردهٔ
جفت بلا چون شدیم گریه بروز الست | ماکه بلے گفته ایم فهم بلا کردهٔ
هر که نور وشن کنی مفت نگیرد کسے | هم تو بهیچم بخر چون تو بها کردهٔ
عشق تو مستی بخلق بے می و ساغر دهد | بر در میخانه ایم از چه گدا کردهٔ
هر که جمال تو دید دولت جاوید یافت | سایهٔ زلف سیه بر هما کردهٔ
ما ز قصور ادب غرق گنه گشته ایم | تو ز غلوئے حیا ستر خطا کردهٔ
غائب و حاضر بما در همه جا بودهٔ | پشت بتو کرده ایم رو بے ما کردهٔ
گریهٔ شب رو کنم شیشگئے دل جدا | مردمک دیده را لعل قبا کردهٔ
قطع مودت نمای یار نظیری مباش | سایه گر از آفتاب هیچ جدا کردهٔ

عشق افسر ز سر جم باشارت برده
با سیاہی دل محمود بغارت برده

نتواند لب عیسیٰ بصد اعجاز گرفت
دل که آں چشم مہندس بمہارت برده

خواجه در کعبهٔ رندان نظر با زملاف
که گدا نام شه اینجا بحقارت برده

عشق را فائده در کوئے زیانکار انست
ہر که زیں کوئے سوے خسارت برده

عشق در سینه و طاعت بجز اکرده بدل
گنج در خانه و دانگے بتجارت برده

بسکه بگریسته ام در جگرم گرمی نیست
گریه ام از نفس گرم حرارت برده

رو بمحراب گریبان تو نتوانم سود
که ز من دیدهٔ آلوده طہارت برده

من بیاں ہیچ ندارم که سخن گفتن تو
از من اندیشهٔ معنی و عبارت برده

کرده بر من در افسانهٔ بے ساماں باز
قفل خاموشی و مفتاح بصارت برده

اے خوشا عاقبت کار نظیری در عشق
در وفا مُرده و جاناں بزیارت بُرده

آنی که بجاں ناز ترا جور کشیده
خورشید بچشم از رُخ تو نور کشیده

گیسوے تو بسریده کمند از دم عیسیٰ
مژگان تو نیش از تن زنبور کشیده

آں رُخ که خوئش میچکید از زلف بنا گوش
گوئی عرق از عنبر و کافور کشیده

از معنی فہم دہن تنگ تو ادراک
یک نکته بیاں کرده سخن دور کشیده

بے دُرد ترا شیرهٔ جاں ساخته صد بار
خمار که صد شیرهٔ انگور کشیده

کوئے تو کنوں وعده گه منتظر انست
دیریست که موسیٰ قدم از طور کشیده

محروم ز دلجوئی آں چشم سیاہم
مژگان تو بر گرد نگه سور کشیده

بسیار شد اندوه و عنا کے بود آخر
بینیم بصبح ایں شب دیجور کشیده

ایوب مگر چارهٔ رنجوری ما را
داند که ازیں علت ناسور کشیده

آسوده جز از گوشهٔ ویرانه نگردد
دیوانه که آزار ز معمور کشیده

افغاں که بمنزل نرساندیم ز سستی
بارے که دو چنداں کمر مور کشیده

دل خستن و فریاد نظیری ز در دوست
رنجور نفس از دل رنجور کشیده

از خوئے تند و سرگشت کس ایمن و خوشنود نه
صد بار رنجیدی ز ما ما را گناہے بود نه

عاشق منافق میشود در غمزه غماز تو
صد فتنه انگیزد دمے قصدت زیاں و سود نه

حسنت نمکہا ریخته عشقت جگرہا سوخته
از بختن سودائے تو حاصل جز اشک و دود نه

نے قہر و جنگے بر ملا نے مہر و لطفے در خفا
آخر بمیدانم چه ام مقبول نه مردود نه

اندیشهٔ پنہان تو سرمایه سود اسے ماست
صد جاں اگر نقصاں شود در راه تو نابود نه

تا تو نکو تر می شوی من مبتلا تر مے شوم
حسن ترا رو در بهی درد مرا بهبود نه

عیش ضعیف تلخ ما یا رب نصیب کس مباد
در مجلس ما چاشنی در مجمر ما عود نه

هم صحبتان رو صد و ما از نقل برجا مانده ایم
ما کاهلان را جنبشے از نغمهٔ داؤد نه

در افتراق حال ما صد کوکب منحوس هست
در اجتماع کار ما یک اختر مسعود نه

گردید قسمت در ازل نایابی و سرگشتگی
یک سالک جوینده را رو جانب مقصود نه

یاران صبوحی سرخوشان اصحاب مجلس میکشان
بجز نظیری اسبب جز تخت خواب آلوده نه

در عهد تو یک سر بگریبان نرسیده
کش چاک دل از سینه بدامان نرسیده

محمود پریشان سر زلف ایاز است
کاریست محبت که بسامان نرسیده

مجنون نشد آرام پذیر از رخ لیلی
دردیست جدائی که بدرمان نرسیده

هر قطرهٔ از چشم ترم سیل جهانیست
جائے رسد این گریه که طوفان نرسیده

دیریست که از نکهت پیراهن یوسف
بوئے بسوئے کلبهٔ احزان نرسیده

بس کز رسن زلف گره گیر تو بندیم
ما را سر از چاه زنخدان نرسیده

ماییم و کتابے و چراغے که فروغش
از خانهٔ تاریک بایوان نرسیده

صد بار ز آغاز بانجام رسانیدیم
افسانهٔ دردے که بپایان نرسیده

فریاد که طے گشت رهِ عمر نظیری
این جان الم دیده بجانان نرسیده

کجائی اے گل و گل را برنگ و بو کرده
جنان جمال تو نادیده آرزو کرده

گلے برنگ تو گلچیں نچیده از چمنے
هزار مرتبه گلزار رفت و رو کرده

هزار جنس مے آورد در میان خمار
به تشنهٔ تو نبوده است در سبو کرده

سپاس خلق تو بر جان عاشقان فرضست
پری وشان جهان را فرشته خو کرده

لب از حلاوت حرفت نمیتوانم بست
که همچو نیشکرم شهد در گلو کرده

چگونه مردمک شب پرست ما بیند
ترا که ذره و خورشید جستجو کرده

ترا بقول و غزل رام خویش نتوان کرد
عبث خیال توام گرم گفتگو کرده

تو گل بجیب دگر کن که عشق چاره شناس
نصیب سینهٔ من مرهم و رفو کرده

نظیری از نه دل خار خار غیر بکن
که عشق آبروی دیده را بجو کرده

نے سنبل تمباکوئے نه آتش رخسارهٔ
دل بوئے خامی میدهد بیداغ آتش پارهٔ

منقار زرین بایدت تا دانه زیر اخگر کنی
کے مرغ این آتش بود هر مرغ آتش پارهٔ

در نخل تمباکو نگر صوفی شده باز آمده
در کوئے خود سرگشتهٔ در شهر خود آوردهٔ

چوں بید مجنوں ہر طرف افگندہ از سر طرّہٗ    چوں دلق سالک ہر کجا افگندہ از بر پارہٗ

موم گیا از چیں مخر تنبا کوئے آچیں بجز    ہم مایۂ بے مایۂ ہم چارہٗ بیچارہٗ

خواہم دہد وجد آنقدر جام و نے تنباکویم    کافتم بطاق ابروئے چوں نرگس خمارہٗ

اندر کمند دود او کز سنبل دلجو بہ است    ہمچو کلیم افتادہ ام اندر دم سحّارہٗ

موسیٰ بقوم خویشتن لوح ید بیضا نمود    یا حور سیمیں ساعدے کرد از مہ نو پارہٗ

ہر جرعہ کے مستی دہد رند جحیم آشام را    از جنس آچیں کشتئے وز قسم ہندی کارہٗ

ساغر نظیری کم بکش زیں خشک مے ہر دم بکش
کت موم از وشّد آہنے کت لعل از وشد خارہٗ

در شہر کو ہنگامہا بہر تماشا کردہٗ    تا خلق را غافل کنی صد فتنہ برپا کردہٗ

وسواسیان عقل را در قید شرع افگندہٗ    آشفتگان عشق را سرگرم سودا کردہٗ

روز قیامت ہم عجب گر کام مشتاقاں دہی    تو کز فریب وعدہٗ دلہا شکیبا کردہٗ

زلفے پراز خواہش و خدم روئے گرفتارش چشم    عرض تجمل دیدہٗ آہنگ غوغا کردہٗ

در خلوت و عزلت ز تو غائب نمیگردد کسے    صد عابد مستور را در شہر رسوا کردہٗ

نے یار و محرم راگذر نے صبر و راحت را مقر    آخر دریں ویرانہ دل تنہا چساں جا کردہٗ

ترسم کہ در روز جزا گیرند خلقے دامنت    با دیگراں بارے مکن جورے کہ با ما کردہٗ

اے عشق کاغاز از تو شد آخر سر انجامے بدہ    تحریک شوقے دادہٗ کارے تقاضا کردہٗ

ہر عشوہ میخواہی بدہ پیش نظیری نسیہ نیست    امروز نقدی در نظر گر وعدہ فردا کردہٗ

دلے دارم از وداہا شکستہ    دلے از ہر صدائے پا شکستہ

تنے دارم ز طوفان حوادث    چو کشتی در تہ دریا شکستہ

ز رعنایاں کہ بر آتش نہندم    چو عودم سر بسر اعضا شکستہ

بر اصلاحم فلک را دسترس نیست    درختم شاخ از بالا شکستہ

کسے زاں نشنود داد ہم بیں بام    کہ سقف گنبد مینا شکستہ

اجل از غم نے ساز د خلاصم    بہر گم آستیں عمدا شکستہ

شب دنیا سیاہ از دست روز است    پر طاؤس قدر یا شکستہ

چنیں ہر ستی خورم کوہ از الست    کہ شیشہ لالہ بر خارا شکستہ

ز بس کز شادئی امروز ترسم    دلم از عشرت فردا شکستہ

جہاں در کار ہر کس دید نقصے    قصورش بر سر دانا شکستہ

کمان ابروایں زال رعنا    بجادوئے ید بیضا شکستہ

زبس از فتنہ مے ترسد نظیری
سپاہے را بیک غوغا شکستہ

دل بریں ناخوش آشیانہ منہ
چشم بر شفقت زمانہ منہ

ناگہاں می زنند طبلِ رحیل
رختِ خود جز بر آستانہ منہ

تا کفانے و شاہدے باشد
پائے بر آستانِ خانہ منہ

بدرہ تا دست در میاں دارد
بادہ و چنگ بر کرانہ منہ

مے و معشوقۂ شبانہ خوش است
نان و پیہ آبہ شبانہ منہ

مُرغ دل را از قفس آزاد
بر در خانہ آب و دانہ منہ

گوش بر نغمۂ غزے نہ
چشم بر جرعۂ مغانہ منہ

دیر یا زود مے رسد روزی
بر جہاں قحط جا و دانہ منہ

ہر چہ دستت دہد نکوئی کُن
عذر بیجا مکن بہانہ منہ

اثر زندگی بگور فرست
از پئے مردگے نشانہ منہ

عشق ہمراہ برنے تابد
پائے در رہ بجُز یگانہ منہ

با نظیری نشین و وعظ شنو
گوش بر ہرزہ و فسانہ منہ

تو بر سر کوے دکاں نہادہ
ما بر کفِ دست جاں نہادہ

بس سنگِ گراں بہ ہیچ جا تہا
در پلۂ ابروان نہادہ

یک سود نمود زیر زلفت
در ہر شکنے زیاں نہادہ

در قندِ تو خندہ رخنہ کردہ
ما جاں بقصورِ آں نہادہ

لب دادہ بمشتری شکر چش
بس نرخ شکر گراں نہادہ

ما پشت گرفتہ نرخِ نازت
تو پائے بر آسماں نہادہ

بگرفتہ دلے چو خارہ در بر
بس پشت بہ پرنیاں نہادہ

شب ناشدہ بستۂ دکان را
سنگے بکلید آں نہادہ

شہرے پے یک نظر ببامت
زر بر کفِ پاسباں نہادہ

وز شوقِ تو جاں در آستینہا
رُخ خلق بر آستاں نہادہ

بس خاک نہیم تو نظیری
برداشتہ بردہاں نہادہ

پردہ بردار و صلائے می بشیخ و شاب دہ
صومعہ داران عارف را شرابِ ناب دہ

آخر اے ابرِ کرم پروردۂ فیض تو ایم
دود از ما تشنگاں برخاست ما را آب دہ

از ادب حرفے رقم آموز کار ما نکرد
دفترے از حسنِ خود داری بما یکباب دہ

ایں دلِ افگندہ را یکبار بردار از زمیں
گر نہ داغ مہر تو باشد بروے تاب دہ

ترسم از خونریزی زلفت که گیرد دامنت
خون دلها از شکنجش می چکد کم تاب ده

خوابش از سر رفت با ما هر که هم زانو نشست
تاب بیداری نداری تن بجائے خواب ده

وه که از طوفان عشقت برق دل را آب برد
من نگفتم سر بجویم این همه سیلاب ده

از حرارت هر شبم ضعف دل افزون میشود
یک صباحم از لب خود شربت عناب ده

از شکاف دل بچشم جان نظیری بیندت
روئے بر محراب دار و پشت بر اصحاب ده

تا شوی هم انس آگاهی طلاق خواب ده
ترک بالین حریر و بستر سنجاب ده

نقش هر پندار پیش آید بشوے از دل بشوے
سر بصورت خانهٔ نام و نسب سیلاب ده

ساقی از نوشی بگو بد زهد و تقوی کن نثار
مطرب از دستے برآر د جبه و جلباب ده

باد نشار نداست عارف جامه رندی بپوش
جبه سالوس و تسبیح ریا بر تاب ده

دردمندان را علاجے زان نظر دریوزه کن
مستحقان را زکاتے زان دو لعل ناب ده

چون چنین کردی روش بر کوه صحرا کن گذر
خاره و خارا را خواص قاقم و سنجاب ده

توسن طبع و هوا سر داده میرانی کجا
دور از مقصد شدی آخر عنانے تاب ده

از سیه چشمان هندی آب رحمت نماند
آب نیران می شود در ریز چشمے آب ده

ره خطرناک است منزل دور و رهزن در کمین
روز بے که شد نظیری ترک این اسباب ده

کیست این از روئے رعنائی بجولان آمده
کرده در هر کس نظر بر خویش نازان آمده

در صفا چون صبحدم نستاره روئے چون بهار
صد گلستان سنبل و گل در گریبان آمده

دمبدم می گردد از نظاره عالم محوتر
چشم قربانیست بر دیدار حیران آمده

دوستان را میخرا شد و لخراشش گریه ام
من خودم در اشک گرمش پنهان آمده

خلق در نظارهٔ حور زنداز اوقات خویش
روز گاری ما ز سر تا پا پریشان آمده

همچو ابر از گوشها همدم ز سر بیرون شده
همچو کوه از چشمها سیلم بدامان آمده

سوئے جور از راه بخشش یار میگرداندم
کین دیرینم بیادش بور کیسان آمده

سر نوشتم بے مزد و منت صنعتم بے فرخ و قدر
کار خویشم از زبان بر خویش تاوان آمده

شکر الله شد نظیری بار در غربت دوچار
زین سفر نازم که سود است آنچه نقصان آمده

در بند تو زنجیر گرفتار شکسته
زندان شده هم رخنه و دیوار شکسته

زین پیش شکر خنده حلاوت نفزو شد
طوطیم ز شکر سر منقار شکسته

از بسکه عنان پیچید زان چهره نگاهم
خار مژه در دیدهٔ خونبار شکسته

صد قافله نازکشوده ید نمم بار
سودائے تو از رونق بازار شکسته

بیرون کنم از تن بسر ناخن غیرت
این خار که در سینهٔ افگار شکسته

نے جامه کنم پاره و نے سینه کنم چاک
دیر است دل و دستم ازین کار شکسته

دل خستهٔ بیچارگی چاره گرانم
اندوه طبیبان دل بیمار شکسته

پیمانهٔ پیمانِ تو از بند عزیزان
اندک شده پیوسته و بسیار شکسته

پیمانِ تو جائے عجبی نیست نظیری
خوش باش که عهد از طرفِ یار شکسته

فکرت و غم را بجانِ مردمِ ناشاد ده
ما بتو شادیم ما را خاطرِ آزاد ده

هر کرا جانان کشد ماتم بنے دارد کسے
دوستانِ کشتهٔ خود را مبارکباد ده

دور از ان در مرده ام کے میکند خاکم قبول
در تنم آتش زن و خاکستر و برباد ده

شور و غوغا بیش شد از بند و زنجیر اے پدر
ترک غمخوارئ این مجنونِ مادرزاد ده

برهمے تابد دل اما عشق میفرمایدم
کرده ویران خراجِ کشورِ آباد ده

عاجزانیم از دیارِ خود بناموس آمده
عجز ما بشنو نے گوئیم ما را داد ده

یار مے آید نظیری زندگی از بهر چیست
دیده بکشا بمردن جانفشانی داد ده

# ردیفُ الیاء

در هیچ مقامم نگذارد بد رنگے
از بوئے ببوئے بُرد از رنگ برنگے

بالا تر ازین طور تجلی قدمے چند
دارد ارنی گوئے دگر بهر سرِ سنگے

شوقِ تو زنان را بسر کوئے بر آورد
بے معجر و بے کفش نه شرمے و نه ننگے

یوسف صفتان داد بزندانِ تو آرند
دستار بچنگے و سر طرّه بچنگے

صد جنگ ایمانم ازان عشوه فریبے
صد ورع ز قرآنم ازان غمزه خدنگے

لب خیرگئ می کند اربیش ره آید
ابروئے کشادی زبس کوچهٔ تنگے

زان لطف و عتابے نکشیدیم که هرگز
آلوده نکردیم لب از شهد و شرنگے

یکرنگ صفت با همه کس زیست نظیری
نے حیلهٔ روباهی و نے خوئے پلنگے

ترا خدا برد اے دل سر کجا داری
که یکدو روز شد آتش بزیر پا داری

درین دیار بچشم غریب مے آئی
نه آں وصلے تو آں رنگ آشنا داری

چه غم که در ظلمت دیده ام غبار گرفت
اگر تو از پئے این دیده توتیا داری

چنین در آتش صد امتحان گداخته ام
بجستن تو که حُسنے چو کیمیا داری

نشاط هر گذر و خوشدلی هر کوئے
برائے یک تظلم در بدر چرا داری

صفیر ناله چرا سوزد از آشیانِ منست
بشاخ گل همه مرغانِ خوش نوا داری

بصد نیاز نظیری کمین فرصت کن / که دام در گذرخانهٔ هما داری

خلوتی خواهم و سودای سر زلف کسی / دم گرمی که چراغی بفروزد ز خسی
از گلم خار بدل میخلد افسوس که نیست / پر و بالی که گریزم ز شگاف قفسی
شعله از قهر ببال و پر پروانه نکرد / آنچه از لطف کند شهد ببال مگسی
غم و اندیشه مرا زود در آورد از پای / پای برجاتر ازین می طلبد عشق کسی
بس تنک حوصله ام دست دلی میخواهم / که بگیرم بفغان دامن فریادرسی
محملی نگذرد از بادیه ما ورنه / همه در وجد و سماعیم ببانگ جرسی
لاف سربازی ما با تو نظیری غلط است
چو نتو بر چهره نداریم غبار فرسی

نیست با مشاطهٔ گلبن طرازم حاجتی / عشق اگر خواهد بروید بر سفالی جنتی
غنچه ام گل در گلو دارد بهارم تازه روست / خنده کافیست با غم راز صبح رحمتی
مشتری گو رد کن و دلال گو دریا فگن / جنس اگر خوبست خواهد کرد پیدا قیمتی
کار ما را اینچنین ناپخته کی خواهد گذاشت / عشق اگر مردیست با او هست نوعی غیرتی
بر سر کوی ترقی خودنمائیها کنم / گر قدم برتر نهد از پایهٔ خود همتی
نغمهٔ سنجیده می گویند این را ناله نیست / نی نشان درد دارد نی خراش رقتی
پر کنم از تحفهٔ مصرش نظیری آستین / گر بیارد بر نقابم باد دست رغبتی

درک هر راز کجا زان عجمی زاده کنی / گر نه آئینه چو آئینهٔ او ساده کنی
زیب مشاطه صفائی ندهد آن بهتر / که قناعت بهمان حسن خداداده کنی
چون صبا معتکف طرف چمن شو شاید / خورده حاصل از آن غنچهٔ نگشاده کنی
چون ارادت بکف پیر درست است عنان / کوش تا همرهی مردم آزاده کنی
زادی از صومعه بردار که در دیر مغان / رهن یک کاسه می خرقه و سجاده کنی
نفع و ضر همه در پردهٔ غیب است چرا / تکیه بر مایهٔ از پیش فرستاده کنی
ای سواری که تنیبت بقضا می تازی / گنهی نیست اگر رحم بر افتاده کنی
همچو شمعم همه تن مایهٔ دیدار شود / گر شبی نذر خودم تا سحر استاده کنی
سبزه بر جوی دمیدست نظیری وقتست / با حریفان سمن بو بقدح باده کنی

وقت آن آمد که خرگه با گل سوری زنی / لعبت چینی گزینی جام فغفوری زنی
چهره از شعلهٔ تبایان بدخشانی کنی / باده با فیروزه خطان نشابوری زنی
دستها در گردن چون رطل مینائی کنی / بوسها بر ساعد چون شمع کافوری زنی
ساز و برگ عیش و آغوش و کنار استاده اند / پیش ازین چون نی نمی باید دم از دوری زنی

عمر شیرین موج بر آبست باید چون حباب  قرعه بر نام شراب تلخ انگوری زنی
بلبل و گل پرده از ساز و نوا برداشتند  زشت باشد گر تو خواهی لاف مستوری زنی
بی کلاه و کفش میر قصه‌مستان در چمن  تو نمیخواهی که گل بر سر ز مغروری زنی
بلبلا نرگس درین بینی می کند وقتست وقت  بر سر کرسی برآئی بانگ منصوری زنی

باده آخر شد صبوحی را نظیری ساز ده
ورنه فردا حرف نتوانی ز مخموری زنی

کی ستر غنچه او از هر بیان بیابی  گر محو ذوق گردی خود سر آن بیابی
گر چشمه حیاتش نوشش از لبان فشاند  صد سلسبیل و کوثر هر سو روان بیابی
نتوان دهانش دیدن ز خشم سپهر اگرچه  باریکتر ز مو نقش موی میان بیابی
چندان ملاحت او بر دیده ام نمک بیخت  کز اشک گرم سوزی در مغز جان بیابی
گر نرگس خوش آلبش چشم از جهان بپوشد  نه باغبان ببینی نه بوستان بیابی
تا نوش خنده او دامن بصحبتم چید  از عیش تلخ زهرم در استخوان بیابی
چندین کتاب مصحف فهرست باب عشقت  دیگر ورق نخوانی گر داستان بیابی
یارا ز تعیین تو در پرده می نماید  خود را نهان نمائی او را عیان بیابی
عمری خدا پرستی کردی ز خود پرستی  شاید ز بت پرستی از خود امان بیابی
تکمیل عشق و عاشق تجرد غرایق بحر است  تا در نیاز عشقی از خود نشان بیابی

گر عارفی نظیری پیشانی سبو بین
کاسرار لوح و کرسی بی ترجمان بیابی

بموی بستهٔ صبرم نظم ساز است پنداری  دلم از هیچ می رنجد دل یار است پنداری
بهر یک نسیمی خاطرم آشفته می گردد  بجو در آنی سیر زلفین دلدار است پنداری
نمی‌شیندم می زند سودی نه کارم است بهبودی  دی دارم که پیراهن اسال او بیار است پنداری
نفس بشکسته تا فتح بزمی دی از غیب بگشاید  کلید روز تعیم در دست خمار است پنداری
چنانم بر سر زلف صنم سر رشته محکم شد  که رگهای تنم پیوند زنار است پنداری
بنوعی طعن مردم را هدف گشتم که در جانم  ز سنگ کودکان امانم کهسار است پنداری
فلک را دیدها برهم نهد آید شب ار بینم  چنان هیبت ما بیخواب که بیدار است پنداری
بگیرم سوز او را در ره دل تا چنانم اوفتاده  که در از جهان با من همین کار است پنداری

نظیری تو عجب شیرین و نازک نکته می آری
ترا شکر بتحریر من گل بخبر وار است پنداری

شد آخر روز بینائی وصل دل همان باقی  بلا گردید ضعف پیری طغیان مشتاقی

زیبا کی و رندی منفعل بودم چه دانستم — که در پیری کشد کارم بسالوسی و زراقی
فقیهاں شاهد و عادل نوشتندم صلاح است — که در باقی کنم من بعد حرف شاهد و ساقی
با لطاف خداوندی امید واثقے دارم — فراموشم نمی گردد بشارت هائے مشتاقی
نوازش کن کزاں لبہائے شیریں تلخ نافع تر — حیات خضر ایام گردهی زهرم بتریاقی
جمال بوستاں دیدم به بخت و کار من ماند — بنفشه در سیه کاری و گل در ساده اوراقی

نظیری واله صوت و سخن چندیں مکن خاطر
که مانند قصه را بر جائے نازک داستاں باقی

گه بعشق کاکلت بر سینه سازم سنبلے — گاه سوزم بر هوائے عارضت بر سر گلے
کوتهست ایام گلشن رایگاں زاں نشست — دیدن گل منع گر باشد نوائے بلبلے
دل که آشوبے ندارد چه نسبت کاخ بے هوا — هر که سودائے ندارد چه نسبت کاس بے مُلے
از شط غم کشتی مے بر کنار آرد مگر — ورنه از تدبیر نتواں بست دریا را پلے
فیض صبحم گر قضا گردد صبوحی کے شود — چار قل خوانم تمام شب بعشق قلقلے
نافه چیں آگینم گشت و ناف گل بغل — تا برو وشم معطر شد بمشکیں کاکلے
بندهٔ آں تاب گیسو در خم باند و شوم — همچو شاخ سنبلے پیچیده بر شاخ گلے
کعبه در زمزم ز نخداں و رخش بیند اختم — دیده شد بتخانهٔ کشمیر و چاه بابلے

فیض از ساقی نظیری جو و نے از سامری
خاکپائے جبرئیلست هست گرد دلدلے

گر بدل از برقع آں زلف پریشاں آمدے — کارهائے بے سروساماں بساماں آمدے
از جمال خود اگر دادی بعالم ذره — قسمت هر مور مقدار سلیماں آمدے
گر حجاب کعبه و دیر از میاں بر داشتے — هر مسلماں گبر و هر گبرے مسلماں آمدے
بودے ار بر قدر سوز آتش پرستاں را اجزا — بال هر پروانه شمع شبستاں آمدے
گر نبودے پیر کنعاں بوئے پیراهن شناس — کور ماندے در پرستش گرد وستیاں آمدے
بر مشام آشنا آید شمیم آشنا — سوئے احمد از یمن زاں بوئے ایماں آمدے
هر غم او کامدے در سینهٔ تنگم فرو — جان محبوس مرا یوسف بزنداں آمدے
وه که در گلشن جمش دار ند مرغے را که او — گر بگلشن در قفس بودے بافغاں آمدے

رخصت ار بودے کزیں بے پرده تر گویم سخن
چوں نظیری هر دو عالم مست عرفاں آمدے

ترا گفتم ز صبح وصل بهرافروز تر باشی — نه گر داغ و داغ دوستاں جانسوز تر باشی
بسعیت چوں گماں بخواستم در بر کشم روزے — چه دانستم کز آں تیر قضا دلدوز تر باشی

من از شغل تو سرگردان شدم در ابجد دانش    تو در علم نظر هردم نکات آموزتر باشی

مثال ما درین بستان زمستان و بهار آمد    که چندانی که من بدروز تو بهروزتر باشی

نه گردونی که با علم قرابت کشتگے داری    چرا هر چند ناری بشنوی کین توزتر باشی

تو اصبح جو که می سازد غرور سرکشی خوارت    ز جمشید ار بحسن و دلبری فیروزتر باشی

نظیری تا بهار وصل گل افشان شود باید
ز بستان در دے هجران نشاط اندوزتر باشی

گر حسن و جمال تو طلبگار نبودے    در خانقه و بتکده ها بار نبودے

گر نرگس مست تو نکردے جدل آغاز    تا گردش او نبود هشیار نبودے

بے پرده تو استے اگر روے نمودن    در کعبه حجاب در و دیوار نبودے

نازت ننهادی بدل این بار امانت    گر حسن تو از عشق گرانبار نبودے

میزان تو در دست غرورست وگرنه    حسن تو باین قیمت و مقدار نبودے

گر غیرت تو پرده پیدار بهشتے    یکدل شده محروم ز دیدار نبودے

افسوس که خوے تو چو روے تو نکو نیست    ورنه همه گل بودے و یک خار نبودے

اے کاش نیامیختی این رنگ محبت    تا اینهمه نیرنگ تو در کار نبودے

آسان ز عتاب تو توانست رهیدن    گر جان بکمند تو گرفتار نبودے

آن تاب و توان رفت که بر یاد رخ تو    دشوار شدے کارم و دشوار نبودے

سرمست ازین حلقهٔ زنار نظیری
گر معنی تسلیم بزنار نبودے

غیر از تو نگنجد بسرائے که تو باشی    جز تو همه محوند بجائیکه تو باشی

شاهان جهان رخ بنمائے تو ندارند    نرخ تو که داند به بهائیکه تو باشی

خورشید نخواهم که درآید بخیالت    تا ذره نپرد بهوائے که تو باشی

گردین رود دم در سر و کار تو نگردم    الا که پرستار خدائے که تو باشی

در عشق حسد نیست نگوید و مقامے    آنجا که نه من باشم و جائیکه تو باشی

آرام رباید بکمین گاه ز صیاد    وحشی رود تے رام نمائیکه تو باشی

شاید که برآرد گل صد برگ نظیری
دستان زن هر شاخ گیائیکه تو باشی

چند بار ابد او افسوں بند کنی    تا کے این رشته شود پاره و پیوند کنی

نگه بیهده بر دامن مژگان دوزی    خندهٔ ساخته بر گوشهٔ لب بند کنی

این شکر پاره فروشان همه عیارانند    بر تو حیف است که دل در گرو قند کنی

گر کنی همنفسی با ادب آموزان کن
برخوری چون طلب از نخل برومند کنی

طبع نادان سبکسار نگیری زنهار
وزن خود راست بمیزان خردمند کنی

پند من بشنو و بر چهره فشان گریهٔ تلخ
کین نه زهریست که تحسین بشکرخند کنی

خجل از کردهٔ خود تا نشوی می باید
صلح را بر غضب و خشم خداوند کنی

بهتر از صحبت ارباب خرد بگزینی
ترک هم بزمی پرشور و شر چند کنی

گنج بی رنج نظیری چه بود می دانی
بنشینی و دل از وسوسه خرسند کنی

بس در وفا تامل و تاخیر می کنی
تا می کنی بوعده وفا پیر می کنی

رنجش طبیعی تو و بیداد خوی تست
با خلق صلح از سر تزویر می کنی

خود ظلم کرده از دل ما غبن می کشی
دل مفت برده دعوی توفیر می کنی

ما را حدیث چون و چرا از حساب نیست
در ملک خود تصور تدبیر می کنی

گر بر جمال بتکدهٔ ما نظر کنی
بینی که می پرستی و تکبیر می کنی

بر عشرت گذشته تاسف چه میخوری
خوابی بخواب آمده تعبیر می کنی

گر قاصر از تصور اوئی عجب مدان
نقشی که نیست بابت تصویر می کنی

از زلف او نمی رهی ار صد هزار سال
شبدیز می دوانی و شبگیر می کنی

جز یک نحو مقام نظیری بجم نماند
بیحاجت این خرابه چه تعمیر می کنی

چمن قربانگه دنیای خونخوار است پنداری
دریغا گل که شاخ گلبنش دار است پنداری

سحر می گفت با پروانه بلبل حال دمی نالید
که گل هم زود آخر شعله خار است پنداری

بسرعت آنچنان سوی بتان می شود آخر
که اطفال چمن را گل ببازار است پنداری

گل و نرگس ز بستان هر سحر مخمور می خیزند
کلید باغبان در دست خمار است پنداری

چنانم میگزد اکنون تماشای چمن کردن
که شکل غنچه بر گلبن سر مار است پنداری

نظر می بندم از گلزار و نقش یار می بینم
بچشمم هر که غیر از یار اغیار است پنداری

ندارد وزن کالای دو عالم نزد سودائم
سری دارم که یوسف را خریدار است پنداری

کدامی نغمه کز رگهای جانم بر نمی خیزد
همیشه مطرب غم را ز خمه بر تار است پنداری

نظیری بسته بودم لب که عشق افسانه کوته کرد
سخن برداشت برقع قصه بسیار است پنداری

دریغا در چنین فصلی حریف یار بایستی
میان بلبلانم جای در گلزار بایستی

نشد ز ایوان قصر افراختن جمعیتم حاصل
ره آمد شد غم سوی من بوار بایستی

بسعی دیدهٔ شب زنده دارم کار نکشاید | بجائے دیدهٔ من بخت من بیدار بایستے
چنیں وقتے کہ بر ساقی و ساغر دسترس دارم | کنار لالہ زار و دامن کہسار بایستے
زبہر آنکه دریائے بہی و نار ون ریزم | مرا چوں غنچۂ گل مشت بر دینار بایستے
سرم دستار از مخموری مے بر نمے تابد | شرابم در سر و دستار در خمار بایستے
بہر کس مے نشینم نشترے در آستیں دارد | پے آسودنم یک یار بے آزار بایستے
دل بلبل بآیں نالیدن آسایش نمے یابد | نوائے عشق را منقار موسیقار بایستے
ہمہ کس لاف در خلوت نظیری میتواند زد | ترا ایں خود فروشی بر سر بازار بایستے

بروما غم و دیدهٔ شیدائی | خردم را نماندہ گنجائی
از جگر دود مے رود بسرم | شعلہ ام خشک مغز و سودائی
شور عشقم دریدہ پردهٔ عقل | سر برآوردہ ام برسوائی
نتواں شہر را بطوفاں داد | می شوم ہمچو سیل صحرائی
عشوہ کردہ اند در کارم | خانماں می دہم بیغمائی
گاہ دشنم کشد گہے داماں | کششے برتر از تقاضائی
عشق ہمراہ خویش مے آرد | سازگاری و دلپذیرائی
صد سماعم بدست افشاندن | صد نوایم بمجلس آرائی
ہمچو گل می گدازم از رقت | چند نازک دلی و رعنائی
منصب آفتاب مے گیرم | سجدہ بوسی و جبہہ فرسائی
کشف علم ازل نظیری کرد | نیست نورے چو نور دانائی

چو لعبتان خیال اند آدمی و پری | باختیار مشعبد کنند جلوہ گری
بدست اگر نگری سیمیا و نیرنگ است | نشاط مجلس ناہید و فتنۂ قمری
ثبات عہد پدید است چند خواہد داشت | گلے کہ در رحم غنچہ کرد پردہ دری
ز عمر خوشتر و شیریں تری و لے چہ کنم | نبستہ ہیچ خردمند دل برہ گذری
دریں سرا چہ مزاج زمانہ گیرد عقل | خدا سرائے مقیمست و کارواں سفری
دریغ از دو سہ نوروز دہر باید رفت | ز کوچہائے خرابی و گریۂ جگری
بغیر ہستی حق ہستئے در فنا دارد | ز جزو کل جہاں ہر چہ را کہ بر شمری
ظفر نبود بکوشیدن خرد ممکن | ضرورت از صفت ہستی شدیم و بیخبری
چو کودکے ز دبستاں نفور مے ترسم | شب خمول ز بانگ مؤذن سحری
جہانیاں بفروغم اگر نہ محتاج اند | چو آفتاب چہ افتادہ ام بدر بدری
باختیار کواکب مکن نظیری کار | کہ رہ نبردہ بخود مے کنند راہبری

بتوتیای رہم خوں ز چشم تر چیدی / جراحت از دل ہجراں خلیدہ بر چیدی

حدیث خوش بنکت ارمغاں صحبت نیست / کہ درد از دل و آزارم از جگر چیدی

من از فراق تو مُردم ترا چہ حاصل شد / بغیر ازیں کہ گل شہرت از سفر چیدی

ہمیشہ جلوہ ترا از رقیب بے روشے / کدام میوہ ازاں نخل بارور چیدی

ز لغوہ گوئی ہم صحبتاں ولت نگرفت / اگرچہ بال مگس دایم از شکر چیدی

صبا ز گلشنم آزادہ حال می گذرد / چو شاخ گل برگم داغ نیشتر چیدی

بدست غاست تو آں درخت عریانم / کہ از مقام خوشش کندی و ثمر چیدی

ہیچ سوی رُخ آسودگی سے نہ بینم / زبسکہ مشعلہ بر رُوے یکدگر چیدی

بہاد دوگونہ نیلوفری فتادہ چو تو / برُخ بنفشہ شام و گل سحر چیدی

بشد کہ طعمہ زاغے دہی ہمایم را / اگرچہ بر پر دولت زبال و پر چیدی

زگریہ سحری یافتی نظیری فیض
گل مُراد باقبال چشم تر چیدی

دریغ از صف رنداں برون تاخت یکے / دو کون را بیکے داد در نباخت یکے

ہزار تیغ دریں مشہد جزا برخاست / ندید عشق کہ مردانہ سرفراخت یکے

کسے بمعرکہ عشق کامیاب نشد / ظفر دو اسپہ مدد شد ولے نتاخت یکے

بسے بجستن اجزائے کیمیا گشتند / زصد ہزار کس اکسیر زر نساخت یکے

دلیل و حجت حق دیگر است و حق دیگر / طریق جہل ہزار و رہ شناخت یکے

دو کون را چہ دادند و ہیچکس نشناخت / جہانیاں ہمہ بردند در نباخت یکے

درست خوردہ ایں کارخانہ مغشوش است / نخورد دارو بے تاک اگر گداخت یکے

نوائے عشق بساز و صبر بر والحان نیست / ہزار پردہ شد آہنگ کے نواخت یکے

مقرے چو نظیری پاکباز نخاست
کہ بیش و کم بہم آوردہ واساخت یکے

یک رہ کم ایں حجرہ خاکی نگرفتی / ترک صنم و دیر مغاکی نگرفتی

دیو و ملک از عربدہ ناکی تو جستند / در شکوہ عنان دل شاکی نگرفتی

در کوچہ وحدت کہ شہود بد و مست / خط نظر از وسوسہ ناکی نگرفتی

آخر بہ بری زادل اگر پاک ببازی / در باختی از مہرہ بپاکی نگرفتی

در عہد دلت میل بشوخی نہ ہوا داشت / راحت چو مے از نشأ تاکی نگرفتی

چوں گل بنسیمے دل شوریدہ شود چاک    ہر چند کہ چوں غنچہ بجا کی نگر فتی
بر چرخ نسودی چو قمر گوشہ نعلین    زنار مسیحا بشرا کی نگر فتی
مردیم کہ در چشم تو گیریم بہائے    چوں زندگی اما بہلا کی نگرفتی

حال تو نشد رتبہ معراج نظیری
گر بطن سمک رالسما کی نگرفتی

کمند عشوہ کشادی و فتنہ سر دادی    ہزار عربدہ را سر بہ بے خبر دادی
روان و روح بخود انس دادہ را جوئیم    ز حجرہ راندی و تن در قفائے در دادی
بدر ری تو دل و صبر ما نمے ارزند    مرا بدست رفیقان بے جگر دادی
بفہم و خاطر زیرک ظفر میسر نیست    بکار پُر خطر اسباب مختصر دادی
چساں بسر برود دود و مضطرب نشوم    کہ رہ چو شعلہ خارم بہ نیشتر دادی
ز تلخی تو کنم شکوہ تا ندا ند کس    کہ زہر در قدحم کردی و شکر دادی
مرا کہ درد صبوح و مے شبانہ نساخت    سر شکِ نیم شب و نالہ سحر دادی
اگرچہ قیمت پروانگی و صلم نیست    وظیفہ غم و ادرار چشم تر دادی
بذرہ ذرہ ام از مہر تست زنارے    چو کوہم ارچہ ز سر تا بپا کمر دادی
ہنوز دعوت طولئے بوسہ در راہست    ز خط و لب نمک و تر ما حضر دادی

باین جمال نظیری کسے حدیث نگفت
قمر ز عقرب و یوسف ز چاہ بر دادی

عقلم وداع عصمت کرد از تنک شرابی    عشقم نگاہ دارد از مستی و خرابی
در دکش مغاں را شرم از من است تا کے    موئے سفید سازم از لائے می خضابی
عمر سبک عنانم کے می شود مقید    دستم بر عشہ آورد جام از گراں رکابی
می خوارگی و مستی زاں روئے پیشہ کردم    تا رو دہد بیارم در حرف بے حجابی
چوں پشہ بر سر خم میجو شد ارچو اسم    در انزوائے فکرم خورے کند ذبابی
کز پرتو درونم عکس افگند بہ بیروں    ہر ذرہ ز خاکم خیزد بآفتابی
مورم ولیک دارم قصد شکار عنقا    کنجشک بستہ بالم اما کنم عقابی
سامان عمر خواہد بیش کسے نباید    بخشی باین تغافل کارے باین شتابی

تا در نشد نظیری بر شاخ وصل دستم
کز باغ بخت چیدیم گلہائے انتخابی

نہ گلم کفاف رنگے نہ گلم پسند بوئے / سر زبرگ خود ندارم ز خیال رو و موئے
بتصور جمالش ز ہزار فکر رستم / دل جمع من پریشاں نشود بہیچ سوئے
شدہ با بداں مصاحب چہ فسوں کنم نداند / کہ بطبع دیو مردم نشدہ فرشتہ خوئے
غم دل چگونہ پوشم کہ نماند صبر و طاقت / ز ہم آنچناں دریدم کہ نمی شود رفوئے
نفحات زلف جاناں چہ بلا سلسل آمد / کہ نفس ز ہم گسست و نگسست گفتگوئے
سگ خانزاد عشقم بجفا نیے گریزم / نہ شکاری غریبم کہ جہم بہانے وبوئے
نکند قبولم آتش پس مرگ اگر بسوزند / اگرم ز لوث عصیاں ندہند شست وشوئے
شدہ عرصہ زر بوناں صفت پر ملے نہ بینم / کہ ز صولجان مردی بدر آ ویم گوئے
حسنات دیں پرستاں ہمہ سیئات دانند / مگر آنکہ روز محشر نکنند جستجوئے
سخن از بدوست باشد بسرم بروں ز دنیا / دل پر ہزار حسرت بامید باز گوئے
چہ عجب ز دیدۂ من کہ بخون دل نگار است / تو کہ بر کنار جوئے نشکستہ سبوئے

ز غلوئے اضطرابم ز حجاب بر نیاید
ز صد آرزو نظیری رسم ار بآرزوئے

از کم سخنی و سر بزیری / دادیم بخارہا حریری
گشتیم ز بندگی خداوند / سلطاں شد ایاز از اسیری
مرغاں چو نشاط ما بہ بینند / بر گل نکنند خوردہ گیری
ناہید اگر بما نشیند / بہرام نیے کند دلیری
ما را کہ غذائے جاں شمیمت / پیوستہ کند صبا بشیری
مشکیں نفس از خیال یاریم / گرد رخ گل کند عبیری
بردیم بآخرت ز دنیا / دل گرسنگی و چشم سیری
ہر دیدہ و خواندہ شد فراموش / الا تو ندیدہ در ضمیری
چوں شاخ خزاں فتادہ بودم / شد شوق توام عصائے پیری
ہستی ز وجود تو عدم راست / عز است بہیچم ار پذیری

یکبار نظیری خودم خواں
تا شہرہ شوم بہ بے نظیری

دم گرم و رخ زرد از کہ داری / سرت گردم بدل درد از کہ داری
زنگ کیست بر خاطر ملالت / رخ آئینہ در گرد از کہ داری

کدامی جلوه ترسا نیده چشمت    غم جان بیم ناورد از که داری
چه پرسی ماجرائے بزم محفل    امید یاد آورد از که داری
چه فکر از بزم رزمت کرده فارغ    دل جمع و تن فرد از که داری
به تهمت عشق نتوان بست برخویش    خدار اگریهٔ سرد از که داری
حریفاں کم زنند و پاکبازند    دغا در بُردن نرد از که داری
نمی سازی بستاری خبر ده    که تکبیر جوانمرد از که داری

ندارى بخت برگردون نظیری
فغان آسمان گرد از که داری

کجائی گنج پنهانی کجائی    بمعموری ویرانی کجائی
نه در ظاهر نه در باطن مقید    انیس جان زندانی کجائی
تو ناپیدا و هر چیز است پیدا    فروغ چشم نورانی کجائی
نمی گنجی در الفاظ و عبارت    تو اے معنی وجدانی کجائی
ز تو هر خانه پُر وجد و سماع است    همه جانی و بے جانی کجائی
غنیمتهائے عالم را بدل هست    تو اے بے مثل و بے ثانی کجائی
دلا حیران تری هر دم ندانم    که همچون چشم قربانی کجائی
خداوند حرم در خانهٔ ماست    تمنائے بیابانی کجائی
به پند عقل کردم توبه از عشق    خطا کردم پشیمانی کجائی
دلم شد تنگ تر از جمع اسباب    غلط کردم پریشانی کجائی
چو کنعان مبتلائے قحط گشتم    کجائی اے فراوانی کجائی

نه در کفرے نه در آئین اسلام
نظیری هیچ مے دانی کجائی

ازین مجلس نمی خیزد دمے کاحیا کند گوشے    پیاله چشم بکشاید صراحی وا کند گوشے
گران شد حسن نغمه از بلند آهنگ مطرب خواهم    که از تحریر گلبانگ غزل گویا کند گوشے
اگر مے در خروش آید دم مطرب بجوش آید    سر معنی طلب ما صد زبان سودا کند گوشے
طنین بال مور از لهجهٔ داود یاد آورد    درین پرده مگس بر نغمهٔ عنقا کند گوشے
مرا صد شرح غم بر روئے هم افتاده و آن خود را    بتمکین نکتهٔ پرسد باستغنا کند گوشے
کسے ذوق از مقامات هزاران وا تواند کرد    که از هر عضو همچون شاخ گل پیدا کند گوشے

ضمیرِ پُرگهر دارم قرینِ ابرِ نیسانی　　سخن را مستمع خواهم که چون دُر پاکند گوشے

زلیخائے بباید تا حدیثِ عشق و سودا را　　ز سر معجر براندازد ز رغبت وا کند گوشے

در بیت الحزنِ یعقوب بند گر بشر آید　　پریشاں گردش خاطر که بر هر جا کند گوشے

درین مجلس که کس نام و سلام کس نمی گیرد　　نیازے عرضه خواهم کرد اگر پروا کند گوشے

نظیری کیست مسکینے باهلِ فقر هم صحبت
نه بیشش حجم برد عرضے نه بر دارا کند گوشے

جهاں بطرهٔ عنبر فشاں بیارائی　　بعقدِ سلسله صد دودماں بیارائی

برخ ولایتِ خاورستاں کنی تسخیر　　بخالِ کشورِ هندوستاں بیارائی

همه مسیح دماں گوش بر کلامِ تو اند　　که نظم و نثر بحسنِ بیاں بیارائی

هزار جانِ زلیخا دود باستقبال　　بحسنِ یوسفی ار کارواں بیارائی

بزیبِ صدر نشیناں خلل نخواهد کرد　　بنقشِ جبهه ام ار آستاں بیارائی

چه نو گلِ تو ام اردی بهشتِ عمر شگفت　　که مهرگانِ چمنم از خزاں بیارائی

هوائے جاں نکند بلبلے که مست شود　　اگر بشاخِ گلش آشیاں بیارائی

مرادلیست سیه پوش در مصیبتِ عمر　　کنوں تو ناز و ستم زادگاں بیارائی

چو ماهی از عطشم تشنه چه سود دهد　　بلعل و گوهرم ار استخواں بیارائی

ببرگ هم نزود خارِ خارِ غم ز دلم　　مزارم ار بگل و ارغواں بیارائی

سخن رسید نظیری بآسماں و گلست
که گوش حلقهٔ گرد و بیاں بیارائی

بخود بینی بجز بتکده نباشی　　ز خود بگریز تا کافر نباشی

بظلمت افگند طوفانِ جهلت　　چو کشتی گر گراں لنگر نباشی

ز خیلِ طائرانِ قدس گردی　　اگر در قیدِ بال و پر نباشی

نه انساں زادهٔ فضلے طلب کن　　که از همچون خود کمتر نباشی

چناں سیراب ساز امروز جاں را　　که فردا تشنهٔ کوثر نباشی

اگر خواهی گذارندت درین بزم　　دمے بیدود چوں مجمر نباشی

همه کس صید فربه خواهد از عشق　　کنند ردت اگر لاغر نباشی

اگر پائے ریاضت سر نداری　　چو نرگس صاحب افسر نباشی

چو ساغر پیشه کن بخشش بگیری　　میانِ همگناں سرور نباشی

نگردی زین خط پرکار بیتی　　اگر چون نقطه زاول سر نباشی

نظیری دل بسیمیں غبغبے بند
که در قید مه و اختر نباشی

سحر که سنبلم از جیب پیرهن بکشی　　گمان برم که رگ جانم از بدن بکشی

شود کنار رو برم بے تو باغ عریانی　　که غارتش گل و سنبل و سمن بکشی

شبم بهم زده یارب تو انتقام مرا　　ز صبح ظالم قطاع تیغ زن بکشی

شکسته شد صنم عیشم از خلیل صباح　　تو داد من صمد از این صنم شکن بکشی

بنخل عمر نیابد خزان پیری راه　　بنو بهار اگر باده کهن بکشی

بسایه گل تو آں گیاه بے کارم　　که سر اگر بکشم بیخم از چمن بکشی

خطاب غمزه خمار تو بمن ز انست　　که مست حرف خودم ساقی سخن بکشی

ز چشم هندوئے تو ایں مزاج می آید　　که صندلم بجبیں پیش برهمن بکشی

عنان طبع تو در دست ناز و بدخوئیست　　عجب نباشد اگر سر ز خویشتن بکشی

اسیر کرده تو از خوشی نیارد یاد　　چو طفل خاطرش از خویش و از وطن بکشی

مقید لب شیریں مکن نظیری دل
که خسروار شوی اندوه کوهکن بکشی

دریں میداں بر نیرنگ حیرانست دانائی　　که یک هنگامه آرائیست و صد کشور تماشائی

ز راه عقل و آگاهی مشعبد می کند بازی　　که غلطاں مهره زرنیست و نیلی حقه مینائی

بعمد آوازه سیمرغ و قاف افگنده در عالم　　عبث نظارگی گردید مشتے گول سودائی

خواص طبع جادو و سیمیائی چند بنموده　　هوائے نفس خاکی در غبار غفلت آرائی

اگر نوعے که هست از رخ حقیقت پرده بردارد　　نظر ماند برسوائی خرد افتد بشیدائی

جز او نیرنگ بینے نیست تا چون و چرا گوید　　که هم او خود تماشائیست و هنگامه آرائی

همه و چون خرد دانا و او برتر ز دانشها　　همه زو چون نظر پیدا و او پنهان ز پیدائی

ز شان حسن تو نتوان نشان گفتن معاذ الله　　تو در دانش نمی گنجی تو در بینش نمی آئی

کسے را نیست حد تناع از امر و نهی تو　　مسلم هر چه کردی نهی بر حق هر چه فرمائی

بستوری نشد کارم برسوائی علم گشتم　　شکیبے کز تو باشد می گریزم زاں شکیبائی

بذکرت جاں دهد کلک نظیری وه عجب نبود
کز افسون حدیث تو کند افعی مسیحائی

ز نیرنگ نطقش بمضموں نیایی     در آیی ز بس سحر بیروں نیایی
نیایی پذیرائی نازے ز چشمش     که پیش رہِ صد شبیخوں نیایی
بنز خانی ز عشق فرماں بر آور     که در تحتِ احکامِ گردوں نیایی
شوی محرمِ بزمِ رنداں بشرطے     که ناخوش بہ بینی و محزوں نیایی
بیونانِ حکمت جنیدے طلب کن     خداداں لعلیم فلاطوں نیایی
بگوئی چناں در دلش جا تواں کرد     که بیروں بصد سحر افسوں نیایی
نہ در گریہ صاحب دولت بتواں گفت     که دست و گریبانِ مجنوں نیایی
بکوشی و ازیں حلقہ جانبے بروں بر     گر از زیرِ ایں طاس وارو ن نیایی

مزن بوسہ بر آستانش نظیری
لبالب گر از دُرِّ مکنوں نیایی

دیریست ز گو شهٔ نقابے     داریم امید فتح بابے
از زلفِ کجش بعقدِ انگشت     ذوقست گرفتنِ حسابے
وانگہ بہ نشانِ بوسہ کردن     از صفحهٔ رویش انتخابے
ہردم بگلاب پاش مژگاں     بر جیب فشاندنش گلابے
از دیدهٔ تر براں بناگوش     غلطاں دیدن دُرِ خوش آبے
از دبنشانِ صد سلیمان     نعلے کندن ز لعل نابے
انگشت نمائے شہرم از وے     ہردم بنوازشش خطابے
مطعون دارد میانِ خلقم     ہر روز بشہرتِ عتابے
دل ہر گلہ کز تغافلش داشت     سر شد بہ ندادنِ جوابے
رازے کہ بصد دہاں نگنجد     گردید بیاں باضطرابے
با دوست گر اتحاد خواہی     از خویش نظیری اجتنابے

نوشی بصد جاں رایگاں قوتِ رواں کیستی     کامی بصد حسرت نہاں آرامِ جانِ کیستی
آدم بشوقت در جہاں رضواں بشوقت در جناں     تو مرغ عنقا آشیاں در بوستانِ کیستی
از نسل خوبانے ثمر وز قسم حوراں نے بشر     روشن کند فرّت نظر از دودمانِ کیستی
اے از ہدایت آیتے بر ما ز یزداں رحمتے     با کس نداری نسبتے نازل بشانِ کیستی
با خود غرور و سرکشی با ما جفا و ناخوشی     از مانهٔ از مانهٔ آخر از آنِ کیستی
بسیار ناز و کم نگہ کوتہ قبا و کج کلہ     خوش میروی رقصاں برہ سروِ روانِ کیستی

بر قلب پا افشردهٔ رخش خرد پے کردهٔ　　گوی از مه و خور بردهٔ چابک عنان کیستی

قهر از صفا برجوش تر فاش از خفا در پوش تر　　تلخ از شکر خوش نوش تر شیرین زبان کیستی

میریزد از کلک بنان نوشت نظیری در بیان
دست و دهان آلودهٔ گستاخ خوان کیستی

به تسبیح و مصلا کرده ام میخانه آرائی　　کنوں از اشک رنگین میکنم پیمانه آرائی

زبان و گوش محو لذتست اصحاب خلوت را　　بذکر جام و شاهد می کنم افسانه آرائی

بدست فکر از هم می کشایم تاب گیسوئے　　ز عاشق خوش بود مشاطگی جانانه آرائی

مگر یار مسافر گشتهٔ من با زمے آید　　که جاں در حجره آراییست دل در خانه آرائی

بطامات و غزل ذوق آشنائے دل نمی گردد　　بزیب عاریت تا کے کنم بیگانه آرائی

جمال عیش دنیا تیز تر از جلوهٔ برقست　　کند شمع از فروغ سوختن پروانه آرائی

مشو شاد از بهار دهر کین زال فریبنده　　بمرگ شور عالم مے کند کاشانه آرائی

گہے گل ریزدم در بر گہے سنگم زند بر سر　　بلے می زیبد از مستاں چنیں دیوانه آرائی

بلا شد در کر حسن خال و خط ماہ هوشمنداں را　　بعشق ما کند صیاد دام و دانه آرائی

دلم از هر شگاف سینه آشوبے دگر دارد　　پری در چشم مجنوں می کند ویرانه آرائی

نظیری اطلس و اکسون نبخشد قدر عاقل را
بزیب فضل و دانش خوش بود فرزانه آرائی

چه باید مرد را طبع بلند و مشرب نابے　　نگارین چهرهٔ مجموعهٔ خوبی ز هر بابے

سکندر رو سراغ آب حیواں باخت طاقت را　　خوشا درویشی و خلوت لب نان و دم آبے

به از نظارهٔ چتر جم است و طوق افریدوں　　نظربازی بسر و خانگی در پیش مهتابے

بصد ناخن زدن بر رشتهٔ عود جگر ارزد　　گزیدن از سر انگشت خفائے کرد عنابے

بکام هیچو طوطی شکر از کنج دهن کردن　　چو کبکان دری بر بال هم اندختن تابے

شب امن و حضور قلب و ذوق وصل و شعر تر　　نمی گردد بگرد چشم شاهد بین من خوابے

مدار کشتی فکرم بگوش دامن افتاده　　که می ترسم ز طوفان ذقن افتد به گردابے

نه بینم چاره ز اں شست و تاو چشمه نوشیں　　بجز در باختن مانند ماهی جاں بقلابے

حدیث صفحهٔ رخسار یار و طاق ابرو چند
نظیری خیز و او رادے گزین و کنج محرابے

تمام شد

| | | |
|---|---|---|
| خلاصہ شعر العجم حصہ دوم | ٦ر | ٥ر |
| خلاصہ شعر العجم حصہ سوم | ٦ر | ٥ر |
| اردو ترجمہ گلشن ساقی حصہ نثر نظم | عہ۸ر | عار |
| ترجمہ مہر نیمروز غالب (زیر طبع) | | |
| زبان عجم ترجمہ لسان العجم | عمر | ۱۰ر |
| ترجمہ قصائد عرفی از مولوی | | |
| جان محمد صاحب منشی فاضل | ۸ر | ٦ر |
| اُردو خلاصہ اخلاق ناصری | عمر | ۱۲ر |
| ترجمہ الیف اے کورس عربی | | |
| (حصہ نثر) سنہ ۱۹۲۸ء | عہ۸ر | عمر |
| قرۃ العین در ترجمتیں | ۱۴ر | ۱۰ر |
| پرچہ جات منشی عالم سنہ ۲۶ تا ۳۳ء | ۱۰ر | ۸ر |

## منشی فاضل سنہ ۱۹۳۶ء

| | | |
|---|---|---|
| پرچہ (۱) دبیر عجم | ہے۱۲ر | ہے۴ر |
| سمط الدرر یعنی بی۔ اے کورس | | |
| عربی جدید (حصہ نثر) | ع۱۲ر | ع۱۲ر |
| شعر العجم حصہ چہارم | عہ۸ر | عہ۸ر |
| ,, ,, پنجم | عار | عہ۴ر |
| (۲) چہار مقالہ مع مقدمہ و | | |
| حالاتِ مصنف بمطابق گب | | |
| میموریل ایڈیشن اعلیٰ قسم مرتبہ | | |
| خواجہ فیروز حسن ایم۔ اے | ۱۲ر | ۸ر |
| انشائے ابو الفضل دفتر اوّل | | |
| سوم کاغذ سفید ڈمئی اعلیٰ | عمر | ۱۲ر |
| حاجی بابا اصفہانی | ہےر | ہے |
| سیاحت نامہ ابراہیم بیگ | | |

| | | |
|---|---|---|
| جلد دوم | عہ۴ر | ۱۲ر |
| وکلائے مرافعہ | ۴ر | ۳ر |
| (۳) انتخاب قصائد از | | |
| کلیات قاآنی | عمر | ۱۲ر |
| بیجانہ عبد النبی خاں | | |
| (حصہ سالی نامہائے مرتبہ اول) | صر | صر |
| رباعیات بابا طاہر مع ترجمہ | | |
| و حالات از سید محمد عبد اللہ | | |
| ایم۔ اے۔ | ۸ر | ۴ر |
| رباعیات ابو سعید ابو الخیر | | |
| معہ حالات و ترجمہ اُردو از | | |
| مولانا محمود الحسن۔ ایچ۔ اے | | |
| ایچ۔ پی۔ او۔ ٹی | عہ۸ر | ۱۴ر |
| (۴) تاریخ وصاف شروع | | |
| کتاب سے تا اختتام جلوس | | |
| ارغون (عربی عبارات و | | |
| اشعار خارج) | عار | عار |
| ہمایوں نامہ (معہ مقدمہ و ترجمہ | | |
| اُردو) از سید محمد عبد اللہ ایم۔ اے | عمر | ۱۰ر |
| نوٹ۔ اس پرچہ کے سوالات | | |
| عبارتی و تاریخی ہر دو طرز پر | | |
| ہوں گے۔ | | |
| (۵) اخلاق جلالی (بحث | | |
| نغمہ خارج) مطبوعہ نولکشور اعلیٰ | عہ۴ر | عہ۴ر |
| گلشن راز از حضرت محمود شبستری | ۸ر | ۴ر |
| منطق الطیر از شیخ فرید الدین | | |
| عطار مطبوعہ لاہور کاغذ گندہ | ۱۲ر | ۸ر |

| | | |
|---|---|---|
| منطق الطیر مطبوعہ نولکشور کاغذ | | |
| ڈمئی سفید اعلیٰ مجلد | عمر | عمر |
| کشف المحجوب (تا اختتام احوال | | |
| صوفیہ کرام) اعلیٰ خوشخط کاغذ سفید | | |
| ڈمئی۔ | عہ۸ر | عار |
| (٦) ترجمہ اُردو سے فارسی | | |
| میں اور جواب مضمون فارسی | | |

## اختیاری مضمون اُردو

| | | |
|---|---|---|
| (۱) سروح الاجتماع | عار | عار |
| آفاداتِ مہدی | ہے۸ر | ہے۸ر |
| خیالستان | عہ۸ر | عہ۸ر |
| رویائے صادقہ | عہ۴ر | عہ۴ر |
| (۲) دیوان حالی مع مقدمہ شعر و شاعری | عہ۴ر | عہ۴ر |
| دیوان غالب اردو معہ حالات و | | |
| فرہنگ | ٦ر | ٥ر |
| بانگ درا از ڈاکٹر سر اقبال | عہ۸ر | عہ۸ر |

## کتب امدادی

| | | |
|---|---|---|
| حدیقہ ارم برائے حل دبیر عجم | ۱۲ر | ۸ر |
| ترجمہ بی اے کورس عربی جدید (حصہ نثر) | عار | عہ۸ر |
| خلاصہ شعر العجم حصہ چہارم اعلیٰ | | |
| خوشخط | ٥ر | ۴ر |
| خلاصہ شعر العجم حصہ پنجم سوالاً جواباً | ۴ر | ۳ر |
| اُردو ترجمہ چہار مقالہ از مولانا | | |
| محمود الحسن صاحب ایچ۔ اے | | |
| ایچ۔ پی۔ او۔ ٹی۔ | ۱۲ر | ۸ر |
| اردو ترجمہ ابو الفضل دفتر اول و | | |

| کتاب | قیمت | قیمت |
|---|---|---|
| سوم از نسیم امروہی فقیہہ فاضل و فاضل ادب الہ آباد یونیورسٹی | ۶ر | عہ |
| اردو ترجمہ دکلا کے سعرا فعہ از مولوی جان محمد صاحب منشی فاضل | ۴ر | ۳ر |
| فرہنگ حاجی بابا اصفہانی | عہ | عہ |
| اردو ترجمہ حاجی بابا | زیر طبع | |
| اردو ترجمہ سیاحت نامہ ابراہیم بیگ از پروفیسر باقی عباسی | عہ ۱۲ر | عہ |
| بہترین اردو ترجمہ انتخاب قصائد قاآنی از حکیم فیروز طغرائی | عہ | ۱۴ر |
| پیمانہ بہترین خلاصہ میخانہ | ۱۲ر | ۱۰ر |
| اردو خلاصہ ہمایوں نامہ از جناب جعفری امروہی منشی فاضل | ۴ر | ۳ر |
| اردو خلاصہ تاریخ وصاف سبق الاجوبہ | ۸ر | ۴ر |
| اردو ترجمہ تاریخ وصاف از مولانا محمد مشتاق احمد فاضل دیوبند | | |

| کتاب | قیمت | قیمت |
|---|---|---|
| مولوی فاضل۔ منشی فاضل اردو ترجمہ اخلاق جلالی مع فرہنگ | عہ ۱۲ر / عہ ۴ر | عہ / عہ |
| جواہر اخلاق خلاصہ اردو اخلاق از حضرت ساحل بلگرامی منشی فاضل بنظر ثانی حضرت شاداں بلگرامی | ۱۲ر | ۴ر |
| اردو ترجمہ کشف المحجوب | عہ ۱۲ر | عہ |
| معیار شرافت یعنی اخلاق جلالی بطور سوال و جواب قریباً تمام سابقہ امتحانات کے سوالات مع جوابات۔ یہ کتاب پرچہ فلسفہ اخلاق میں کامیابی کی ضامن ہے | عار | عہ |
| مفتاح الحقیقت یعنی بہترین اردو خلاصہ کشف المحجوب | | |

| کتاب | قیمت | قیمت |
|---|---|---|
| مع حالات مصنف از ثاقب امروہی منشی فاضل و کامل الہ آباد | ۱۰ر | ۸ر |
| گلشن راز مع ترجمہ و شرح اردو | عار | عہ |
| قرۃ العین ورثہ جنتین از پروفیسر رشید احمد صاحب ترجمہ کے لئے ازبس مفید ہے | ۱۴ر | ۱۰ر |
| در مکنون در جواب مضمون از پروفیسر حاجی رشید احمد صاحب | عہ | عہ |
| پرچہ جات منشی فاضل سنہ ۲۷ تا ۳۳ء | ۸ر | ۷ر |
| رہبر کامل یعنی حل پرچہ جات منشی فاضل سنہ ۳۰ و ۳۱ء | ۸ر | ۷ر |
| ضامن کامیابی یعنی حل پرچہ جات منشی فاضل سنہ ۱۹۳۲ء | ۴ر | ۴ر |


## علاوہ ازیں

کتب نصاب امتحان مولوی مولوی عالم مولوی فاضل۔ ادیب ادیب عالم۔ ادیب فاضل

مع کتب امدادی ہم سے مل سکتی ہیں۔ فہرست کتب مفت طلب کیجئے

المشتہران

**شیخ جان محمد۔ اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری بازار**

لاہور